

پیشانی پتھر اور گنجشک

نقیات و باعد النقیات پر مبنی علوم کے غالب علموں کی ایک پتھریں کا ذریعہ

مستخرج

میں

33



نفسیات و مابعد النفسیات پر مخفی علوم کے طالب
علموں کھلنے تکمیل کا ذریعہ

ٹیلی پیٹھنی اور روحیت

مسلم اعظمی

بابا ابراہیم کتب خانہ بازار - سرہی

ان مالک کل میں والدین پر رحم فرما

انتخاب

ماں کے نام
جسکی زبان بچے کے لئے پہلا مکتب ہوتی ہے۔

مسلم اعظمی

ضابطه اخلاق

یہ سب پہلی قرعہ وادارے کے تمام اہل جہدوں کی خدمت میں ہے کسی کی خدمت و جہد کو بغیر اجازت استعمال کرنا جرم بھی ہے۔ اور جس اہل علم و اخلاق و ہون صرف اہل خیر حضرات کے لیے ہوتا ہے۔ جنہیں جہد کے لیے اس کام کی عادت ہو ان کے لئے کوئی ضابطہ نہیں دیا گیا۔ یہ آئی ہو اب یہ ہے کہ آپ حرام کامیں باطل۔

لیلیٰ پیمیشی اور روحیہ
مسلمہ عظمیٰ

اسپرڈ شاپنگ ویزریکھڑی مگھلوسہ اقبال

1994

1994

—

五

فرح جہاں

۱۰۰ روپے صرف

تا علم آباد کراچی

شہد نوزاد بھنسی شاہ نمبر۔ 29 اخبار مارچ

7760892

— 57 —

44

م

لا بد

والاول

مردم

2.

100

میں

2

上

5

50

...

انہی میں سے

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
8	ذاتی صفی	64
12	انسان اور سائنس	61
18	دوست کون دشمن کون	63
21	ٹیلی بیسی کیا ہے	65
27	ٹیلی بیسی اور روہیت	71
32	انسان کیا ہے اور	79
36	مقام طبیعت کے کہتے ہیں	83
41	قوت خود اعتماد	86
45	حواس کیا ہیں؟	90
47	مادرانے حواس کے کہتے ہیں	95
48	جھمی جس	97
52	قربت جس	100
53	حرارت جس	104
	توازن جس	107
	ادوازن جس	

صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر
110	جوہر حیات	139
115	مشقین	142
121	قائم نظری	144
127	شمع بینی	149
128	شمع بینی کیسے کی جائے	150
129	مشق	153
131	علاج (دوسری مشق)	154
133	بلور بینی (عمل رد عمل)	156
135	استقرار	160
137	ترغیب	161
	روحیت منزل اور ہم	
	مشق بینی	
	مشق	
	منزل یا منزل	
	جس اور زندگی	
	دردان	
	کشف	
	علم روہیت اور جسمی اثرات	
	اختتام	
	سردرد	

آمین

ذاتی صفہ

ہے: آئیں شرم سے جھک جاتی ہوں گی اور بیٹے میں کہیں روپوش انسان آپ کے
رو برو آ کر آپ سے یہ سوال کرنا ہوگا کیا یہ بھی انسان ہیں جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے
اشرف المخلوقات کے درجے سے نوازا ہے۔ یہاں ہمیں اپنا خود کا ایک شعیر یاد آ رہا ہے۔
دل کی بھڑاس سے نکال دیں تو بہتر ہے درنا ایک بے چینی سی رہے گی۔

دعواں دعواں سا پھیلا کیسا یہ اندھیرا ہے
شہر شہر بستی بستی لبو کا صحرا ہے
انسان ہے پہن بھوک اچھا مذہب کا رہنما
اے خدا! کیا یہ وہی آدم اور یہ شہر تیرا ہے

جب شہر ہوں میں یہ انسان صرف تاجرین جائے اور دلائی کی میزبان میں ہر شہر کو تو
شروع کر دے تو پھر تہذیب تہذیب نہیں رہتی دین دین نہیں رہتا۔ انسان میں انسانیت
کہاں رہتی ہے۔ انسانوں کے اس جھگڑا انسانیت راج کرتی ہے۔ درندگی کی حکومت
ہوتی ہے۔ ترقی کا کارگاہ لا چاہتا ہے کوئی ترقی؟؟

ہمیں نہیں معلوم آپ علم روایت کا درس کیوں لینا چاہے ہیں لیکن اس کتاب کو
خریدنے کا مقصد حقیقی علم روایت سے دلچسپی رہی ہوگی۔ لیکن ہے آپ عملی طور پر جد بھی
کریں۔ یہ بھی لیکن ہے آپ میں سے کچھ حضرات اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو
جائیں۔ ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ علم روایت بدترین اور وسیع تر علم ہے انسان کو
اس بلندی تک پہنچاتا ہے جو آدمیت کی معراج تصور کی جاتی ہے۔ انسان کا مزہ کامل
ہو کر اس کی بلندی کوئی معنی نہیں رکھتی۔

اس لئے کہ فرض ہے اللہ تعالیٰ کے ان بندوں کو جو شہر ہوں میں آوارہ گرداں ہیں
اور گمراہ بستی میں رنج میں ہیں انہیں ”صراطِ مستقیم“ کا راستہ دیکھا کریں اور خود بھی اللہ تعالیٰ
کی ان نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ جن کی بدولت آپ کی رگوں میں زندگی حرارت پڑے
ہے۔

آپ بھی سوچئے۔ ہوں گے لیکن دھرم یا تم کرنے کی بجائے کرنا

سوچتے ہیں آپ سے کیا کہیں۔ سب کچھ تو ہم کتاب کے صفحات پر رقم کرتے ہیں
جائے کیوں اس کے سوا آپ سے باتیں کرنے کے لئے جذبات سے رکھ لیں گے
کر رہے ہیں یہ بھی تو ایک حقیقت ہے آپ سے روز روز ملاقات ہوتی نہیں ہے کتاب
کی وسعت سے ایک عرصہ بعد یہ موقع میسر آتا ہے پھر کیوں علم کی زبان پر ہر جہت کر
سے خاموشی کے کھار میں خود کو قید کر لیں یہ بھی جگہ ہے خاموشی بھی ایک زبان ہوتی ہے
لیکن لگا ہونے کے آئینے بھی تو رو برو ہوں۔ یہاں تو قلم ہے اور گرائی سے سہا ہوا یہ
کاغذ۔ یہ قلم اور کاغذ ہی تو ہے جو ہمارے اور آپ کے درمیان قاصد کے فرائض انجام
دیتے ہیں اس رشتے کا احساس دلاتے ہیں جو ہمارے اور آپ کے درمیان قائم ہے۔
یہ رشتہ صورتوں کا شکار نہیں ہوتا۔ احساس و جذبات کی دُور سے بندھا ہے رشتہ مضبوط
ضرور ہوتا ہے ان خوبی حضرات سے جو علم دوست ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم کا رشتہ ہے جو
ہمارے خیال میں دنیا کے ان تمام رشتوں سے افضل ہے جن میں طبع ”حسن“ غرض جیسی
انوار ایسی خواہشات انسانی کو تیش کا باعث ہیں۔ آپ نے دیکھا اس تیش نے انسانیت
کو کھلا کر اس کی صورت کس قدر رکھ دیا ہے۔ دنیا کی تمام رشتے آسب ہیں کہ ایک
دوسرے کا لبو پھٹنے کے شہر ہو جاتے ہیں۔ لیکن آپ بھی اس کرب کو محسوس کرتے ہوں

دو لڑکے لگ گئے۔ آپ کی سوچ بجا ہے لیکن کیا کریں آگھیں بند بھی تو نہیں کر سکتے گناہ گار۔ لیکن اللہ اور ان کی نعمتوں سے بکر نہیں۔ نفس میں وہی تو رہا ہے۔ پھر کیوں کر ہم اپنی سائنس میں اور خوشبو کا تصور کر سکتے ہیں۔ ازل بھی وہی ہے اور آخر بھی وہی میں میں نہیں۔ ہر وقت ہے وہ لے جواز لے سے ہے ابد تک کا کائنات کے ہر ذرے میں اپنی حکمت سے رنگ بکھر رہا ہے۔

مشق توں ہی تو ہوتا ہے اور جنوں کو کھنکھانایا ہوتا ہے نہ جانے ہم آپ سے کیا کہنا چاہتے تھے اور آپ بھی پتا نہیں کیا سننے کے خواہش مند تھے۔ کوئی بات کراں محسوس ہوئی ہو تو رد کر دیجئے گا ہم شاید مجبور ہیں خیر چھوڑ دیجئے۔ ذرا دست کتاب علم روئیت پر کو مکمل کتاب تو ہم نہیں کہیں گے لیکن ہم نے اپنی ہی ہوشیار مشق کی ہے کہ کوئی درس بخند نہ رہے۔ ہر سبق کو پوری توجہ دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ذرا غلط نہیں کر سکتا۔ یہ تو صرف میرے پروردگار کی عی غفلت ہے۔ جس کا ہر حرف غفلت مکمل..... انسان سے تو غلطیاں سرزد ہوتی رہتی ہے۔ لیکن کوشش ہر انسان کی سچا ہوتی ہے۔ اسے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ لیکن ہے ہم سے بھی نادانگی میں کوئی غلطی سرزد ہو سکتی ہو کوئی درس بخند نہ کیا ہو۔

اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں تو ہمیں ضرور آگاہ کیجئے گا تاکہ آئندہ آپ کی شکایات ہمیں حرفہ شرمندہ نہ کر سکے۔ اجازت

آپ کا اپنا
مسلم اعظمی

رشید نواز مجتبیٰ

دکان نمبر 30 اخبار مارکیٹ

فریئر مارکیٹ کراچی

حق علم سے غائب علموں سے رائے سخن کا دریہ
توحید کے ساتھ حرافہ حرافہ حرافہ



سائنس اور انسان

آج ہم جس دور میں محسوس ہیں۔ سائنس کی نئی نئی ایجادات ہمارے ہر گوشہ تک پہنچ چکی ہیں۔ کمپیوٹر کی تجسس انگیزیاں ہیں۔ سلاٹ کی ہنگامہ سازی ہے۔ سائنس کی سرگرمیوں نے نظروں کو خیرہ کر رکھا ہے۔

ہم قدیم تحریروں کو خواب درپچوں میں سمجھتے ہیں تو اللہ کی دنیا شاید اس قدر آسان نہ ہوگی جس قدر آج کی دنیا ہے۔

لیکن ہمیں ان حقیقت افروز رنگوں کے درمیان محسوس ہوتے ہوئے بھی کبھی کبھی خواب کا سا ماحول ہوتا ہے کہ ابھی آنکھیں بند رہیں اور ہوں گی اور یہ تمام رنگ سٹ کر بحرین جاتے ہیں۔

لیکن یہ بحر نہیں حقیقت ہے اور حقیقت کو جھٹلایا۔ یا نظروں کا فریب نہیں کہا جاسکتا حقیقت تو آئینہ کی طرح ہوتی ہے۔ آئینے حقیقت کا تو عکس دیا کرتے ہیں۔ ان میں جھوٹ کا کوئی کس پنہاں نہیں ہوتا۔ یہ انسان کی صلاحیت ہیں جسے اشرف المخلوقات کہا گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو ان صلاحیتوں سے نوازا ہے جن سے فرشتے بھی محروم ہیں یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ ان خدا داد صلاحیتوں کو کیسے بکھرے اور کیسے

استعمال کرتا ہے انسان نے اپنی ان صلاحیتوں سے پوری طرح تو نہیں۔ البتہ بحر پور طریقے سے ناکہ و خانہ کی کوشش کی اور وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی رہا آج یہ جو نئی ایجادات ہمارے اطراف فرائض پہنچ رہی ہیں۔ یہ ان ہی صلاحیتوں کا ہی ثمر ہے۔ سائنس نے ہر سو اپنے عجائبات ہمارے کمرے میں۔ یہ انسان کے ذہن کی بیداری ہے جس نے اپنے خوابوں کو اپنے تجسس کو تعبیر دینے کی بھرپور کوشش کی ہے اور وہ بہر صفت بہتر منصرف ہے کہ اسے خوب سے خوب تر کر سکے۔

آج ہم جو کچھ دیکھ رہے ہیں۔ زندگی کو آسانسٹوں، سہولتوں، فحش فحاش، جدید تفریحات کے جھلکے مہیا کئے ہوئے ہیں۔ ہوا کی ان دیکھی لہروں سے کندہ ڈال رکھی ہے۔ سیاروں کو سخر کرنے کی جہد یہ سب کچھ ایک دن ایک سال یا ایک صدی میں ہو گیا اور نہ ہی کسی ایک فرد کے ذہن کی کرشمہ گری ہے۔ اس کے چھپے انسان کا ایک عجیب جہد سفر ہے۔ یہ سائنس ہے۔ قرن قرن نسل در نسل انسانی نگار، تجسس اور تجسس کی حقیقت سے ہٹنا کرنے کی جستجو، گلن کی ایسی بحر انگیز داستان ہے۔ جسے بیان کرنے کے لئے طویل زندگی اور پورا کارخانہ درکار ہوگا۔ صدیوں کا سفر اور وہ اہل علم اور اہل ہنر جو اس سفر کی سائنس سے تھک کر موت کی آغوش سوئے خواب ہیں۔

انہیں آج کا انسان کیسے فراموش کر سکتا ہے۔ آج ہم جس سائنسی دور میں سفر کر رہے ہیں یہ ان ہی کی نگہ کی روشنی کا صلہ ہے۔ آج کے اہل علم و ادب ہنر نے اپنے ذہن کی قوت سے اپنے اعتراف و توسل کی کھٹاں سجائی ہے۔

لیکن ابھی انسان کا تجسس اور ان کی نگہ انگیز جہد کا سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اس آواز ہم سائنس کے ابتدائی مراحل میں اٹھے ہوئے ہیں۔

کائنات کے اسرار و رموز کو جاننے کے لئے ابھی صدیاں درکار ہوں گی۔

یہ حقیقت بھی ہے انسان جوں جوں اپنے ذہن کے درپچوں کو داکرتا چلا جاتا

ہے۔ فکر و احتیار کرتی چلی جاتی ہے۔ نئے نئے امکانات تجسس کو بیدار کر رہے ہیں۔ ہر روز ایک نیا کھشہ انسانی فکر میں ابھرتا ہے اور وہ ذہن کی سطح پر قسطلم کرنے لگتا ہے۔ یہ توان سائنس کو کھوج کے جو کائنات کی تغیر کے خواب آنکھوں میں جائے جھڑپیں ہیں نئی نئی ایجادات سے دنیا کو تغیر کر رہے ہیں۔

سائنس صرف وہ نہیں جو آپ کو اجازت کی صورت میں نظر آتی ہے۔ میڈیکل بھی سائنس ہے جو بیماری سے نیکر انسانی کی فحش پھوٹ اور عضلات کی پیوند کاری تک کرتی ہے۔ سائنس وہ بھی ہے جو انسان ستاروں کی یادوں کے ذریعے صدیوں کی کہانی لکھوں میں سمجھ لیتا ہے۔ فضا میں بڑا ہونے والے کرم و جذر کا اندازہ لگا کر زندگی کو تحفظ فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ہر وہ سائنس کے ذمے میں آتا ہے جو فکر کو عقل اور عقل ذہن کو فطرت کا حسن دیکھتا ہے تو ہمارے ذہن کی صلاحیتیں اسے حقیقت کا روپ دینے کی کوشش میں سرگرداں ہو جاتی ہیں۔ سائنس دراصل ان مادی اور غیر مادی اشیاء کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ جس کے بارے میں یقین کرنا نہ ممکن ہو۔ مثلاً ایک صدی قبل اگر سائنسدان یہ کہتا کہ ہزاروں میل کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے فضا کی تصویر آپ صرف ہوا بدوش لہروں کے ذریعے اپنے اپنے بند کمان میں دیکھ سکتے ہیں یا آج یہ جو فضا آپ کے سامنے زندگی کی مسکنوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ مرنے کے بعد بھی آپ اس کی زندگی کے ان لمحوں کو جیتا جانتا دیکھ سکتے ہیں۔ یقیناً لوگ اس سائنس دان کو پاگل کہتے، کیونکہ یہ ناممکن تصور کیا جاتا۔ لیکن آج آپ کے رویہ یہ سب حقیقت ہے۔ یہ سب انسان کی فانی بلند پروازی کا حاصل ہے ہر ناممکن کو ممکن کر دیکھا یا۔

کیا آپ نے کبھی اپنے وجود کا مطالعہ کیا ہے۔ اپنے جسم اور اسکے خلیوں میں پوشیدہ قسطلم کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ آپ کے وجود میں کئی ہزار اوتو تیں پوشیدہ

ہیں۔ جس کے بارے میں شاید آپ یقین نہ کریں۔ کیونکہ یہ بھی سائنس ہے۔ سائنس انجانی انہونی چیزوں کی جانب صرف اشارہ کرتی ہے۔ کھوج کرنا انسان کی ذہنی صلاحیتوں کی تغیر ہے۔

آپ یقین کریں کہ یہ جو آپ کا وجود ہے یہ صرف گوشت پوست کی عمارت نہیں ہے۔ یہ اپنے اندر بے شمار اسرار رکھتا ہے۔ ان اسرار کی کھوج آپ کے لئے ایک انجانی طاقت کا سراغ ہے۔ اس وجود میں ایسی عطا علی قوت ہے جس کے ذریعہ آپ دنیا کو تغیر کر سکتے ہیں اور یہ بھی نہیں کہ یہ نیا علم ہے۔ ہم آپ کو سکھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ علم صدیوں سے انسان کو امدادی مخلوق بناتے ہوئے ہے۔ کیونکہ یہ علم اسامہ حضرات کی سوچ میں انتشار برپا کرتا ہے۔ وہ یقین اور غیر یقینی کیفیت کے درمیان وقت سے آگے بھولی کیلئے رہتا ہے۔ ان دیکھی چیزوں پر یقین کر لینا بھی آسان نہیں ہوتا۔ وہ دہرائے ہوئے ہیں جو قدرت کے اشارے پر زندگی کو کھوج کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اپنے دیوانے ہی دنیا کی تغیر کرتے ہیں۔ جس دیوانگی میں اور جو دیوانگی جنوں میں ذل کر مصروف جہد میں جاتی ہے اور ارادہ چٹان۔ یہی لوگ وہ عظیم کارنامے انجام دیتے ہیں جو عام لوگوں کے لئے امدادی ہوتے ہیں۔

انسان جو دنیا کو تغیر کرنے کے خواب آنکھوں میں بجائے جہد سفر ہے۔ اگر یہ اپنے اندر کی اشیاء وقت کو تغیر کرے تو دنیا کی تمام رنگینیاں ہلکی دھچ محسوس ہونے لگیں گی چونکہ اس قوت کے لئے کسی سائنسی آلات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ قوت انسان کے اپنے وجود کا اندر ہے۔

ان پر اسرار قوتوں کے محکم ہر قوم ہر ملک ہر مذہب میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن انکے نام اور انکی صفات کو تعریف کے بغیر بدل دیتے ہیں۔ کیونکہ اس علم کے جاننے والوں کی تعداد اس قدر کم ہے کہ لوگ انہیں امدادی مخلوق تصور کرتے ہیں۔ اور

انکے وجود کی قوت کے کرشمے کو روحانی قوت تصور کرتے گتے ہیں۔ روحانی قوت ایک الگ قوت ہے۔ جو انسانی جسم پر صرف اور صرف خاص بندے پر اور اولیاء و اولاد سادھو وغیرہ کو عطا کرتا ہے۔ لیکن یہاں حضرات کی فریب کاری ہے جو اس علم کو پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں تاکہ وہ ان لوگوں کے سامنے دلچسپ انداز بنیں۔ حالانکہ یہ انسان کے اندر کی پوشیدہ قوت کا علم ہے جو انکی دیگر مخلوق سے منفرد اور امتیاز بنا دیتا ہے۔ دیگر سائنس کی طرح یہ بھی ایک علم ہے۔ جسے یہ انسان اپنے وجود میں سینے دوسری جانب متوجہ دیکر جہد میں لگا رہتا ہے۔ کبھی اپنے اندر سے کوشش ہی نہیں کرتا۔ غلطی یعنی ایک سائنس ہے ایک علم ہے ایک ایسا علم جو انسان کے اپنے ہی وجود کی پر اسراریت میں پوشیدہ ہے۔ زمانہ قدیم سے یہ علم انسان کے وجود کا باعث رہا ہے۔ خفیہ ہونے کے سبب عام انسان اسے حاصل کرنے سے قاصر رہا ہے۔ جن لوگوں میں صرف چند حضرات ہی ہوں گے جو اس علم سے مستفیض رہے ہوں گے۔ یہ چند حضرات جنہوں نے اس علم سے اپنے وجود کو روشن کیا وہ ہزاروں میں نہیں بلکہ لاکھوں میں صرف چند ہی حضرات ہوں گے جنہوں نے اس پر اسرار علم سے کائنات کی روشنی کا مشاہدہ کیا ہوگا اور اس پر اسرار قوت سے خود کو دیگر لوگوں میں امتیاز بنایا۔ ان کی یہ کوشش رہی کہ یہ علم ان تک پوشیدہ رہے اور لوگ ان کی اس پر اسرار قوت کی وجہ سے ان کی چو جا کرتے رہیں۔ یہ انسان کی جبلتی فطرت رہی ہے وہ حاکم بنا رہے۔ ان کے عقیدت مندوں کا جھوم ان کے اطراف جمع کی صورت میں احترام بن رہے۔ ان کے اطراف جمع ہونے والی بھیڑ میں سے اکثریت کی یہ خواہش رہی کہ کسی طرح اس پر اسرار قوت کا راز ان پر منکشف ہو جائے۔ اس حقیقت کا سراغ کسی طرح پالیں لیکن یہ صاحب علم حضرات اپنے ہم عصر کو کیسے اور کسی کو برداشت کر سکتے تھے۔ چونکہ وہ اس کے اسرار کو جانتے تھے اس لئے انہوں نے ہمیشہ

اسے خفیہ رکھا۔ جب بھی کسی عقیدت مند نے اس علم کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے انہی نمونہ ملامت منگھو کے حال میں اسے اس طرح الجھایا کہ وہ خوف زدہ ہو کر کنارہ کش ہو گیا۔ کیونکہ وہ چند عقلموں میں اس علم سے تجسس رکھنے والے غفلت کے لیوں پر خاموشی کی مہر ثبت کر دیا کرتے تھے۔ یہ روحانی علم ہے۔ جو صرف وراثت ہوتا ہے۔ ہمیں بھی اپنے بزرگوں سے وراثت ہوا ہے۔ آج بھی یہ اس قسم کے حضرات اپنے عقیدت مندوں کو اس فریب میں الجھائے ہوئے ہیں۔

ہم اس علم کو روحانیت سے نہیں روحیت سے اخذ کرتے ہیں۔ اور اسے سائنس کی طرح روشنی سمجھتے ہیں جو انسان کے ذہن سے ہوتی ہے اور پورے وجود کو روشنی سے ملادیتی ہے یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے روشنی ہوا کا سینہ چیر کر فضا میں شگاف ڈال کر اس منزل پر پہنچ جاتی ہے جو مرکز کا کشا ہوتا ہے۔ آپ سورج ہی کو کیسے لیں زمین تک اس کی روشنی ہر رکاوٹ کو بھانپتی چرتی اپنے مرکز کے حکم کی پاسداری کرتی ہے۔

ہمارا مقصد اس علم کی دستوں کی آگاہی سے پہلے آپ کو یہ بتانا اور یہ جاننا آپ کے لئے انتہائی ضروری تھا کہ یہ علم وراثت نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی کی میراث ہے۔ بلکہ یہ انسان کی اپنی جاتی، اپنی نسل اور جو متوازن مشق کے ذریعہ حاصل کرتا ہے۔ یہ ایک وسیع اور نہایت گہرا علم ہے۔ اس لئے اس کتب میں حاضر ہونے سے قبل اس کے ادب و اداب و ریاضت کے طریقوں سے آگاہی پانا ضروری ہے اور آپ کے جسم کے کون کون سے عضلات اس علم کو حاصل کرنے کے دوران آپ کے دوست اور کون سے دشمن ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم آپ کی ذات آپ کے وجود ہی سے آپ نے حاصل کرنا ہے۔ اس لئے آپ کا اپنے جسم میں جانا بہت ضروری ہے۔

جاتے ہوں اور دوسروں کے لئے بھی پریشانی کا سبب بن جاتے ہوں۔ اس لئے سب سے پہلے تو آپ کو اپنے اس دشمن پر قابو پانا ہوگا۔ کیونکہ غصہ انسان کی کامیابی کا سب سے بڑا دشمن ہوتا ہے۔ آپ ہر حال میں اس دشمن کو احترام دیجئے تاکہ آپ کی محنت اور کامیابی کے درمیان یہ اثر دھابن نہ کر سکے گا۔

قوت ارادی کی کمزوری بھی انسان کی دشمن ہوتی ہے۔ آپ کوئی بھی کام نہایت دلچسپی سے شروع کرتے ہیں لیکن چند مشکلات کے آتے ہی آپ کی قوت ارادی جواب دے دیتی ہے اور وہ کام ادھورا رہ جاتا ہے۔ اور آپ کے تمام خواب ریہہ ریہہ ہو کر بکھر جاتے ہیں۔

ممکن ہے آپ کچھ کرنے کے ارادے میں ہوں اور خود کو منوانا بھی چاہتے ہوں لیکن اس علم کو حاصل کرنے میں آپ کا جوش بھی حوصلہ خراب ہو۔ لیکن آپ کے ارادے میں وہ پختگی نہ ہو۔ آپ اسے بھی ایک عام کام کی طرح سمجھ کر آج سب کچھ کیل کے اوپر اپنی لا ابال طبیعت کی نظر کر دیں یہی آپ کا لا ابال بنے گا اور آپ کے سنہرے مستقبل کا دشمن ہو۔

ہو سکتا ہے مندرجہ بالا تحریر آپ کو گراں محسوس ہوتی ہو۔ لیکن ممکن ہے آپ ہر کام چلا پڑی سے کرنے کے عادی رہے ہوں اگر ایسا ہے تو آپ کیا کوئی بھی شخص اس قسم کے برسرِ ارطوبہ کی قوت کو نہیں پاسکتا۔ یہ جلد بازی آپ کے لئے دشمن کے مترادف ہے۔

اگر آپ کو جسم میں کوئی عارضہ ہے۔ پیٹھنے میں کمر کی ہڈی اذیت محسوس کرتی ہے یا آپ کی نظر کمزور ہے یا آپ کو پکلیں چپکانے کی عادت ہے یا اس قسم کی کوئی بھی بیماری یا عادت جو آپ کو دیرینہ نشہ دہن سے معذور کر سکتی ہے تو آپ اس علم کا خیال ذہن سے نکال دیں اور وہ حضرت جونی بُا دل کا عارضہ ڈیپٹیس سرورڈ کا عارضہ السریا بوسیر اس قسم کی کوئی بھی بیماری یا نشہ دہن سے معذور کر سکتی ہے تو آپ اس علم کا

آپ نے یہ مثال تو یقیناً سنی ہوگی، کمر کا بھیدی لٹکا ڈھانچے میں لٹکا ہے پہلے تو آپ کو اپنے اندر موجود اس شخص کو زیر کرنا ہوگا۔ جو جلد باز ہے چال چلنی ہے اس لئے جذباتی طور پر کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے انسان کو اچھی طرح ارادے کی پختگی سے پہلے غور و جوش کر لینا چاہیے۔ اچھی طرح اپنے ارادے کا جائزہ لینا چاہیے۔ آپ جو کام کرنے جا رہے ہیں کیا آپ اسے پائے پھیل تک کامیابی سے ہمکنار کر سکیں گے۔ یا آپ کی راہ میں آپ کا اپنا کوئی دشمن آپ کی محنت کو بر باد کر دے گا۔ اس لئے سب سے پہلے دشمنوں کو دست بنائیے آپ کے دشمن کون ہوں سکتے ہیں؟ یہ بات یقیناً آپ کو سن چکی ہوگی۔

۱۔ آپ کا غصہ:- آپ کی کمزور قوت ارادی آپ کا اعتماد آپ کا لا ابال بنے گا اور آپ کی جلد بازی آپ کا کوئی نقص ممکن ہے آپ کمزور دل ہوں اور اندھیرے سے خوف کھاتے ہوں یا آپ کے گمراہوں کی روک ٹوک وغیرہ وغیرہ۔

مختصر طور پر چند خدشات ہم نے آپ کے گوش گزار کئے ہیں۔ یہ سنا چتا آپ کا کام ہے کہ کوئی چیز آپ کی کامیابی کی راہ میں دشمن بن سکتی ہے۔ مثلاً آپ کا غصہ آپ بہت زیادہ گرم حراج ہوں۔ ذرا ذرا سی بات پر سچ یا ہو کر ممکن ہے خود بھی پریشان ہو

اپنا وقت اور زندگی کسی دوسرے حسین رنگوں سے ہرگز ہرگز آنکھ پھولی نہ نکھلیں یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کو ہر قطرے سے پہچان سکیں۔
جس طرح آپ کے اندر ہی آپ کے دشمن ہیں جس طرح دوست بھی آپ کے وجود میں پوشیدہ ہیں۔ اگر دوست نہ بھی ہیں تو آپ میں قوت ارادی موجود ہے تو آپ ان دشمنوں کو بھی دوست بنا سکتے ہیں۔

سب سے پہلے تو آپ اپنے اندر اپنے ارادے کو مضبوطی کی قوت دینے کی کوشش کریں۔ جب یہ دوست بن جائے تو آپ اپنے دشمنوں کو دوست بنائیں لیکن ہے آپ پہلی سے نرم حراج ہوں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اسے اپنا ایسا دوست بنائیں جو آپ کا گھوم بن کر رہے۔ اپنی لامہالی طبیعت کو ایک عزم دیجئے اسے ہوا کی تیز رفتاری کے ڈھانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔ جب آپ اپنے وجود کے دشمنوں کو دوست بنالیں تو پھر اس علم کی ہار کیوں کی جانب توجہ دیجئے ورنہ اپنا وقت اور ذہن کو کسی بھی انتشار میں مبتلا نہ کیجئے۔

استاد کا کام ہے کسی بھی ہنر و علم کا درس دینے سے پہلے اس کا فائدہ اور نقصان اچھے برے تمام پہلوؤں سے شمار کر دیا گاہ کہ علم کا درس لینے والا اس کے ہر نقطہ سے روشناس ہو جائے۔ کیا آپ اندھیرے سے خوف کھاتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپ کو یہ خوف اپنی آنکھوں سے دور کر دینا ہے ورنہ آپ کو خود کو اندھیرے کا مادی بنانا ہوگا اگر آپ کو پر چھائیوں سے خوف آتا ہے تو آپ سوچ لیں ان پر چھائیوں کو آپ نے اپنا دوست بنانا ہے کسی وقت بھی کوئی انتہائی پر چھائی آپ کے تصور سے نکل کر سامنے آ سکتی ہے۔ روشنی کے کیل میں پر چھائیاں بھی تو انسان کی دوست ہوتی ہیں۔ اس کے بارے میں ہم آپ کو اچھے صفات میں بتائیں گے۔ آپ اچھے صفت ذہن شفاف آپنے کی مانند رکھئے تاکہ آپ اس علم کی افادیت کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

نیلی پیتھی کیا ہے؟

جو حضرات اس علم سے ناواقف رہے ہیں ان کے ذہن میں یقیناً یہ سوال گردش کرتا ہوگا جو حضرات اس علوم کی جستجو میں ہیں وہ اس پر اسرار قوت کے اسرار کو ہر طور پر سمجھتے ہیں لیکن اکثر یہ ایسے حضرات کی بھی ہے جو بار بار یہ سوال کرتے ہیں نیلی جیسی کیا ہے؟

ہم چاہتے ہیں ان ابتدائی صفحات میں ان کے ذہن کی غلطی کو دور کر کے آئینہ بنا دیا جائے تاکہ وہ بھی اس علم کی افادیت سے پوری طرح مستفیض ہو سکیں۔

نیلی جیسی پر اسرار علوم کی وہ قوت ہے جسے ہم آج کے دور میں سائنس کہتے ہیں جس سے آپ نے کتابوں میں پڑھا ہو یا لوگوں کی زبانی کچھ سنا ہو اور سمجھ سکتا ہے آپ یقین کر لیں کہ یہ بھی معذور رہے ہوں آپ کو یہ یاد دہانی یا کوئی نامورانی کہانی کا سحر محسوس ہوا ہو۔

یہ ایک حقیقت بھی ہے۔ پر اسرار علوم کوئی بھی ہوا ہے وجود میں طبعیاتی رنگ سمیٹے ہوئے ہیں اکثر حضرات اچھے روحانی قوت یا جادوی تصور کرتے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے یہ آپ کے وجود میں پوشیدہ بات کی تعبیر کا علم ہے جسے آپ اپنی محنت لگتے جستجو اور ریاضت کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔

نبیسی ہیئتیں دراصل علم و ہنر سے برقی لہریں جو ہر وقت خارج ہوتی رہتی ہیں ان پر دسترس پانے کے علم کو کہتے ہیں۔ آج کل ان لہروں کو اپنی مشقوں و ریاضت سے ظاہر کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ پراسرار علم کے مالک کی حیثیت سے لوگوں میں ایجاز پالیتے ہیں اور آپ کے اطراف اپنے والے حضرات آپ کو ماوائی مخلوق تصور کرنے لگتے ہیں حالانکہ آپ پہلے ہی ان ہی کی طرح تھے اور آج بھی انہی کی طرح ہیں لیکن اس علم کی قوت نے آپ کو ان میں وہ غنیمتیں انفرادیت دی ہے۔ جن سے یہ تمام حضرات ناواقف رہے ہیں زمانہ قدیم بھی اس علم کو مقدر پوشیدہ خفیہ رکھا ہوا تھا کہ جس سے سو انسان اس سے ناواقف رہا۔ اب واقف ہی نہیں رہا تو سیکھتا کیسے؟ اور اس پر اسرار علم پر یقین کیونکر؟ کیسے کرتے وہ حضرات جس وقت کو کسی نہ کسی طور۔ اس علم کی افادیت کو پالیتے تھے وہ اپنے حلقے کے درمیان ہر جادوگر کی حیثیت سے اپنی پوجا کروانے لگتے تھے۔ کسی علم کی برتری کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے لوگوں سے پوجا کروانا شروع کر دیں۔ اپنے ہاتھ پاؤں پر پوسے دیوانے معاذ اللہ خود کو خدا منوانے کی کوشش کرے۔ یہ ایک الگ بحث ہے جو ہم مضمون کی افادیت کو اس کی نظر نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارا نفس مضمون کا جو حلقہ بنا ہے اس سے زیر تحریر کرتے ہیں۔

آج سائنس نے اس قدر ترقی کر لی ہے کہ یقین اور غیر یقینی کیفیت میں رہ کر اپنے ذہن کو پرکھتے نہیں کرتا بلکہ حقیقت کو تجزیہ سے قبول کر لیتا ہے کیونکہ آج انسان نے سائنس کی سرہون روشنی کی سر مستیاں اپنے اطراف اس قدر برقی داران کی طرح بکھری ہیں کہ وہ اس علم کی افادیت اور اس کے اثرات و رموز کو سمجھنے لگا ہے۔ گوکہ پراسرار علم کا اس پر اپنے وجود میں سرسراہٹ ہی محسوس کرنے لگتا ہے اور نبیسی ہیئتیں تو آتی ہی پراسرار علوم کے دمرے میں ہے اس کی طرح دیگر جتنے بھی اس قسم کے علوم ہیں ان کی قوت اور پراسرایت مسئلہ ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن نبیسی ہیئتیں کی صحیح قوت کا اندازہ لگانا بھی مشکل نہیں۔

یہ بھی ضروری نہیں ہر اس انسان نے جو اس علم کی قوت سے آشنابا ہوا ہونے سے نبیسی ہیئتیں کے نام سے پکارا ہو کیونکہ اس دنیا میں سینکڑوں ہزاروں زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہر انسان کا مخاطب و مخاطب الگ ہوتا ہے۔ خواہ مفہوم ایک۔ اس لئے ہم یہاں پر چند نام آپ کی گوش مخاطب کر رہے ہیں جو کہ ہمارے یہاں اس علم کی پکار میں زیادہ سے زیادہ استعمال کئے جاتے ہیں اس طرح آپ کی سماعت ان ناموں سے آشنا ہو جائے گی اور کسی مغالطے یا غلطی کی گروہ سے فریب نہ کھائیں گے۔ اس علم کو کسی بھی نام سے پکارا جائے لیکن افادیت وہ ہی رہے گی جو اس کی قوت ہے۔

ذہنی اسرار Mental Tele Pathy

روحانی قوت Psychic Power

فیرنے فون Phrene Phone

نفسی قوت Super Psychies

ترسیل خیالات Thought Transference

ہٹانے کی سوجش Hyponotic Suggestion

سائیکو میٹری Psychometry

ذہنی حرکات برقی Mental Electrical Actility

ان ناموں کے سوا بھی کئی نام سے نبیسی ہیئتیں کے علم کو پکارا جاتا ہے جو ہم اگلے صفحے پر تحریر کر لائے ہیں گے۔ ہم نہیں چاہتے مقصد کو ناموں کے حصار میں الجھا کر رکھ کر کھول دیا جائے۔ اصل مقصد تو نبیسی ہیئتیں کے علم کی افادیت کو روشن کرنا ہے تاکہ آپ اس قدر حرک و محو نہ بنیں کہ کیسی جیسا کہ ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں۔ نبیسی ہیئتیں بھی دیگر پراسرار علوم میں سے ایک ہے اس کا سکھنا ذہن سے خارج ہونے والی وہ لہریں ہیں جو طبعی قوت کی قوت ہیں۔

سیریاور

ہمارے وجود میں یوں تو ہر عضو مقصدیت کے طالع ہے۔ ہر عضو کی کارکردگی انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے جسم کی کوئی بھی چیز بیکار یا ناکارہ نہیں آپ اپنے جسم کے جس عضو کی جانب فوراً فکر کریں گے تو آپ کو یوں محسوس ہوگا۔ اگر یہ چیز زندہ ہو تو انسان کسی کام کا نہیں تھا بلکہ پانچ کی زندگی اس کا خالص مدہنی آٹھویں ناک ہوٹ منہ ہاتھ پاؤں جلد کوئی بھی عضو دنیا میں قدرت نے اگر کسی چیز کی مخلوق کو انسانی حسیں سے نوازا ہے تو وہ انسان ہے۔ سب سے بہتر فعل اور اجسام اسے عطا کیا۔

ہم جس قدر اپنے موجود کا شکر ادا کریں خاک برابر ہے اس پر ہمیں اس دماغ سے نوازا اس میں فکر کرنے کی صلاحیتیں عطا کیں کہ آج ہم سیاروں پر کندہ زوال رہے ہیں جسم میں یوں تو ہر چیز قوت بخش اور خوبصورت ہے لیکن دماغ کو سپر پاور کی حیثیت حاصل ہے ہمارے وجود میں وہ بادشاہ کا مقام رکھتا ہے۔ وہ جرنیل ہے جس کے اشارے پر جسم کے تمام اعضاء آمادہ جہد جنگ ہو جاتے ہیں یہ اس سپر پاور کی صلاحیتیں ہی تو ہیں جس نے سائنس کے نام پر دنیا میں تھمک چکا رکھا ہے ہر روز نئی نئی حیرت زدہ کردینے والی ایجادات نے دنیا کو خیرہ کر رکھا ہے۔

ٹیلی بیٹھی کو پراسرار علوم ہونے کے سوا ایک سائنس کی حیثیت بھی حاصل ہے چونکہ ہمارا موضوع صرف ایسے علوم کی افادیت سے ہے جو بارہائی تصور کئے جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں بہت سے سوال ان طالب علموں کے ذہن میں سرگوشیاں کرتے رہتے ہیں جو اس علم کی روشنی سے بہرہ ور ہونا چاہتے ہیں۔ ٹیلی بیٹھی اس پراسرار قوت کا نام ہے جسے بھارتی کارکردگی کی مرہون سمجھا جاتا ہے حالانکہ اس علم کا فلسفیانہ حیران کن اپنی صلاحیتوں اور اس کی ریاضت و محنت پر منحصر ہے یہ اور بات ہے لوگ اسے بافوق الفطرت صلاحیت کا نام دیتے ہیں ہم اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کر سکتے۔ یہ علم اپنے وجود میں اس قدر اسرار سیٹھ ہے کہ اس کی قوت کا صحیح اندازہ یا تخمینہ لگانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اس کی خصوصیات اور قوت کے بارے میں ضعیف تاہم بیان کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ مضمون کی محنت پر ہمارا اس ہے اور ابھی تو ہم خود طفل کتب ہیں لیکن چند ایک خصوصیات تحریر کر رہے ہیں تاکہ آپ ٹیلی بیٹھی کی قوت کا اندازہ لگنے میں کسی غلط فہمی یا خوش فہمی کا شکار نہ رہیں۔ ٹیلی بیٹھی جیسا کہ آپ جانتے ہیں تریل خیالات کا علم ہے اس کی پراسرار تریل ایک حقیقت ہے اس علم کی قوت کے ذریعے ایک ذہن سے دوسرے ذہن تک تریل خیالات اپنے ہر پیغام کو ناقابل واضح طور پر دے سکتا ہے۔ اس قسم کے رابطے میں قائل کی کوئی قید اور حد کا تعین نہیں کیا جاسکتا کیونکہ تریل خیالات میں ہزاروں میل کے قائل کوئی اہمیت نہیں رکھتے قائل تو آپ کی قوت کی گرفت میں رہتے ہیں۔ ٹیلی بیٹھی فیر مادی قوت کا نام ہے جسے ہم انشائی میں Super Physical کہتے ہیں اس نے اس علم کی قوت کو بافوق الفطرت کے ہر بھی پکارا جاتا ہے۔ قدرت نے انسان کو پیشارقوت صلاحیتوں سے نوازا ہے لیکن ٹیلی بیٹھی کی قوت ایک آفاقی بھارتی و بھارتیہ ہے۔ ٹیلی بیٹھی جسے ہم روحانیت سے منسوب بھی کرتے ہیں ہم اس سے انکار بھی نہیں

کر سکتے کیونکہ اہل کائنات ہمارے وجود ہمارے جسم میں ان دیکھی ان نورانی لہروں سے ہے جو صرف شفق کے ذریعے ہی ہم پر واضح ہوتی ہیں اس لئے اسے روحانی قوت کہنا بھی اس علم کی غلط فہمی ہے۔
اس علم کے ذریعے ایک انسان اپنے باطنی وجود پر چھوڑ کر دوسرے کے جسم میں حلال کر سکتا ہے بالکل اسی طرح جیسے یہ اس کا وجود ہو۔ یہی نہیں بلکہ غیر مادی وجود میں Astral body جس داخل ہو سکتا ہے اسے انگریزی میں ایٹریل پر دیکھیں کہتے ہیں یہ روحانی اصطلاح ہے جو ٹیلی پتھی کا قوت بخش عمل ہے۔
ٹیلی پتھی وہ قوت ہے جس کے لئے فاصلوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی وہ روحانی طور پر ہر جگہ پہنچ جاتا ہے۔

اگر انسان ٹیلی پتھی کے علم اور عمل کی سچائی سے آراستہ ہو جائے تو کائنات کی زندگی کے ہمارے میں کئی اسرار سے پردہ چاک ہو جاتا ہے اور اس کی نظروں میں رو بہ رودہ سب کچھ آ جاتا ہے۔ جس پر یقین کرنا انتہائی مشکل ہے۔

ثیلی پیٹھی اور روحیت

روحانی قوت کیا ہے؟ ٹیلی پتھی کی طرح یہ سوال بھی آپ کے ذہن سے آنکھ نہیں کھلتا ہوگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے ذہن پر کسی بھی قسم کا کوئی بوجھ نہ رہے۔ کوئی مشکل نہ ہو۔ جب آپ ٹیلی پتھی کے رنگوں سے غسل کرنے کے لئے علم کے تالاب میں اتریں تو آپ کا ذہن ہر آلودگی سے شفاف ہو آئینے کے مانند ہو۔ جہاں آپ اپنی حسب خواہش عکس کو پہنان کر سکیں۔

ہم نے اپنی پچھلی تحریر میں کچھ وجوہات کی ہے کہ ٹیلی پتھی اور روحیت کا آپس میں اسی جسم کا تعلق ہے جو سورج کا اور اس سے خارج ہونے والی شعاعوں کا آپس میں سورج کی خصوصیات تو اپنی جگہ سلسلہ ہے لیکن ان شعاعوں کی افادیت زمین کے لیے ہرگز کم نہیں ہے۔ یہ شعاعیں انسانوں کے لئے فرحت کا باعث ہیں اور کہیں اس کی تہمت سے لوگ اذیت محسوس کرتے ہیں۔ کہیں یہ زمین کے بننے بچنے والے ذاتی ہیں تو کہیں قدرت کی نعمتوں سے لوگوں کے لئے سرفرازی کا باعث ہیں۔

اسی طرح روحانی علم کا سرچشمہ بھی اس کی اپنی ذات ہوتی ہے۔ اپنے وجود کی مقناطیسیت ہوتی ہے اور جب وہ علم کو محال کر لیتا ہے تو وہ ولایت کی منزل میں

قدم رکھا ہے۔ پھر کائنات کی دستوں کو جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ اپنے مالک حقیقی سے رجوع ہونے پر تمنا کو سزا کرتی ہے۔ یہ انسان کی اپنی گن اور علم کی چٹائی پر منحصر ہوتا ہے اور وہ اپنے مقصد میں خود قوت پزیر ہوتا ہے جس کا یہابی حاصل کرتا ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی تحریر کر چکے ہیں، نبیلہ بیٹھی کو ایک سائنس ہے اسلئے اسے سمجھنے اس کے علم سے مستفیض ہونے کے لئے فہم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ رنگ نسل کی کوئی قید نہیں ہے۔ اسے ہر شخص ہر اہل آرزو دیکھ سکتا ہے۔ یہ روایت ہے ہر انسان اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتا ہے روح قوت کو ہر اہل مذاہب تسلیم کرتا ہے۔ کوئی قوی طور پر اس کا اقتدار کر لیتا ہے اور کوئی تھیل و جنت کے بعد۔

اس لئے اس بحث میں نہیں الجھیں گے۔ ہندو، عیسائی، بدھ اور دیگر مذاہب کے لوگ اس علم کو کیا رنگ دیتے ہیں اپنی صلاحیتوں کو انسانی بنائے ہوئے ہونے کے بعد اسے کس نام سے پکارتے ہیں۔

ہمارے کہنے کا مقصد تو صرف اس قدر تھا کہ علم حاصل کرنا ہر دین کے ذریعہ ہر دین والے انسان کا حق ہے یہ اور بات ہے کچھ لوگ علم کو عہد کر دینا کے لئے فلاح کا کام کرتے ہیں اور کچھ لوگ اپنے علم کی برتری منوانے کے لئے اذیت و ظلم کا راستہ اپنا لیتے ہیں۔ شیطان بن جاتے ہیں۔

اس لئے کوئی بھی علم سمجھنے سے قبل آپ اپنے آپ سے عہد کریں اس علم کی دولت جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے اور ہمارے ذہن کو آتی صلاحیت عطا کی کہ ہم اس علم کو سمجھ سکیں۔ ہم علم کی روشنی سے بہرہ ور ہونے کے بعد دنیا کی تمام مخلوق کی فلاح و بہبود کے لئے زندگی وقف کر دیں گے۔

کوئی انسان بھی کسی کے اندر جھانک کر نہیں دیکھ سکتا کہ اس کے ارادے میں شیطان چھپا ہے یا اللہ کی عظمت پوشیدہ ہے۔

ہم بات کر رہے تھے نبیلہ بیٹھی اور روہیت کی روایت کا مطلب ہے آپ کے وجود میں پوشیدہ قوت اور اس پوشیدہ قوت کے لئے بالید کی چاہئے۔ پاکیزگی اپنے ذہن کو

ہر آلودگی سے پاک رکھیں۔ یہ ایک حقیقت ہے نبیلہ بیٹھی کو روہیت کے نام سے بھی اکثر لوگ پکارتے ہیں لیکن روہیت وہ منزل ہے جو نبیلہ بیٹھی کی منزل کو سر کرنے کے بعد اپنی مناسبت کا دائرہ وسیع کرتی ہے جہاں کوئی نقطہ منزل کی جانب اشارہ کرنے لگتا ہے وہاں سے روہیت کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ نے ان اسکول کے بچوں کو دیکھا ہوگا آپ خود بھی کبھی طالب علم رہے ہوں گے۔ جب بچے کو اسکول میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اسکے آگے کوئی مقصد نہیں ہوتا کوئی منزل نہیں ہوتی نہ ہی اپنی سوچ فکر سے اس علم سے اپنے لئے مقام کا ہی تعین کرتا ہے۔

گھر والے اسے اسکول میں داخل کر دیتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں تم نے پڑھنا ہے اور وہ اسکول جانے لگتا ہے جوں جوں وہ سال بہ سال جماعتوں کی میز میاں بھور کرتا۔ اسکے اندر کا مقصد بیدار ہونے لگتا ہے اور پھر وہ اپنی منزل کا تعین کرتا ہے۔ اس کے پاس ایک مقصد ہوتا ہے۔ اسے ڈاکٹر بننا ہے، انجینئر یا فلاسفی، آرکیٹ یا کچھ اور اس حساب سے وہ سائنس اور آرٹس میں کالج جو انتخاب کرتا ہے۔

نبیلہ بیٹھی کا علم بھی شرع میں انسان صرف اپنی قوت کا اظہار کے لئے دیکھتا ہے۔ وہ اپنے وجود کی برتری کو پرکھنا چاہتا ہے۔ لیکن جوں جوں وہ اپنی منزل میں طے کرتا جاتا ہے اس کے اندر ایک مقصد پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اسے ہی روہیت کہتے ہیں۔ روہیت انسان کے اندر پوشیدہ قوتوں کو بیدار نہیں کرتی بلکہ اسے ایک روشنی عطا کرتی ہے جس کے اجالے میں ہر پوشیدہ چیز صاف نظر آتی لگتی ہے۔

روہیت وہانی علم کا وہ دروازہ ہے جہاں سے آپ داخل ہو کر زماں و مکاں کی حقیقت کو دیکھ سکتے ہیں۔ انسان انہماکی دور کا صلے پر سے پاک ہونے کے لئے کسی بھی دوسرے انسان سے اپنا رابطہ ہی قائم نہیں کر سکتا بلکہ حاکم کی حیثیت سے اپنے مقصد کی تکمیل بھی کر سکتا ہے۔

روہیت کے کرشمے بالکل ایسے ہی نظر آتے ہیں جیسے یہ طلسماتی سحر ہوں اس کے سوا بہت سے حضرات یہ نقطہ بھی غماض سے روہیت اور روہیت میں کیا فرق ہے فرق

تو ہم تاجکے ہمیں صبح غالب علم کے ذہن میں کوئی غلط نہیں رہتی چاہئے۔ لیکن ہے نبیلہ بیٹھی کے موضوع پر غور کرنے کے لئے نظریات اور اپنی علمی بصیرت سے درس دیا ہو۔ ہم ان نظریات کو غلط قرار نہیں دیتے بلکہ اسے اپنی علمی بصیرت پر شک ہے چونکہ ہم پہلے بھی معذرت کے ساتھ عرض کر چکے ہیں ابھی ہم غلط کتب ہیں۔ لیکن نظریات اور سوچ کا دائرہ ہر انسان کی وسیع پر باز ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں پہلے پچھلے پچھلے صرف غالب علم ہوتا ہے اس کا مقصد صرف علم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب کئی منزلیں وہ عبور کر لیتا ہے تو عقیدہ کا سوزج اسے اپنی روشنی کی جانب مٹھتا ہے۔

رنگ تو رنگ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن ان رنگوں کو استعمال کر کے اور ان کا ہر عنصر ہے کہ وہ ان رنگوں کو کہاں استعمال کرتا ہے اور چند رنگوں سے کتنے رنگ تخلیق کر سکتا ہے کوئی ان رنگوں سے اپنے دروازے کھڑکیاں چنٹ کرتا ہے کوئی اسے محراب کشی کرتا ہے اور کوئی انسان قدرت کے بتائے خوبصورت مناظر کو عکس کرتا ہے اور رنگوں سے سحر بھرتا ہے کوئی انسانوں کو انوروں پرندوں پر اپنی صلاحیت کے زور پر مصوری کرتا ہے۔ یہ تو انسان کی اپنی صلاحیت پر منحصر ہے کہ وہ اسے کیسے اور کس طرح استعمال میں لاتا ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ روحانیت اور روخیت کی چند نقطوں میں تشریح کریں تاکہ آپ کی تشفی ہو جائے روحانیت اور روخیت کے درمیان جو فرق ہے صرف وہ اس قدر ہے۔ روخیت کی ابتدا مقصد کو بنیاد قرار دیتی ہے اور جب بنیاد مضبوط ہونے کے بعد عقیدے کی بنیاد پر عمل کی منزل کی جانب عامل رخت سفر ہو جاتا ہے کیونکہ روخیت علمی اور تحقیقی نظریے سے انسان کو عمل کی جانب بلاتی ہے۔ اس لئے ابتدائی عمل نبیلہ بیٹھی کو ایک سائنس کہا گیا ہے۔ مابعد طبیعیات ہیچ سے روخیت کے نقطہ نظر سے بحث کرتی رہی ہے اور آج بھی یہ بحث جاری ہے لیکن اس بحث میں الجھنے سے بہتر ہے کہ آپ عمل کی منزل کی جانب سفر کریں۔

انسانی جسم میں پوشیدہ قوت چونکہ ایک راز ہے سر بہت راز آپ اس سے اس وقت ہی آشنا ہو سکتے ہیں جب اس راز کے اسرار کو پانے کی جستجو آپ کے سینے میں ذہن میں مد و جذبہ پیدا کر دے اسکے بعد ہی نبیلہ بیٹھی روخیت اور روحانیت کے اسرار کو آپ سمجھ پائیں گے۔ ورنہ بحث برائے بحث اور دلائل از دلائل زبانی ذاتی ذہنی کو الجھائے رکھے گا۔ آپ کی خواہش ملاحظہ تھیں بحث کی آلودگی میں الجھ کر اصل مقصد کو رنگ آلود کر دے گی۔

اور جو
فرما
آمین

نقطہ نظر سے اس کی کوچ نہ کریں۔

ہمارا وجود مادہ کا بنا ہوا ہے اس کی محسوس شکل ظاہری نقش شبہات نظروں کو خیرہ کئے دیتے ہیں۔

آپ نے کبھی قدرت کے اس حسین ترین مجسمے پر غور کیا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اسے کن کن عضلات سے مجسم کیا ہے۔ گوشت، ہڈیاں، خون، عضلات وغیرہ وغیرہ۔ انسان کے تمام عضلات حرکات و سکنات جسم کے ہر اعضاء کی کارکردگی کے بارے میں میڈیکل سائنس نے ہمیں معلومات فراہم کی ہیں یہی وجہ ہے کہ آج ہماری لاپرواہی، حادثے کی صورت میں ہمارے جسم کے اعضاء ہڈیوں کی ٹوٹ پھوٹ کا علاج ہو جاتا ہے۔

لیکن اس وجود میں پوشیدہ حیات ہمیں کوچ کی جستجو دیتی ہے۔ ظاہری اعضاء کی کائنات کے سوا بھی ہمارے اعضاء اپنی کارکردگی کے باعث انسانی حیات میں دکھائی دے رہے ہیں۔ جیسے ہم ماؤزے حواس کا نام دیتے ہیں اور ماؤزے حواس سے مراد آنکھ، ناک، کان، جلد، ذہن کی وہ کارکردگی ہے جو انسان کو حیات کی تمام لذتوں سے آشنا کرتی ہے انی حواس تو سب کے آلات کے باعث انسان نے کائنات کے ہر رنگ میں تیز کرنا سیکھا ہے۔

جسم ان حواس کو پانچ ظاہری اور پانچ باطنی حوصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

ظاہر حواس باصرہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ۔

باطن حواس مشترک، خیال، فکر، ہم آہنگی۔

انکے بعد قدرت و لطافت کے اعتبار سے ہم جذبات کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں ہم ان تمام کی تشکیل، اصلاح و تکمیل میں حاضر تحریر کریں گے۔ یہاں مضمون کی صحت کا تقویت دیتے ہوئے اپنے مقصد کی جانب آتے ہیں۔ اس سے آپ کو یہ بات تو اچھی طرح ذہن نشین ہوگئی ہوگی کہ یہی صرف گوشت، پوست کا توغیر انہیں بلکہ یہ اپنے وجود میں بے شمار اسرار سمیٹے ہوئے ہیں۔ آپ نے یقیناً ہمزاد کے بارے میں

انسان کیا ہے، مقناطیسیت کسے کہتے ہیں؟

یوں تو انسان دیکھنے میں گوشت پوست کا مجسمہ نظر آتا ہے لیکن اللہ تبارک تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کہہ کر یہ اعلان کر دیا ہے کہ صرف گوشت پوست کا وجود نہیں ہے۔ پتہ چلتا ہے پناہ ملا بیہوشوں کا بیکہ ہے تیرے اندر بے پناہ پر نور قوتیں ہیں، تجھ میں کائنات کے ہر پوشیدہ اسرار کو جاننے کی صلاحیت ہے۔

اگر ہم سائنسی نقطہ نظر سے حیات اور کائنات کا مشاہدہ کریں تو ہمیں اہل دانش و فکر کی روشنی میں عملی بصیرت کا چاند ملے گا جو ہم انسان اور کائنات کو بہتر طور پر سمجھ سکے ہیں چونکہ زندگی کائنات کا اصل جوہر ہے۔ زندگی کے بغیر کائنات کی تمام رنگینیاں بے کار اور بے مقصد ہیں۔ حیات ہی سے کائنات کی تمام رنگینیاں میں ہنگامہ آرائی ہے ورنہ تاریکی اور خوفناک سکوت کے سوا کچھ نہیں انسان کا وجود اور حیات بظاہر مادے اور توانائی سے مرکب ہے۔ مادوں اور جوہری ذرات پر مشتمل ہے جبکہ توانائی لہروں میں پہتا ہے۔

ہمارا جسم تو جدوجہد کی صورت میں آئینے کو عکس دیتا ہے بصورتی، بد صورتی میں امتیاز بتاتا ہے لیکن ہمیں وہ لہریں نظر نہیں آتی ہیں جو توانائی، قوت کا محور ہیں اور نہ ہی وہ لہریں ہمیں محسوس ہی ہوتی ہیں۔ جب تک ہم ان پر توجہ نہ دیں مگر نہ کریں سائنسی

سن رکھا ہوگا؟ ہمارا کیا ہے؟ ہمارا میں آپ کو اس قسم کی کتابیں بھی نظر آتی ہوں گی ہم زائد تو تفسیر کیجئے۔

چونکہ ہمزاد کا تعلق انسان سے ہے اور ہمزاد ہمارے وجود ہی اس کا ممکن ہے۔ یہ ایک الگ موضوع ہے اور اس لئے ہم نے اس علم سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے الگ کتاب تحریر کی ہے اس لئے ہم اس بحث کو یہاں نہیں چھڑیں گے۔ اشارہ صرف اس لئے دیا گیا۔ انسان کا وجود میں پوشیدہ قوت کے بارے میں آپ سمجھ لیں۔ مثالی جتنی ہی انسان کے وجود میں پوشیدہ قوت نہیں ہے آپ جوں جوں علم کی افادیت سے اپنے ذہن کو روشن کرتے چلے گئے آپ پر ایسے کی راز منکشف ہوتے چلے جائیں گے چونکہ ہم اس کتاب کو مثالی کی ہی روایت کی روشنی میں تحریر کر رہے ہیں اس لئے ہم آپ کو یہ بتادیں کہ ہر انسان میں جسم کے اطراف ایک قدر ہمد وقت رہتا ہے۔ جسے الیکٹرو میگنیٹ کہتے ہیں اسے نورانی طاقت بھی کہا جاتا ہے۔ ہم نے پہلے وضاحت کی ہے کہ ہر انسان اپنی زبان کے اعتبار سے نام کا حامل ہے۔ اس سے بحث فصول ہے۔ اسے ایسا کیوں کہتے ہیں۔ یہ کیوں؟ انسان اگر اپنا کون کون کرنے یا مضرت اور مشق کو طعم کا حصہ بنا لے تو یہ نورانی بالہ شبہ اور شکل اختیار کر لیتا ہے۔

یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے بلکہ اس کے بارے میں مکمل تحقیق ہو چکی ہے۔ انسانی جسم سے برقی لہریں ہمہ وقت خارج ہوتی رہتی ہیں۔ نور کا یہ بالہ انسانی وجود سے شروع ہو کر چھانچ ناک سے تک ہمیشہ حصار کھینچے رہتا ہے۔

ہر انسان میں ان برقی لہروں کی قوت مختلف پائی جاتی ہے۔ جس کی لہروں میں میکینٹ زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرا شخص ایک انجمنی قوت کے ذریعے اس کی جانب کھینچا جلا جاتا ہے۔ اکثر آپ نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ نہ جانے فلاں شخص میں کسی کونسی کشش ہے نہ چاہے ہوئے بھی میں اس کی جانب کھینچا جلا جاتا ہوں۔ آپ نے سوچا ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس کے جسم سے خارج ہونے والی میکینٹ کی وجہ سے اس کے

وجود میں سے خارج ہونے والی برقی لہریں ہمارے جسم سے خارج ہونے والی لہروں سے زیادہ طاقتور اور قوت بخش تھیں۔

اس کی برقی لہروں کو ہم روایت کی زبان میں نورانی بالہ کہتے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انکے رنگ کتنے ہوتے ہیں یہ کس رنگ کی لہریں ہوتی ہیں اور کس طرح خارج ہوتی ہیں۔ عام طور پر اس رنگ کو کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن علم کی روشنی میں اسے پرکھا جائے تو سائنسی طریقہ کار سے ہم دیکھیں تو ہمیں اس سے خارج ہونے والی شعاؤں کا رنگ الفا و انٹ یعنی دارائے بخشی، ہم باخونی دیکھ سکتے ہیں۔

مثالی جتنی مشقوں کے بعد آپ ان برقی لہروں کو محسوس ہی نہیں کر سکیں گے بلکہ پلیمیرت پرواز دیکھ بھی سکیں گے۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں ہر شخص کے جسم کی قوت اور اس کی قوت ارادی مختلف ہوتی ہے۔ اسی طرح برقی قوت بھی منفرد ہوتی ہے۔ ان لہروں کی رفتار کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے۔ انسانی اجسام سے مختلف طول و عرض مختلف رفتار اور مختلف رنگ کی لہریں خارج ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کچھ لوگوں میں قوت کشش زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے اکثر و بیشتر ملاحظہ کیا ہوگا۔ چونکہ یہ موضوع کافی طویل اور گہیر ہے اس لئے ہم اس میں آپ کو الجھا نہیں چاہتے۔ اصل مقصد انسان اور اس کی متناطیبت کو واضح کرنا تھا۔ یقیناً آپ اس مختصر تحریر سے انسان کی قوت اور اس میں پوشیدہ اسرار کو سمجھ گئے ہوں گے اگر آپ تحقیق محسوس کر رہے ہیں تو ہمیں آئندہ کسی کتاب میں تفصیل سے اس موضوع کی بحث پر حاصل بحث کر دیں گے۔ انسان کی قوت کا اندازہ لگانا محال ہے اور نہ ہی قدرت نے جو صلاحیتیں عطا کی ہیں انہیں وہ پورے طرح استعمال کر سکتا ہے اور نہ آج تک کر سکا ہے۔ انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے دنیا میں جس قدر مخلوق ہے ان میں اس کا درجہ بلند تر ہے۔

وہ بلندی کیا ہے؟ یہی آپ کو ملنا ہے۔ یقیناً آپ اس بلندی پر پہنچنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔ مثالی جتنی اس بلندی کی ایڑی میڑی ہے۔ مختلف راستے ہیں اور اس بلندی تک پہنچنے کے مختلف ذریعے۔

قالہ اپنے سفر پر امنگ اور ولولے کی ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ آپ بہت خوش ہیں چہرہ مسرت سے جتنا رہا ہے نئی نئی جگہیں دیکھنے کا شوق نئے شہر اور وہاں کے باسیوں سے ملنے کا ذوق آپ کے ذہن میں قوس بجائے ہوئے ہے۔

لیکن قافلے نے ابھی چند ہی منزلیں طے کی تھیں۔ چھ سات راتیں گزری تھیں کہ آپ کا دل اچاٹ ہو گیا۔ آپ کا ارادہ منشر ہونے لگا اور پھر آخر آپ نے واپسی کا فیصلہ کر لیا۔ حالانکہ قافلے والوں نے بہت روکا۔ ہم بہت دور آ گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ واپسی میں تم راستہ بھٹک جاؤ لیکن آپ باضد رہے۔

قالہ اپنی منزل کی سمت روانہ ہو گیا اور آپ واپس اپنے شہر کے راستے پر چلے گئے۔ چونکہ آپ نے نئے دور اور نئے انجان دی ہوا جس کا خطرہ تھا راستہ بھٹک گئے دور دور تک بیابان صحرا اپنا ہولناک منہ کولے آپ کے سامنے تھا لیکن راستہ تلاش کرنا محال آپ ادھر ادھر تھقی ہوئی دھوپ میں۔ رات کے تاریک اندھیروں میں اپنے شہر کا کھویا ہوا راستہ تلاش کرتے رہے۔ لیکن راستہ نہ مل سکا تھے پٹے کا سامان بھی ختم ہو چکا تھا۔ اب بھوک پیاس اور تھکن لے آئے آہستہ آہستہ آپ کی سنہری زندگی کے تمام راتے بھول کی دھند میں کود گئے۔

آپ خود ہی سوچئے۔ اگر یہ حادثہ آپ کی زندگی میں کسی لمحے پیش آ جائے تو آپ کیسے کریں گے۔ ظاہر ہے آپ بھی کچھ نہ کر سکیں گے۔ یہ کمزور قوت ارادی کا نتیجہ ہے۔ اگر آپ بھی اس کی طرح کمزور قوت ارادی کے مالک ہوئے تو آپ نے کسی بھی مقصد میں کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکیں گے۔

ٹیلی ہٹھی بھی ایسا علم ہے جس میں مطلوب قوت ارادی ہی آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب کر سکتی ہے۔ اگر آپ میں قوت ارادی کا فقدان ہے تو آپ پر جوش ولولے کے سوا بھی زندگی کے راستے سے بھٹک گئے ہیں اس لیے سب سے پہلے اپنی قوت

قوت خود اعتمادی

کیا آپ میں خود اعتمادی کی قوت ہے؟ آپ یہ سوال اس علم سے بھی کریں گے وہ اس کا جواب ہاں میں دے گا بہت کم حضرات ہوتے ہیں جو اپنی خاک کا انکار کر دیتے ہیں۔ اس لیے کسی بھی کام کو شروع کرنے سے قبل آپ کو خود اپنی اس قوت پر اندازہ لگانا ہوگا۔ آپ جو بھی کام کرتے ہیں کیا اسے حسب تنہا و خواہش انجام دے سکتے ہیں یا اسے ادھورا چھوڑ دیتے ہیں اگر ایسا ہے تو آپ کبھی بھی پراسرار علوم کو سیکھنے یا اس پر اپنا وقت برباد کرنے کی کوشش ہرگز ہرگز مت کیجئے۔ اس سے وقت کا زیاں بھی ہوگا اور آپ کی محنت بھی رائیگاں جاے گی۔ ٹیلی ہٹھی کا علم حاصل کرنے والے حضرات کے لیے مغبوط قوت ارادی کا ہونا از حد ضروری ہے خود اعتمادی کا دوسرا نام ہے قوت ارادی۔ جب تک آپ میں مغبوط خود اعتمادی نہیں ہوگی ٹیلی ہٹھی ہی پر منحصر نہیں آپ کسی بھی کام کو ڈھنگ و سلیقے سے نہیں کر پائیں گے۔ آپ میں خود اعتمادی فوالدی مانند مغبوط اور سمندر کی کھڑائی کی طرح صبر و صلے سے پر ہو۔ جس شخص میں قوت ارادی کا فقدان ہوگا۔ اس کے لیے منزل پانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اس سے نقصان کا اندیشہ زیادہ رہتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ذوق و شوق میں کسی قافلے کے ہمراہ طویل سفر کا ارادہ کر لیتے ہیں اور رخت سفر بھی باندھ لیتے ہیں۔

ارادی کو اس قدر مضبوط بنائے کہ آپ کا طے کے ہمراہ اسی جوش و خروش و ذوق و شوق سے اپنی منزل تک پہنچ سکے۔ آپ نے اس سفر کا آغاز کیا تھا۔

آپ ہمارا مقصد بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ پھر دقت ارادی کا مالک خود تو نقصان سے دوچار ہوتا ہی ہے لیکن اپنے ہمراہ اسے جنت سے ہمدردوں اور اہل عبت کو بھی جتلائے مصیبت کر دیتا ہے اگر آپ کسی کا کھلانے کا عزم کرتے ہیں تو اپنی خود اعتمادی کو یقین میں بدلیں اور پھر آمادہ مقصد کو کار کردہ بنائیں اپنی خود اعتمادی کو کچھ بھی بخشیں اسے چٹان کی مانند مضبوط بنائیں۔ دنیا کی بہت سے غیر مختصیوں نے صرف اپنی قوت خود اعتمادی کی مضبوطی سے ایسے ایسے کارنامہ ہائے انجام دیے کہ آج تو اربوں کے صفات مثال بن کر آئے والی مسلوں کے لئے عزم و استقلال کا درس دے رہے ہیں۔ چنگیز خان صحرائے گولیاں ایک معمولی شہسوار تھا جس نے ماں کی گود میں

جن کے نام سے پرورش پائی اور چنگیز خان بن کر پوری دنیا کو اپنا نام سے متعارف کرایا گوکہ وہ ظلم و بربریت کا ایسا درندہ بن کر ابھرا تھا جس کے کھوڑوں کی تاپوں سے ایک عرصہ تک انسانیت ترہتی بکتی رہی لیکن اس معمولی انسان نے دنیا پر حکمرانی کا سوچا۔ اس کی قوت ارادی نے عزم عطا کیا اور اس نے اپنی ذاتی صلاحیتوں کو استعمال کیا اپنے اطراف پھیلے ہوئے چھوٹے چھوٹے تاریکیوں کو اپنی نکت و ذہنی صلاحیت سے اکٹھا کیا اسے لشکر کی شکل دی اور پھر اپنی قوت ارادی کے عزم سے کل کھڑا۔

یہ دنیا طارق بن زیاد کو بھی فراموش نہیں کر سکتی جس نے اپنی قوت ارادی کا ایسا مظاہرہ کیا کہ آج تاریخ کی صفحات اسے داد و تحیات دے نہیں چکے اپنی کشتیاں جلا کر فوج کے سامنے اسکی وہ عظیم تقریر جس میں کہا۔ اے میری بہادر فوج میرے دوستوں۔ اب فتح یا موت؟

آگے دشمنوں کی جم غفیر فوج ہے اور پیچھے تمہارے بے رحم سمندر۔ آگے بھی موت ہے اور پیچھے بھی موت۔ اب یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے کہ تم لڑتے ہوئے بہادریوں کی جان دو یا سمندر میں حرام موت اور پھر دنیا نے دیکھا اس مختصر فوج نے وہ جنگ جو ناممکن تھی۔

انسان جب بھی اپنی ذاتی صلاحیتوں اور قوت ارادی کو کوئی عزم دیتا ہے تو یقیناً کامیابی اس کا استقبال کرنے کے لئے ہمدرد خوش آمدید کہتی ہے۔

نیک اور برائی انسان جب کوئی کارنامہ ہائے انجام دیتا ہے تو وہ اچھا یا برا ہوتا ہے ذاتی صلاحیتوں کو انسان چاہے تو دنیا کی فلاح کے لئے اپنی قوت ارادی کو عزم دے سکتا ہے اور چاہے اس کی ذاتی صلاحیتیں اور قوت ارادی انسانیت کے لئے اذیت کا باعث بھی ہو سکتی ہیں۔

ہمارے کہنے کا مقصد صرف اتنا ہی ہے کہ انسان اپنی قوت ارادی سے بڑے بڑے کارنامے ہائے انجام دے سکتا ہے۔ سکندر اعظم صلاح الدین ایوبی ہمایوں طارق بن زیاد موسیٰ بن زید محمد بن قاسم اور سیکندروں شخصیتیں آپ کو تاریخ کے صفحہ قرطاس پر نظر آئیں گی جنہوں نے صرف اپنی قوت ارادی سے ناممکن کو ممکن بنا ڈالا۔

ہم یہاں پر تواریخ کو دھراتا نہیں چاہتے ورنہ عزم ارادہ اور قوت ارادی کی ایسی ایسی داستانیں رقم ہیں کہ ذہن میں مش کرنا مشکل ہے۔ ایسے لوگ تاریخ کا رخ بدلتے ہیں۔ نئی ایجاد کرتے ہیں اور ملکوں کی فتوحات کا تاج انکے سروں پر چمکتا نظر آتا۔

آپ اپنی قوت ارادی کو اپنے عزم ارادہ کے تقویٰ سے بڑھا سکتے ہیں کسی کام کو آپ ذوق سے شروع کرتے ہیں چوتھی روز بعد اپنا ارادہ بدل دیتے ہیں۔ ایسے موقع پر آپ ڈھٹائی اور غرور کا ارادہ بنا لیجئے۔ آپ قوت ارادی بڑھانے میں آپ اپنے دوست و ملتے ملتے والوں سے بھی مدد حاصل کر سکتے ہیں وہ آپ کو کبھی بھی

کام کے بارے میں مضبوطی نہیں۔ شرط عائد کر دیں کہ آپ اس کام کو کب ہی نہیں کئے
بار بار کی تکرار اور دہرائی جائے۔ یہی چیز آپ کے عزم کو آہن بنا سکتی ہے اور
عزم کی پختگی ہی آپ کی قوت اور ذہنی مضبوط ہونے کی دلیل ہے۔
ٹیلی پستی میں عملی صورت اختیار کرنے سے پہلے آپ کو اپنی قوت ارادی کو بہر
صورت مضبوط بنانا ہوگا ہم چاہتے ہیں اس عمل کی عدا کرتے سے قبل آپ ہر طرح
جسمانی، ذہنی، مادی اور دماغی کے تمام پہلوؤں سے تیار و ادب و نشست سے واقف
ہوں۔ جیسے کوئی محاذ جنگ پر جانے سے قبل پوری طرح اس کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

حواس کیا ہیں؟ ماہرینے حواس کسے کہتے ہیں؟

دیکھنا، سنانا، سونگنا، چھونا، چکھنا، یہ پانچ خصوصیات اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کی
ہیں اسے حواس کہتے ہیں اس سے قبل کہ ہم ٹیلی پستی کے اسباق کی طرف توجہ دیں ہم
چاہتے ہیں آپ کو اپنے وجود میں موجود تمام خصوصیات سے آگاہی ہو۔ پچھلے صفحات
میں ہم نے اس موضوع کو تھوڑا چھوڑ دیا تھا یقیناً آپ کے ذہن میں غلط رہ گئی ہوگی۔
اس لئے ہم آپ کی اس غلط کو محنت دیکر تصحیح کو سیراب کر دیتا چاہتے ہیں ہم نے
ماڈرائے حواس کا مضمون لکس میں مختصر اشارہ دیا تھا۔ یہاں ہم ماہرین پیرا سائیکوجی
کی تحقیق کی روشنی میں یہ تفصیل زبردستی تحریر کر رہے ہیں۔

پچھلے صفحات میں حواس کی ہم نے تعداد تحریر کی ہے۔ اب بھی رویت کے
ماہرین کہتے ہیں۔ لیکن جدید ماہرین کی تحقیقات اس میں اضافہ کرتی ہے یہاں
ان کا تذکرہ کرنا از حد ضروری ہے تاکہ یہ تفصیل آپ کے علم کو مزید بصیرت
عطا کر سکے۔

یہ تو ہم آپ کو بتا چکے ہیں کہ رویت کے ماہرین نے پانچ ظاہری حواس اور
پانچ باطنی حواس کو انسانی وجود کا حصہ قرار دیا ہے۔ جس پر نفسیات کے ماہرین متفق
ہیں لیکن اس کا حوالہ نہیں آجہدہ مبالغہ ارادیتے ہیں۔ تحقیق جستجو تو انسان کی

زندگی ہے۔ یہ انہماک جو تحقیق ہی کا حاصل ہے کہ آج ہم سائنس کی کوششہ سازیاں دیکھ رہے ہیں پھر ہم ان کے اس تحقیق سے اپنے علم میں اضافہ نہیں کرتا چاہے گارڈیٹ کے ماہرین نے ان تحقیق حواس کے بعد ان نفسیات کے درس میں شامل کر لیا ہے تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے اہل علم کا تدارک ملے اور ہمارے کئی۔ ویسے تو ان حواس کی تعریف عرصہ دراز سے روایت ہے۔ ماہرین کر رہے ہیں لیکن پاکستان میں بہت کم اہل علم ان کا تذکرہ کرتے ہیں ہمیں چاہیے کہ تحقیق کو سادہ درس میں شامل کرتے رہیں تاکہ علم کی بصیرت ذہن کو زیادہ سے زیادہ وسعت دے سکے۔

پھر اس کا کجی کے ماہرین ہمارے حواس کی تعداد سو گنت دیتے ہیں جس کی تفصیل ترتیب وار تحریر کر رہے ہیں۔

- (۱) حواس باصرہ۔ یعنی دیکھنا
- (۲) حواس لامسہ۔ یعنی چھونا
- (۳) حواس شامہ۔ یعنی سونگھنا
- (۴) حواس سامعہ۔ یعنی سننا
- (۵) حواس ذائقہ۔ یعنی چکھنا

یہ وہ بنیادی حواس ہیں جس پر قدیم و جدید اہل علم متفق ہیں۔ اور یہی ہیں جو انسان کی زندگی کو رنگوں سے ہم آہنگ کرتے ہیں ایمان ہی بنیادی حواس کے سبب حیات کو لطافت و احساس کو نگہت 'حسن کو محبت' آواز کو مدد و چہرہ زبان کو چٹکارا 'آکھوں کی بصیرت کو نظارے۔ قدرت نے اس کائنات میں جس قدر رنگ بکھیرے ہوئے ہیں 'حسن کی کہکشاں سجائی ہوئی ہے۔ خوشبو یا ت کا کھر فضا میں مگھلا ہوا ہے یہ حواس ہی کا کمال ہے ہمارا وجود ان سے مستفیض ہوتا رہتا ہے۔ لیکن انسان ہے کہ اپنے ان حقیقی حواس کی ہی پرواہ نہیں کرتا اس کے سوا اس کی کارکردگی کے زندگی کے رنگ بھی سنبھلے

کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

دیگر پانچ حواس کی تفصیل اس طرح ہے لیکن ان کا تعلق بھی انہی خصوصیات سے ہوتا ہے چونکہ وہ ظاہری حواس خمسہ سے ہیں جبکہ ان پانچ کا رشتہ باطن حواس خمسہ سے ہے جبکہ ان کی کارکردگی بھی وہی ہے جو دیگر پانچ اول کی ہے ان کا تعلق باطن سے ہے جو کہ انسان کے احساسات اور انسان کی زندگی کو گداز گداز رنگ بخشنے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ روح سے نسبت رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم انہیں ماڈرائے حواس کا نام دیتے ہیں۔

ماڈرائے حواس باصرہ ماڈرائے حواس لامسہ ماڈرائے حواس شامہ ماڈرائے حواس سامعہ۔

ان کے سوا جو ہمیں جدید تحقیق نے متعارف کرائے وہ چھ کچھ اس طرح ہیں۔
(۱) حس حرارت یا حس توازن حس قربت حس عطائی تا سب حس توازن حس یہ سائل حواس جو انسان کی زندگی کے تمام رنگوں حسن کی تمام تر تجلیوں کائنات کے اسرار کو اپنے وجود سے متعارف کرواتے ہیں اظہار کرنے کی گویائی عطا کرتے ہیں یہی حواس ہی تو ہیں جس کی قوت سے انسان خود کو عقل مند کہتا ہے یہ انہی حواس کے ادراک کا نتیجہ ہوتا ہے جسے ہم عقل کہتے ہیں۔

ہم روحانیت اور روحیت کے طالب علموں کے لئے دوئم پانچ حواس کے بارے میں کچھ شے بھی کر دینا چاہتے ہیں تاکہ آپ کو ماڈرائے حواس کے بارے میں معلومات فراہم ہو جائے۔

باطنی حواس کو اس ترتیب سے بھی ذہن نشین کر سکتے ہیں۔

- (۱) حس ششم
- (۲) خیال
- (۳) فکر

(۳) ۱
(۵) ۲

ہمارا خیال ہے اب ان کی قتل کے بارے میں مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے اس سے قبل بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ہم نے بھی اپنی سابقہ کتاب (ٹیلی ویشن سیکرٹ) میں ان کو تحریر کیا ہے اس لئے جدید تحقیق حواس کو زیرِ تحریر ہی کئے دیتے ہیں تاکہ نفسِ مضمون کی افادیت کو ہم سلسلہ رکھ سکیں۔

چھٹی حس

ہم اے C.I.D. حس بھی کہتے ہیں آنے والے خطرے سے بروقت خبردار بننے والی حس یہ حس کم و بیش ہر انسان میں اپنی قوت کے مطابق اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ کسی کی چھٹی حس بہت زیادہ قوت بخش ہوتی ہے کسی کی کمزور چونکہ اس حس کا تعلق انسان کی پوشیدہ صلاحیتوں سے ہوتا ہے۔ انسان کی برقی قوت جس قدر مضبوط ہوگی اس کی چھٹی حس الارم کی طرح بروقت ہر ہونے والے واقعات کی اطلاع فراہم کرتی رہے گی۔

چھٹی حس ہی ہے جو انسان کو حیرت زدہ کر دیتی ہے آپ نے اکثر محسوس کیا ہوگا آپ کی کسی اسٹاپ پر کھڑے ہیں اچانک آپ کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی آپ سے کہہ رہا ہے۔ یہاں سے مجھے چلے جانا چاہئے آگے والے اسٹاپ سے بیٹھ جاؤں گا۔ مجھے وہاں جا کر کس کا منظر کرنا چاہئے یہاں کچھ ہونے والا ہے۔ یہاں سے چلے جانا چاہئے۔ مسلسل آپ کو کوئی خبردار کر رہا تھا۔ والا ہے۔ ایک لمحے سوچا اور پھر اپنے قدموں کو حرکت دے دی ابھی آپ تیس چالیس قدم ہی گئے تھے کہ اچانک ایک دھماکہ ہوا۔ آپ نے پلٹ کر دیکھا اس مقام پر جہاں

آپ کڑے تھے۔ ایک ہونہر سانگل دین سے نکر اگلی تھی اور جو سفر وہاں کھڑے تھے وہ ان دونوں کی مرضی آ کر بے طرح زخمی ہو گئے۔ لوگ حیرتی سے ان کی مدد کرنے کے لئے نکل رہے تھے آپ کے لئے آہ خارج ہو جاتی ہے اور سوچتے ہیں۔ میں بھی وہاں ہوتا تو یقیناً زخمی ہو گیا ہوتا۔..... اس سے آگے کچھ سوچنے سے قبل آنکھوں تلے تاریکی نے سایہ کر کے خونریز کر دیا۔

یہی چمٹی حس ہوتی ہے جو پراسرار طور پر اوقات ہونے والے واقعات اور حادثے سے خبردار کر دیتی ہے۔ بعض لوگوں میں یہ حس قدرت بخش ہوتی ہے۔ ان کے انکشاف سے دوسرے لوگ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں اور وہ ماڈرائے سحر سے تعبیر کرنے لگتے ہیں یہ قوت ہے بھی ایسی ہی انسانی زندگی میں یہ حس کی دولت اور ہمدرد رہتی ہے۔ اگر آپ اپنی اس صلاحیت پر توجہ دیں تو یقیناً آپ بہت خبردار ہو سکتے ہیں اس حس کی خصوصیات میں ہے کہ کوئی واقعہ نہ ہونے سے قبل کوئی چہرہ قوت آپ سے مخاطب ہوگی اس مخاطب کو کوئی نام نہیں دے سکتے۔ طبیعت کی بے منتہی اس خطرے واقعات سے ہوشیار کرنے کی بھرپور کوشش کرتی ہے جو کہ ظہور ہونے والا ہے۔ آپ چاہے کہ آپ اپنے اس ہمدردی سرگوشی پر توجہ دیں اسے دہم تصور ہرگز نہ کریں۔ اگر آپ نے اپنے اس دوست پر یقین کیا اور بدت اس کے کہنے پر عمل کیا تو یقیناً آپ آنے والے حادثوں سے یقیناً محفوظ رہ سکتے ہیں۔

قربت حس

قربت کے معنی ہیں محسوس کرنا۔ مثال کے طور پر آپ رات کو کسی سنسان سڑک یا گلی سے گزر رہے ہیں اپنی لگن اپنی سوچ میں مست اچانک آپ کو بغیر دیکھے بغیر چھوئے یہ محسوس ہوا کہ آپ کے پیچھے کوئی دوسرا موجود ہے جبکہ اس کے قدموں کی آہٹ بھی زمین پر دھک پیدا نہیں کر رہی ہے آپ نے پیچھے اپنے عقب میں پلٹ کر دیکھا تو آپ کا احساس حقیقت میں موجود تھا کسی دوسرے کی موجودگی۔ اس کے ہونے کے احساس کو یہی قربت حس کہتے ہیں یہ حس ناپیدا حضرات میں عام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ وہ آنکھوں کی بینائی نہ ہونے کے سوا اس کی قربت حس اسے آگاہی دے دیتی ہے۔ نوجوانوں میں بھی یہ حس بہت زیادہ قوت بخش ہوتی ہے یہ حس آپ کو دوسرے کے نزدیک کا احساس دلاتی ہے اس حس کا کام ہے کسی چیز کو بغیر چھوئے بغیر دیکھے آپ کو یہ احساس دلا دے کہ کسی کا قرب موجود ہے۔

انسان کا مادہ گداز نرم ملائم احساس کو کسی بھی قربت کی ان دیکھی ان چھوٹی نشاندہی کرے اسے قربت حس کہتے ہیں۔

حرارت حس

ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی لہر ساریت کرتی چلی گئی وہ آپ نے اس سے کواکثر
شاہوگا اور کتابوں میں بھی اس قسم کی تحریر نظروں سے گزری ہوگی۔
آپ نے کبھی توجہ دی کہ آخر آپ کے وجود میں ریڑھ کی ہڈی کی اہمیت کیا ہے
اور ہمارے اعصابی نظام میں اس کی کارکردگی کیا ہے۔

آپ اس ریڑھ کی ہڈی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے باخوبی لگا سکتے ہیں کہ
اس ہڈی میں اعصابی نظام ایک جداگانہ حیثیت سے کام کر رہا ہے اور حرارت حس کا
تعلق بھی اس ریڑھ کی ہڈی سے ہے جو ہمارے دماغ کو ہر لمحہ ہمارے وجود کی حرارت
کے متعلق آگاہی دیتی رہتی ہے۔ یہ حس ہمارے جسم میں رونما ہونے والی سرگرم
حرارت کی اطلاع ہمیں دیتی ہے مثلاً بخار کی صورت میں اگر تھرمامیٹر نہیں یہ بتاتا ہے
کہ آپ کو بخار ہے۔ یہ ایسی حس کا کام ہے۔ انسان کا درجہ حرارت جو بھی اطلاع دیتی
ہے انسان فوراً اپنے علاج کی جانب رجوع ہوتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی میں اگر نقص یا
خلل ہو جائے تو پورا جسم پورا وجودی اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے اگر ہم یہ کہیں کہ
ریڑھ کی ہڈی کا اعصابی نظام دماغ کو معلومات اور ہمیں درجہ حرارت کی آگاہی نہیں

دیتا بلکہ اس خوبصورت وجود کی عمارت کی دلکشی کا تمام تر دار و مدار بھی اسی کی مرہون
منت ہے اگر آپ کی ریڑھ کی ہڈی میں خم ہو یا کسی مادے کے سبب نقص آجائے تو
یقیناً آپ کی کمر جھک جائے گی اور لوگ آپ کو کبڑا کہنے لگیں گے۔ حرارت حس ریڑھ
کی ہڈی سے اپنی کارکردگی کی ابتداء کرتی ہے اور دماغ کو اطلاع بہم پہنچاتی ہوئی
پورے وجود کی حرارت کی عہدداشت کرتی ہے۔ ہم یہاں مزید تفصیل سے اعتنا
کر رہے ہیں چونکہ نفس مضمون کی طوالت کتاب پر گراں ہوگی۔ اگر آپ ریڑھ کی ہڈی
کے ظلم کے بارے میں جانتا چاہتے ہیں تو ہماری کتاب ”یوگا اور روخت“ کا مطالعہ
کیجئے۔

آمین

عضلاتی حس

اگر ہم قدرت کا مشاہدہ بصیرت نگاہ سے کریں تو کائنات میں رنگینوں اور اس کے وجود میں پھیلی ہوئی خوشبوئیات کا باخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے اپنے سوا ہر مخلوق کا مشاہدہ انسان کے علم ہی میں اضافہ نہیں کرتا بلکہ یہ کھوج اس کی منزل بھی ہے کھوج اور تجوی ہی تو انسان کا مقصد ہے۔ آپ نے بھی غور کیا کہ قدرت نے ہر مخلوق کے چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے میں ایک تناسب بخشا ہے اگر آپ کی ایک ٹانگ نہ ہوتی تو یقیناً آپ خود کو کبھی متوازن نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے دیکھا ہوگا رب کریم نے دنیا میں جس قدر مخلوقات کو ایک وجود کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ان میں عضلاتی تناسب بخشا ہے۔ یہ اس عضلاتی حس کا ہی کمال ہے کہ وہ وجود کو تناسب عطا کرتی ہے۔ آپ کے جسم کے مختلف اعضا کی حرکات و سکنات کو قابو کر کے اسے ایک ترتیب و تناسب ایک نظام کے تحت کارکردگی عطا کرتی ہے۔ آپ نے بھی توجہ دی کہ بھامٹے وقت آپ کے ہر ایک بعد دیگر حرکت پذیر ہوتے ہیں ایسا کیا نہیں کرتا ہے؟؟ یہ اس نظام اسی حس تناسب کی کارکردگی کی مرہون ہوتا ہے۔ اگر یہ حس انسان میں نہ ہوتی تو یقیناً وہ اپنے وجود کی حرکات و ترتیب کو کبھی یہ دکھائی ہرگز نہ دے پاتا۔ نہ جانے انسان

کی چال کیسی ہوتی ذرا سوچئے یقیناً مذاقتہ خیر ہوتی۔ یہ اس حس کا ہی کمال ہے کہ ہمارے وجود کی ہر حرکات و سکنات کو خوبصورت تناسب حاصل ہے یہ حس انسان ہی میں نہیں۔ جانوروں اور پرندوں میں بلکہ قدرت کی تخلیق کردہ ہر مخلوق میں موجود ہے۔ بعض جانوروں میں یہ حس انسانوں سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ آپ سو گنا تک بھی کہہ سکتے ہیں چھوٹے درندہ کی اندھیرے میں دیکھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے جب کہ انبو بھی تاریک اندھیرا کا سینہ درندہ کی چرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس طرح سانپ کو لے لیجئے وہ ہلکی سے ہلکی سرسراہٹ بھی محسوس کر لیتا ہے کتے کی سونگھنے کی حس بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہ تو آپ کو مشاہدہ سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کئی ہی مخلوق میں کون سی حس زیادہ ہے اور اس میں کس قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں یہ ہر مخلوق کو اس کے جسمانی قد کی مناسبت سے بہترین عضلاتی تناسب عطا کرتی

توازن حس

توازن بہت ضروری ہے۔ جس چیز میں توازن نہ ہو وہ لڑکھاتی رہتی ہے۔ اب انسان ہی کو لے لیجئے اگر اس میں توازن نہ ہو تو اس کی کھانسی، سکنت، مذاق، خیر بن جائے۔ دیکھنے والی آنکھیں سحر خاڑا نہ لگیں۔ آپ نے یہ کیا ایسے خراب کو دیکھا ہوگا جو جسمانی لحاظ سے صحت مند اور رنگ و روپ میں اچھے بھلے ہوں۔ لیکن چلتے اوقات ان کے قدم لڑکھاتے ہوں۔ یا ان کا جسم ڈنگا نہ ہو۔ جیسے یہ گوشت کھانسی کی عمارت اچھی زمین پر گر جائے گی۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کی وجہ اس توازن میں اس کا اس شخص میں فقدان ہے۔ اگر اس کے وجود میں اس حس کی کارکردگی بہتر ہو تو اس قسم کا نقص جسم میں پیدا نہیں ہوتا۔

نکشیہ کے بالدار دانے جو ہمارے کانوں کے نیچے حصوں میں پائے جاتے ہیں اس حس کا مرکز ہیں آپ کانوں کے اس چٹلے سے کو اس حس کا ذخیرہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ آپ اگر اچھے مجبور اس سناپی پر توجہ دیں تو یقیناً مش مش کر اٹھیں گے۔ یہ اس حس کی ہی کارکردگی ہے کہ آپ کا ہر عضو گوش اور متوازن نظر آتا ہے۔ حرکات و سکنت میں یہ دقت توازن اسی حس کی مرہون منت ہے۔ جن حضرات میں اس حس کی کمی ہوتی ہے۔ ان کے جسمانی عضو غیر طری سے لگتے ہیں چونکہ ان میں توازن متوازن نہیں ہوتا اور یہ چیز انسان کے ہر ذوق جسم کی خامی بن جاتی ہے یہ بہت کم ہوتا ہے۔ قدرت نے ہر انسان کو اس قسم کے عین مطابق یہ حس عطا کی ہے۔ یہ میرے پروردگار کی حکمت ہے۔

اوازن حس

گر انسان میں یہ حس نہ ہوتی تو ہم کبھی بھی یہ اندازہ نہیں لگا سکتے تھے۔ وزن کی حس اور کشش وزن کیا ہے؟ جس ہی ہمیں آگاہی دیتی ہے جب کوئی چیز ہم اٹھاتے ہیں تو یہ حس اس کے وزن کے تخمینہ کا اعلان کرتی ہے کہ یہ کس قدر بھاری ہے جب تک اوزان کو کوئی پیمائش نہ دی گئی تھی۔ اس وقت تو لوگ صرف اندازہ لگایا کرتے ہوں گے۔ یہ بھاری ہے یا اس سے زیادہ بھاری ہے تو بہت زیادہ وزن دار ہے یا انسان کا ذہن جس اس حس کی کارکردگی کو سمجھا اور ان کو تقسیم دی۔ اب یہ حس ہمیں آگاہی دیتی ہے کہ کلو گرام ہے یہ پچاس اور یہ سو جس قدر وزن بڑھتا جائے گا یا کم سے کم ہوتا جائے گا یہاں تک کہ کئی گرام تک ہمیں یہ حس آگاہی دیتی رہے گی۔

یہ حس کی کارکردگی ہے کہ انسان اپنے وجود کے کسی بھی حصے میں شلہ ہاتھ پر کندھوں پر یا سر پر یا کمر پر جو بھی دھکا اٹھاتے ہیں دماغ کو فوری اس کے اوزان سے مطلع کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم فوراً یہ اندازہ کر لیتے ہیں ہمارے وجود کے اس حصے پر کس قدر بھاری وزن ہے۔ اسے ہم اوزان کہتے ہیں۔

رنگینی میں دلچسپی نہیں رہتی۔ بعض اوقات تو یہ اپنی پہچان تک کھود دیتے ہیں۔ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ سانس تو لیتے ہیں۔ زندہ بھی کہلاتے ہیں لیکن زندگی کی تمام رنگینیوں سے نااطنوٹ سا جاتا ہے۔

ہمارے دماغ کی عظیم قوت ہی تو ہے جو ہمیں کائنات کے اسرار و رموز کے ہوا ماؤرانی پوشیدہ قوت سے آگاہی دیتی ہے۔ مثلی ہمتی اور علم روحیت یا روحانیت کا تعلق چونکہ قدرت کی بخشی ہوئی اس عظیم قوت سے ہے۔ اس سے اخراج ہونے والی ان محتاطیسی لہروں سے ہے جو انسان کے وجود میں پوشیدہ ماؤرانی قوتوں کی سرچشمہ ہیں۔ اس لئے آپ کا اپنی اس عظیم قوت اور اس کی ساخت کے بارے میں جانتا از حد ضروری ہے۔ بعض اوقات انسان کی نظریں جو کچھ دیکھتی ہیں۔ وہ نظر کا دھوکا یا مثالہ بھی ہو سکتا ہے جیسے ہمارا یہ دماغ ہے یہ ٹیک ہے کہ ہمارا یہ دماغ کھوپڑی کی قوت ہڈیوں کے خول میں محفوظ نظر آتی ہے قدرت نے تو اس عظیم قوت کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ لیکن اس کی نزاکت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ دیکھنے میں آپ کی یہ کھوپڑی مضبوط فولادی خول نظر آتی ہے۔ شاید آپ کو یہ نہیں معلوم کہ اس کے اندر جو عظیم قوت موجود ہے وہ نہایت نازک احساس ہے۔ بعض اوقات بجلی کی ضرب بھی عظیم سرمایہ حیات میں ثور پیدا کر دیتی ہے۔ اس کا نواز نگر جاتا ہے اور جب کسی چیز کا توازن ہی نہ رہے تو پھر وہ اپنے مرکز پر یکسر قائم رہ سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر لمحہ اپنے سر کی مکمل حفاظت کرنی چاہئے۔ تاکہ اس میں محفوظ عظیم قوت کا سرچشمہ ہر لمحہ محفوظ رہے۔ غور ہے ہمیں چاہئے کہ اس کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس کے لئے قوت بخش خوراک کو بھی اپنی روزمرہ غذا میں شامل رکھیں کیونکہ یہی زندگی کو بقاء اور اسے بلندی دینے کے لئے مسلسل مصروف پیکار رہتا ہے ہم جب بھی کوئی دینی دماغی کام انجام دیتے ہیں تو دماغ کی حرارت مزید مسلسل مصروف جھد رہتی ہے جس سے اس کی حرارت مزید بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور خاص طور پر جب ہم ریاضت اور دینی مشغول کو طویل دیتے ہیں۔ اس سے ہمیں چاہئے کہ اس کی تعویہ کا پورا پورا خیال

اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کے وجود میں جو بھی اعضاء بنوایا ہے آئینہ ناک کان سے لیکر ہاتھ پاؤں تک اپنی کارکردگی میں اپنی جگہ سلسلہ ہے ہر عضو اپنی وجود کا ایسا اہل حصہ ہے کہ اس کے بغیر آپ ذرا تصور کر کے دیکھیں محسوس ہوتا ہے انسان اپنا چ نظر آتا ہے۔ سائنسدانوں نے اپنی عقل اور بصیرت پر داز سے بول تو کھانگو۔ دیوینکل مشینریاں بنا کر انجنت بدعاں کر دیا۔ لیکن وہ جب بھی قدرت کی ان ہمتی ہوئی مشینری کی جانب توجہ دیتا ہے جو اس کے اپنے وجود کی صورت میں موجود ہے تو وہ خالق کے عقلت پر سبجہ و نظر آتا ہے۔

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں انسان کا ہر عضو اسکے وجود کی زندگی ہے۔ لیکن قدرت کی بنائی ہوئی اس مشینری میں دماغ کو عظیم قوت کی حیثیت حاصل ہے ہمارے وجود کا ہر عضو تمام حواس شعور لا شعور اس کے محکوم ہیں۔ یہ حاکم ہے ہمارے وجود کی ہر حرکات و سکنات تحفیل پرواز فکر کی اڑان اسی کے طالع کائنات کے پوشیدہ اسرار میں کند و الٹی ہے۔ آج انسان جس مقام پر کھڑا ہے یہ بلندی اسی کی عطا کی ہوئی ہے۔

آپ نے یقیناً ان جہرات کو دیکھا ہوگا جو دماغ میں ہلکا سا نقص یا کسی اور سبب سے نقص پیدا ہو جانے پر پاگل قرار دے دیے جاتے ہیں اور پھر انہیں دنیا کی کسی بھی

رکھیں۔

جس دم کہ شخص ہماری دماغی حرارت کے لئے سکون و صحت کا باعث ہوتی ہیں۔ اس لئے جب انسان اپنے جسم کی پوشیدہ قوت سے استفادہ پانے کی کوشش کرتا ہے تو ذہن کو آرام اور سانس پر قابو پانے کے لئے اس قسم کی ریاضت ضروری ہے۔ جب ہم اپنا سانس روک لیتے ہیں تو اس کا اثر تندرست جسم کو جاتی ہے اور ذہن و دماغ کو کچھ لمے کے لئے سکون مل جاتا ہے۔

اس لئے کہتے ہیں ذہن و دماغ کو ہر آدمی کے شفاف رکھنا چاہئے۔ بیکاری سوچ اور آلودہ فکر سے ذہن کو کتنی امکان شفاف رکھنا چاہئے۔ ورنہ دماغ کی کارکردگی متاثر ہونے کا خدشہ لاحق رہتا ہے خون کی گردش ذہن کو اس میں جھلا کر رکھتی ہے۔ اس لئے کوشش کریں کوئی فشار ذہن کو آلودہ نہ کرے۔ مگر دوران خون میں آپ کے دماغ میں اعتدال سے اپنی کارکردگی جاری رکھنے کے آپ کے ذہن سے صحت مند نتائج کی امید کی جاسکتی ہے۔ ورنہ اس میں کسی بھی قسم کا فتور یا گردش خون میں خلل پڑنا فشار و دماغ ہونے کی صورت میں انسانی کے حواس متاثر ہونے پنا نہیں رہ سکتے اس صورت میں وہ پاگل بھی ہو سکتا ہے۔ پاگل پن کے دورے بھی پڑ سکتے ہیں اور یہ دورے تیز ہونے پر وہ اپنی پہچان بھی کھو سکتا ہے۔ لیکن یہ اس کی برسوں کی محنت ریاضت و ذہن میں بھگی سی خراش آنے کے سبب رانیاں ہو جائے اس کے مختلف اثرات ہو سکتے ہیں پاگل پن بے ہوشی بے زبان و غیرہ وغیرہ اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے دماغ کو ہر فشار سے آئینے کی مانند شفاف رکھیں۔ اس پر زندگی کے کسی بھی مسائل کی گرد نہ پڑے دیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے وجود میں قلب کے بعد دماغ کو جو حاکمیت عطا کی ہے اس کی قوت کا اس کی وسعت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ یہ انسان کا ایک ایسا جیدہ عضو ہے جو اب تک ایک نگر دساتن دانوں کے لئے سربستہ راز ہے۔ اب تک میڈیکل سائنس اس کے بارے میں مکمل کونج لگانے سے قاصر رہی ہے۔ انسان کی جستجو جاری

ہے۔ اس کے پیشتر جسے اب تک انسانی آنکھ سے اوچل ہیں۔ وہ اب تک یہ سمجھنے سے قاصر رہے ہیں کہ قدرت نے جو فرائض ان حوصوں کے سپرد کئے ہیں وہ کیا کام کرتے ہیں اور ان سے انسان کس قسم کی قوت حاصل کرتا ہے۔ تحقیق جستجو انسان کی فطرت ہے اور انسان اپنی اس فطرت کے راستے پر گامزن ہے۔

جبکہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں دماغ ہمارے وجود کا کنٹرول بیڈ کوارٹر ہے یہ اعصاب کے کروڑوں غلیوں سے ملکر بنتا ہے۔ اعصابے ریکس میں تابناک زندگی کے لئے قلب کے بعد سب سے زیادہ اہمیت و قوت کا حامل ہے چونکہ اس عضو کا تعلق ذہن سے ہے اور حواس غصہ کے ذریعہ تمام اطلاعات اس حصے کی وسعت سے جسم کو بہم پہنچاتا ہے۔ ہماری ہر کارگزاری یادداشت جنہیں یہ حافظہ کی صورت میں محفوظ کر لیتا ہے تو اکثر قوت تخلیق اور قوت فیصلہ ہمارا دماغ ہی انجام دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسے تمام عمر قرار دیا گیا ہے۔

قدرت نے ہمارے اس دماغ کو جو انسان کے لئے عظیم کدہ کی حیثیت رکھتا ہے اس عضو میں میرے رب نے کیسے کیسے پوشیدہ اسرار رکھے ہیں اس کے بارے میں میرا خالق بہتر جانتا ہے لیکن انسان نے اب تک جو تحقیق کی ہے اسے ہم مختصر تحریر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری کھوپڑی میں جو دماغ محفوظ کیا ہے وہ کئی حوصوں پر مشتمل ہے اس کا ہر حصہ انسان کی زندگی کو روشنی و قوت عطا کرتا ہے۔ ہمارے اس دماغ میں ایک حصہ مغز کا ہے جو کدے کی شکل میں کروڑوں غلیوں ریشوں پر مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بتائی ہے مرد کے دماغ کا وسطاؤن پچاس اونس اور عورت کا پینتالیس اونس ہوتا ہے اس کی نشوونما پیدائش سے میں سے تیس سال تک جاری و ساری رہتی ہے اور کارکردگی تمام عمر ضروری نہیں یہ وزن حرف آخر ہو قدرت کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا یہ اوسط بتایا گیا ہے لیکن انسان کی جسمانی ساخت اور قدرت جسے چاہے فضیلت سے نواز سکتی ہے۔ ایسے لوگ اکثر ہمارے درمیان نظر آتے ہیں جن کی دماغی قوت عام آدمی سے زیادہ ہوتی ہے۔

مغز کا وزن اور اس کی قوت جس قدر زیادہ ہوتی ہے اس کی ذہنی پرواز اس قدر بلند ہوتی ہے۔ اہم بھی اس غلام کدے کے اہرار کو کھینے کی کوشش کریں دماغ کے اگلے اور درمیان حصوں میں دماغ پاپا جاتا ہے جزا عظیم کہتے ہیں۔ بیضی شکل کا یہ حصہ جس کی شکل گیند کی طرح ہے اس کی جانب چوڑی اور صہب ہوتی ہے۔ گودے کی شکل کا یہ حصہ نصف لہجہ میں اور نصف دائروں میں منقسم ہوتا ہے ایک سوئی جلی اسے تحائف دیے ہوئے ہوتی ہے۔

اس کی نسبت رخ کی سطح غیر ہموار ہوتی ہے اس لئے اس میں شیب و فراز پائے جاتے ہیں اس مغز کا پیر دنی حصہ کارنگ خاستری ہوتا ہے جب کہ اندرونی حصہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ آپ کا شعور جو بھی فعل انجام دیتا ہے اس کا خلق تمام تر دماغ سے ہوتا ہے۔ رخ میں اس کی حیثیت سلسلہ ہے۔

اب ہم میڈیکل تحقیق کے دوسرے حصے کی جانب آتے ہیں۔ کھوپڑی کے مقلی حصے میں جو مغز پاپا جاتا ہے وہ دماغ سے قریب اور اس سے کس قدر بچے کی جانب ہوتا ہے یہ گردن کے عقبی حصے میں گدی کی ہڈی کے جوف میں ہوتا ہے اسے اصطلاحی زبان میں بیخ کہتے ہیں۔ اس کا رابطہ دماغ سے ایک نالی کے ذریعے منسلک رہتا ہے۔ رنگ کے اعتبار سے یہ دماغ کی ہی طرح ہوتا ہے یعنی اوپر سے خاستری اور اندر سے سفید۔ البتہ عبادت کے اعتبار سے اس کی خصوصیات دماغ سے قدرے ذرا مختلف ہوتی ہے۔ اس کی سطح ہموار اور اس پر آؤڑی تر بھی لکیریں اور دائرے جاگزیں ہوتے ہیں اس کے وزن کا تناسب بھی عورت کے مقابلے میں مرد کو نسبت حاصل ہے ہم اگر اپنے دماغ کا کل وزن کریں تو اس حصہ زریں کا وزن دماغ کے تقریباً سلا تو ہیں حصے پر مشتمل ہوتا ہے اس کا حاملہ پونے سو اانچ کے درمیان شمار کیا جاتا ہے۔ دماغ کے اس حصے کو حصہ زریں کہا جاتا ہے چونکہ یہ حصہ ہے جس کے مریوں ہماری قوت ارادوں میں توازن قائم و ضبط میں ترتیب برقرار رہتی ہے اس کے سوا اٹھنے بیٹھنے، سمنے، سمنے، بھانسنے، پینے، جسم کی تمام حرکات و سکنات کا توازن دماغ کے اس حصہ کے تابع ہوتا

ہے اگر ہم میڈیکل سرجری کے ذریعہ دماغ کے بعض اجزاء کو نکھلا دیں تو اس سے انسان مرے گا نہیں۔ وہ زندہ ضرور ہے گا لیکن اس اجزاء کے نکل جانے سے اس حصے کی حکومت کا کردار خارج ہو جائے گی۔ مثال کے طور پر اگر بیخ حصہ دماغ سے نکل دیا جائے تو انسان کے حواس و ذہن پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ صرف کارکردگی ختم ہو جائے گی جو اس کے طالع قحی ممکن ہے ایسی صورت میں یہ انسان چوپایوں کی مانند چلنے لگے اور یہ بھی ہو سکتا ہے وہ اپنے ہاتھ پاؤں کو کیسے گیند کی طرح اچھل اچھل کر حاصل طے کرے جسم کے اعضاء کی حرکات و سکنات غیر متوازن ہو جائے گی ان میں نہ وہ ترتیب رہے گی اور نہ ہی وجود میں قدرتی و فطری وہ نظم و ضبط رہے گا جو انسان کے وجود کو حکمت عطا کرتا ہے۔

فخاخ۔ یہ ہمارے دماغ کا تیسرا حصہ اور جسمانی اعصاب کو اعلیٰ ترین قوت عطا ہے یوں تو ہمارے دماغ کے تمام حصے ہی زریں ہیں لیکن ان میں بھی۔ جیسے دماغ میں وجود میں دماغ کو سپر پادری حیثیت حاصل ہے اسی طرح ہمارے دماغ میں اس حصے کو ہم دماغ کا سپر پاد کہہ سکتے ہیں چونکہ اس کی کارکردگی ہمارے وجود کے بہت سے اعمال کو نظام و ربط عطا کرتی ہے۔ حرکت قلب، تحریک ہضم، تنفس، یہ تمام تحریک اس حصے کی کارکردگی کے مریوں مل رہے ہیں۔ اس کا رنگ پیر دنی سفید اور اندرونی خاستری ہوتا ہے ساخت کے اعتبار سے مشتمل ہوتا ہے پیکل کولائی میں سوانح کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ اس مشکو ہمارے دماغ میں مرکزیت حاصل ہے ہمارے دماغ میں یہ ایسا منصوبہ ہے اگر نکال دیا جائے تو انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے اس کی جگہ اس سے منسلک تمام تحریک زندگی کا محور ہیں۔ حرکت قلب نظام ہضم خون اور گردش خون کو بھی حصہ توازن سے ہم آہنگ رکھتا ہے۔ ظاہر ہے جب اس حصے کو دماغ سے نکال دیا جائے تو پھر انسان کی سانس اس وجود کو یکسر زندگی دے سکتی ہیں۔

فردلیس۔ ہمارے دماغ کا چوتھا حصہ ہے اسے ہم پورے دماغ کا محافظ بھی کہہ

کہتے ہیں اور رابطہ دلائل بھی۔ میڈیکل سائنس اب تک اس کی تحقیق میں تشریف نہیں لے سکی جس قدر وہ تحقیق سے روشناس ہوئی وہ فریجیر ہے اس سے کام ہے دیگر حصوں کو حرام مغز سے ملانا۔ یہ رشتہ کی شکل میں ہوتا ہے جس کا رنگ عموماً سفید ہوتا ہے جو خاکستری مادے سے گھلوا رہتا ہے۔ بیٹے بعض مقام پر کھڑے اور بعض جگہ اڑے ہوتے ہیں۔ مغز کے پورے رقبے کی شکل میں تہہ بہ تہہ غلافوں سے محفوظ کیا ہوتا ہے غلاف اول جو اوپری رخ پر ہوتا ہے۔ دوسرے غلاف ہوتا ہے یہ غلاف جو حلی کی شکل میں ہوتا ہے۔ ہماری کھوپڑی کے اندر دئی کے کی ہڈیوں کو اس فراہم کر کے پورے دماغ کو تحفظ دیتا ہے۔ اس غلاف کو اصطلاحی زبان میں فٹائے ملب کہتے ہیں۔ قدرت نے ہمارے اس دماغ کی حفاظت کے لئے جس طرح کیسے سامان کئے ہیں آپ اور ہم یہ بات سوچ بھی نہیں سکتے۔ یہ غلاف گدی کی ہڈی کی شکل میں ہے۔ ہمارے دماغ کی اوپری رخ سے منسلک رہتا ہے جیسا کہ ہم پہلے آپ کو بتا چکے ہیں۔ یہ حصہ رابطہ کفرائض انجام دیتا ہے اس حلی کی ایک شاخ بڑے دماغ کے دونوں حصوں کے درمیان جبکہ تیسری شاخ بڑے اور چھوٹے دماغ کے درمیان منسلک رہتی ہے۔ ہمارے دماغ کے تمام حصے آپ جس میں ایک دوسرے سے ملے رہتے ہیں اور انہیں حفاظت فراہم رہتا ہے۔

حرام مغز کیا ہے؟

ہمارے نفس معنوں کا تعلق چونکہ مابعد انفسیات سے ہے اس لئے حرام مغز کی تعریف بھی ضروری ہے کیونکہ دماغ کے اس حصہ کا تعلق عقلی قوت کی لہروں سے ہے۔ اس لئے اس حصے کی کارکردگی کو ذہن نشین کرنا لازم ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ نفع کو ہمارے دماغ میں ہر پار کی حیثیت حاصل ہے قدرت کے بنائے قانون کے تحت یہ حصہ کارورہ رکھ کر طرح نشرواشاعت رابطہ دہر قسم کی خبریں اطلاعات اور اس کے فرائض منصبی میں شامل ہیں یہی نہیں بلکہ ہر موقع اور غلطی کی نزاکت کو ملحوظ رکھتے ہوئے احکامات و فیروہ بھی ہمیں جاری کرنا ہے اس سے آپ کو روئی اعماز مل سکتے ہیں اس حلقے کی اہمیت کیا ہے یہ حرام مغز ہی کا کام ہے کہ وہ ہر حصے کے رابطہ قائم رکھتا ہے خواہ کام کی بھی حصے سے شروع ہوا ہوا افعال اختیار کریں ہوں یا احصائی اچھے لیکن انا و اختتام بخشا اس کی ذمہ داری ہوتی ہے ہمارے اس معنوں کا تعلق چونکہ مابعد انفسیات سے ہے آپ یہ بہتر طور پر ذہن نشین کر لیں کہ حرام مغز جیسے اصطلاحی زبان میں نفع منسلک ہے ہیں۔ یہ عقلی قوت کا سرچشمہ ہے۔ ریزہ کی ہڈی کی اہمیت اور اس کی کارکردگی کو ملحوظ رکھ کر ہر طرح پر سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ آپ کو یہ

بھی بتادیں کہ حرام کا تعلق بھی ریڑھ کی ہڈی سے منسلک ہے اور اسکے بعض حصے اس ہڈی کی گہرائی میں لے کر اپنے فرائض ادا کرتے ہیں پیرا سائیکوجی کے ماہرین اس ہڈی کو ہی تمام پر سرار مائورس قرار دیتے ہیں یہ حرام مغزی ہے جس کے توسط سے ہم غلبی قوتوں کے حاکم بن جاتے ہیں۔ مادہ کا نظارے کرتے ہیں شعور نیم شعور تحت الشعور یہ حرام مغزی بدولت ہمیں اس گوروشنی و تحریک بخشنے میں اس سے آپ نے باخوبی حرام مغزی قوت و اہمیت اور اسکی حکمت کو محسوس کر لیا ہوگا۔ آپ نے دیکھا کہ اس عظیم قوت میں کتنے اسرار پوشیدہ ہیں جسکی طرح شاید انسان کبھی بھی نہ سمجھ پائے تیسرے دماغ کو مابعد الطبیات شعور یا کاسٹکس کہتے ہیں۔ اس لئے ہم مزید اس کے بارے میں تحریر کو طوالت نہیں دیں گے۔

نفسیات، مابعد الطبیات

بہت سے طالب علم صرف ٹیلی پیتھی یا علم روحیت سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ یہ طویل بحث میں الجھنے کی بجائے صرف اور صرف علم روحیت کے عملی مشقوں اور طریقوں کو جاننے کی جستجو میں مصروف رہتے ہیں لیکن ضروری نہیں علم روحیت کے تمام طالب علم فطری طور پر ایک جیسی سوچ رکھتے ہوں۔ وہ اس علم کی باریکیوں کو سمجھنے اور جاننے کے بھی شائق ہیں اس لئے ہم مختصر طور پر نفسیات اور مابعد الطبیات کے باہمی تعلق کو اجاگر کر دیں تاکہ آپ کو اس سفر میں کوئی الجھن، کوئی غلط فہمی نہ ہو کہ یہ مذکر سکے یوں تو اخلاقی نفسیات پر اہل علم نے ضخیم ترین کتابیں تحریر کی ہیں جو بازار میں آسانی دستیاب ہو جاتی ہیں چونکہ ہم یہاں پر نفسیات پر بحث نہیں کریں گے۔ مختصر طور پر آپ کی غلط فہمی کو صاف کرنے کے لئے تحریر کر رہے ہیں۔

نفسیات کا تعلق کردار و شخصیت سے ہے اور یہی بحث آگے چل کر انسان کی فطرت کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے مزید بحث کرتی ہے۔ کردار و شخصیت کی تعبیر میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ نفسیات ہماری فہم کے معمول سے بحث کرتی نظر آتی ہے بلکہ ہمارے نفس مضمون کا تعلق وجود کی بنیاد پر ہے جو مابعد الطبیات کے

ذمرے میں آتی ہے۔ ہم Super Normal Power کہتے ہیں یہی
حقّی علوم کے عمل کا اعلان ہے۔ یہی مطالعہ ہمیں روحیت کی اس منزل تک پہنچاتا ہے
ہم پر اسرار قوتوں کا سرچشمہ اور ہمیں ہے چونکہ ہمارا موضوع روحیت ہے اس لئے
ہمیں نفسیات کی بحث میں نہیں آنا چاہئے صرف اپنے مضمون کی افادیت کو مد نظر رکھنا
چاہئے۔

شعور کیا ہے؟

اس سے قبل ہم اس علم کی حریہ منویں سر کریں۔ انسانی تحریک کی ان تین
قسموں سے بھی آگاہی حاصل کر لیں جو زندگی کو رنگ روشنی اور خوشبو عطا کرتی ہیں۔
ہم نے اپنی کتاب ”نبی پیمپی کیسے“ میں اس مضمون کو تفصیل سے تحریر کر دیا تھا۔
لیکن نئے قارئین تشنہ نہ رہ جائیں اس لئے مختصر طور پر تحریر کر رہے ہیں ہم انسانی
تحریک کی ان حالتوں کو تین حصوں میں منقسم کرتے ہیں شعور، تحت الشعور اور لا شعور۔
شعور ہمارے ذہن کی وہ پہلی منزل ہے قدرت نے یہاں پر ایک نظام قائم کیا
ہوایا۔ یہ نظام ہمیں ہر ہونے والے واقعات و حالات سے آگاہی دیتا رہتا
ہے ہر وہ واقعہ جو ہمیں کی گردش میں رو پڑے ہو فوری اس سے مطلع کرنا اس کے فرائض
میں شامل ہے اگر اس کا کام ہے کہ آپ کو اپنے اطراف میں ہونے والے ہر واقعہ سے
بے خبر نہ رہیں۔

سورج آہستہ آہستہ اپنا نظام کر کے غروب ہو رہا ہے آپ کی نگاہیں اس حسین
منظر کو عکس کر رہی ہیں۔ بچے ٹی وی پر کھیل کر دیکھ رہے ہیں اور آپ میں تیرہ بھی
کر رہے ہیں۔ جبکہ تنگ صابہ باورچی خانے میں گند کو آواز دے رہی ہیں۔ ٹیکری

کے چھ سڑک پر ٹیک جام ہونے کے سبب بار بار ہارن بجنے کی آواز کانوں کو گراں محسوس ہو رہی ہے۔ چاکر دروازے کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی اور آنے والے کی آواز بھی ابھری۔

دیکھا آپ نے شعور کا کلام؟ وقت آپ کو ہر داتے سے کس طرح باخبر رکھتا ہے یہ شعور ہے جو ہمیں اپنے ماحول کی ہر بات کو محسوس کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ یہ شعور کا کام ہے کہ آپ اپنی مصروفیت کے سوا اپنے حلقہ کے ماحول سے بھی آپ کو پوری طرح مطلع رکھے۔ لیکن یہ اس وقت آپ کو باخبر رکھتا ہے جب تک آپ جاگ رہے ہیں۔ سونے کی صورت میں یہ بھی نیند میں مداخلت نہیں کرتا۔ شعور ہمارے لئے کتنے بہت سے کام تک وقت انجام دیتا ہے۔ آپ سو چکے اللہ تعالیٰ ہر لمحہ ہمارے ساتھ نہ کرتا تو وجود میں تمام اعضاء ہونے کے سوا اندھے، کوٹھے اور بہرے ہونے والے ذہنی توازن بگڑ جانے کی صورت میں بھی یہ اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔

تحت الشعور یہ دوسری منزل ہے یہاں بھی ایک نظام قدرت کے بنائے ہوئے اصولوں پر اپنا فریضہ انجام دیتا رہتا ہے اس کا کام ہے محفوظ کرنا، یاد رکھنا جیسے ہم دیکھ لو کیسٹ پر کوئی بھی پسندیدہ پروگرام محفوظ کر لیتے ہیں اور جب دل چاہا تو کسی آر پر لگایا اور دیکھ لیا ایسے حالات اور واقعات جو ہمارے ذہن کو ذرا سا بھی متاثر کر سکے ہوں زندگی میں ایسے بہت سے مواقع آتے ہیں۔ حالات رنگ نکسیرتے ہیں۔ وقت فحاشی کرتا ہے۔ نتیجے سرگوشیاں کرتے ہیں کسی کی مسکراہٹ دل کو بھاتی ہے۔ حادثات ہوتے ہیں زندگی شیب و فراز کا نام ہے جہاں حادثے واقعات سانسوں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور ہمارا تحت الشعور ایسے واقعات اور حادثات کو محفوظ کر لیتا ہیں۔ یہ وہ حادثات واقعات ہوتے ہیں جنہوں نے کسی بھی زندگی پر سب سے آگے پر کوئی نقش چھوڑا ہو متاثر کیا ہو اور جو کچھ ہوا ہو تمام تصویریں ذہن میں محفوظ رہتی ہیں لیکن وقت کی

مسافت کے ساتھ ساتھ کچھ عرصہ بعد ان میں سے فالحوص کو کانٹ چھانٹ کر صرف وہ حصے جو خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ انہیں لاشعور کے پردہ کے تحت الشعور اپنے فرائض سے آزاد ہو جاتا ہے۔ گوکہ تحت الشعور سال چھ مہینے تک ان واقعات اور حادثات کو اپنے تحفظ میں رکھتا ہے اس دوران آپ مینے، دو مہینے یا چھ مہینے سال میں آپ جب اپنے ذہن پر زور دیں اور ان خاص واقعات کو دھرا نا چاہیں تو تحت الشعور قلم کی طرح ان خاص حالات کو متحرک کر دیکھ لیکن ایک طویل مدت کے بعد اچانک آپ ان واقعات کو یادداشت کے حرم میں تلاش کریں گے تو آپ کو لاشعور سے رابطہ قائم کرنا ہوگا۔ اس کی مدد سے آپ ان واقعات کو اپنی تحقیق کی سرین پر دیکھ پا سکیں گے۔

لاشعور۔ گوکہ یہ تیسری منزل ہے۔ نظام قدرت یہاں بھی کاروبار زندگی کو اسی طرح رنگ بخشنے ہوئے ہے۔ لاشعوری اس زندگی میں نہایت پیچیدہ کردار ادا کرتا ہے۔

اگر لاشعور کی کارکردگی ہمیں نہ دے تو ہم میں مدد کی عود آئے۔ ممکن ہے ہماری عادات حیوانوں سے بھی بدتر ہوں۔ لیکن لاشعور ہے جو ہماری تمام حیوانی جبلتوں کو بے قابو ہونے سے روکتا ہے۔ حیوانی جبلت انسانی فطرت کا حصہ ہے اور یہ حیوانی جبلت ہماری عادات جبلت کو خدو سر ہونے سے روکے یہ لاشعور ہی کا کام ہے جو آپ کی زندگی میں ہونے والے واقعات و حادثات کو تراش خراش کر تحت الشعور سے لیکر اپنے نہال جانے میں محفوظ رکھتا ہے یہ واقعات و حالات خواہ عمر کے کسی بھی حصے میں وقت کے کسی بھی لمحہ میں آپ کی زندگی سے آنکھ لیاں کرتے ہوئے گزر گئے ہوں۔

لاشعور اپنا کام ایک سال کی عمر سے انجام دیتا شروع کر دیتا ہے۔ ابھی بچے کا لڑکپن جموں میں ملے بلکوں سے مٹا رہا ہوگا۔ تو بچے کے ساتھ پیش آنے والے ایسے حالات واقعات جو اس کے ذہن میں رہیں گے وہی وہی رہیں گے ہوں اسے محفوظ کرنا

شروع کر دیتا ہے۔ لاشعور ہماری زندگی میں یہی نہیں اور بہت سے کام انجام دیتا ہے جن میں اچھے برے دونوں اشیاں ملتے جلتے ہو جاتے ہیں۔ لاشعور ہماری زندگی میں بے شمار آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ وہ ہماری زندگی کو سبکدوش کی طرح جھوکا کر اس کا دائرہ تنگ بھی کر دیتا ہے اس کی وجہ سے اختیار میں چونکہ تمام حیوانی جہتوں پر اسے اختیار حاصل ہے اس لئے اس کی خود مری منہ زور فطرت ہے لیکن قدرت نے اس کا انتظام بھی کر دیا ہے "ضمیر" جسے ہمارے شعور کا لاشعور کے درمیان دانشور کی حیثیت سے ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ ضمیر کبھی کبھی ایک سبک جو کی صورت بھی اختیار کر لیتا ہے ضمیر ہی ہے جس کی بدولت انسان بعض اوقات اندھے کنوئیں میں گرنے سے بچ جاتا ہے ورنہ لاشعور کی یہ تمناؤں آرزو ہوتی ہے کہ اس شخص لاشعور یادوں کو یکریذ کر شعور سے سرمستیاں کرتا رہے۔ لیکن یہ آپ کا ضمیر ہی ہے جو اسے ایسا کرنے سے روکتا دیتا ہے کیونکہ کچھ واقعات اور حادثے زندگی میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو انسان کی زندگی کو اذیت میں مبتلا کر دیتے ہیں لیکن ہے پرانی یادیں حیوانی جہتوں کی شکار رہی ہوں۔ لاشعور کی ہمیشہ کی کوشش رہتی ہے اپنے پاس محفوظ کی ہوئی چیزوں کی نمائش کرتا رہے جب انتہا کوشش کے سوا لاشعور اپنے ضد پر بہ ضد رہتا ہے تو ضمیر ان یادداشتوں، حادثات، واقعات کو تراش، خراش کر شعور کے نہاں خانے تک جانے کی اجازت دیتا ہے۔

ہماری زندگی ایک سفر ہے، حقیقی ہوئی دھوپ میں گرم ریت کے صحرا میں۔ اس سفر میں کیسے کیسے حادثے رونما ہوتے ہوں گے۔ کیسے کیسے جانوروں، درندوں سے ڈھبھیر ہوئی ہوگی نکلستان کی ملائم ریشمی ٹخنڈک جھسا دینے والی دھوپ اور پیاس سے خشک معلق تپتی ریت پر سفر کی تھکان کے بعد کچھ دیر کے لئے آرام و راحت کے لئے کس قدر تھکنت، سکون، راحت کا باعث ہوتے ہوں گے۔

ہر انسان کی زندگی ایک سفر ہے لیکن ہر مسافر کا اندازہ سفر مختلف ہے وسائل و انتخاب مختلف ہیں لیکن حادثے اور واقعات، غم، خوشی، راحت، درج، دھوپ، چھاؤں ہر زندگی کے حصے میں آتی ہیں۔ چونکہ یہ ہر زندگی کا لازم و ملزوم حصہ ہیں۔

یہی حادثے اور واقعات ہیں جو حالات کے خلیب و فراز کو امر تیل کی طرح کھیرے ہوئے ہوتے ہیں اگر لاشعور جوان تمام واقعات کو محفوظ کر لیتا ہے شعور کے حوالے کر دے تو زندگی ایک عذاب بن جائے زندگی کے تمام رنگ سٹ کر ایک سیاہ دھبہ بن جائے اور یہ کچھ یوں کر زندگی کو اذیت و کرب میں مبتلا کر دے اور یہ انسان ہلکا ہو جائے لیکن ہے اس کے دماغ کی شریائیں پھٹ جائیں اور یہ بھی ممکن ہے یہ حیوانی جبلت کا شکار ہو جائے بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن یہ ضمیر ہی ہے جو لاشعور کو اس کے خطرناک ارادے سے روک رکھتا ہے۔

انسان کے پاس ضمیر عظیم قوت ہے جو لاشعور کو اپنے تمام اختیارات کے سوا ایک قلبی کی طرح مذہب قانون، اخلاقیات، انسانیت کا درس دیتا رہتا ہے۔ کبھی پیار سے کبھی ڈانٹ کر، کبھی ڈرا کر کبھی فحشے سے اس کی کوشش رہتی ہے کہ اس کی بے احتیاطی کے سبب زندگی آسیب نہ بن جائے۔ انسانوں میں بھی طبیعت میں حدت نہ پیدا ہو جائے لیکن اس کے سوا جب لاشعور سرکشی پر آمادہ ہو جائے تو بالکل اس کھوڑے کی مانند ہو جاتا ہے جو لاشعور کوشش و تدبیر کے اپنے وجود پر کسی کو ہاتھ نہیں رکھتے۔ کبھی کبھی لاشعور بھی اس سرکشی اختیار کر لیتا ہے جہاں ضمیر شور و دُنوں سے بس ہو کر رہ جاتا ہے اور جب اس کے محافظے سے ہو جائیں تو پھر کوئی بھی اس نازیبا کام حرکت اس سے سرزد نہوئے میں عبیدہ بھی جتنی ممکن ہے وہ کوئی بجرمانہ کام کر بیٹھے یا جیسی ہوس خود آئے کوئی ایسا فعل جو کہ زندگی کی تباہی کو تار کی تار میں بدل دے۔

لاشعور اس سمندر کی لہروں کی مانند ہے جو روانی سے چلتی رہیں تو بڑے

بڑے وزنی جہاز کشتیاں، معاف کو اس کی منزل تک ان لہروں پر اٹھیلیاں کرتیں سبک رفتاری سے پہنچا لگتی ہیں اور اگر یہ موجیں مدوجذروطقانی صورت اختیار کر لیں تو بڑے بڑے بند کو پاش پاش کر کے اپنے کشتی سے دنیا کو خوف زدہ ہی نہیں کرتیں بلکہ اذیت میں مبتلا کر دیتی ہیں۔

لیکن بعض اوقات یہی لاشعور انسان کو بچہ کر دیتا ہے کہ دنیا انکشت بدنداں رہ جاتی ہے۔ لیکن تاریخ کے صفحات اس کے غماز ہیں کہ انسان نے ایسے ایسے کارنامہ ہائے انجام دیئے کہ لوگ اس کی بہادری اور اہمیت پر عجب عجب کراٹھے یہ بھی لاشعور ہی کا ترفہ امتیاز ہے کہ وہ انسان کی جبلت کو شعور کے لیے غیر معمولی کام کر لیتا ہے جو دنیا میں حیرت کا باعث بن جاتے ہیں۔

تحت الشعور کسے کہتے ہیں؟

ہمارا تحت الشعور مقناطیسی قوت کا حامل ہے ہماری زندگی میں روزمرہ ہونے والے معمولی سے معمولی واقعات لمحوں کی کارگزاری اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے یہ اپنی تحریک میں بے پناہ قوت رکھتا ہے اسے ہم اپنی اصطلاح میں ادراک ماروائے حواس کہتے ہیں یہ ہمارے دماغ کا دوسرا حصہ ہے جس میں پوشیدہ عظیم قوت اس وقت عیاں ہوتی ہے جب انسان اپنے ذہن کو بیداری عطا کرتا ہے انسان اگر تھوڑی سی کوشش کرے تو اپنی محنت اور ریاضت سے اس کی عقلی قوت سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے کیونکہ ذہن کی برقی لہریں اس کی پوشیدہ قوت کو اجاگر کر کے انسان کو بلندی پر واز عطا کرتی ہے لیکن کوشش رہتی ہے کہ تیزی سے دستوں کا سینہ چیر کر منزل کی جستجو کرے یہ بھی حقیقت ہے کہ سائنسی تحقیق اب تک ادعویٰ ہے تحت الشعور کے بارے میں انسان کی معلومات ادعویٰ ہیں وہ لوگ جو موجودہ سائنس کو عروج تصور کرتے ہیں انسان اس بلندی تک پہنچ گیا ہے۔ جہاں سے دوسرا جہاں شروع ہوتا ہے وہ حضرات خوش بھی میں جھلا ہیں کہ انسان نے اب تک اپنے دماغ کا ایک ادنیٰ سا حصہ ہی محض دگر کے زمرے میں سمجھا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دماغ میں جو

قوتیں عطا کی ہیں۔ انسان کی فکر و سوچ کی دستیں اسے ابھی پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکی ہیں انسان کا یہ سچا بھی خواب کی خوش فہمی ہیں۔ چند رنگوں کو کائنات کا عروس نہیں کہہ سکتے۔ اس دنیا کو عروس کا تصور ہی نہیں ہے۔ سچانے اور فضا کو مہل کرنے کے لئے انسان کو ابھی اور کتنا عرصہ درکار ہوگا۔ مگر یہی اس کا سفر جتو کا مسکنازی ہے۔ اسکے بارے میں قتل از وقت کچھ کہنا بیکار ہے۔ لیکن وہ وقت جو قدرت کی اس اموں اور بیش بہا قوت سے ذرا بھی آشا ہیں۔ وہ اپنی اپنی صلاحیتوں سے نہ جانے کیسے کیسے ظلم کائنات سے آگاہی پالیتے ہیں۔

انسان جو کہ مٹی پانی ہوا کا مرکب ہے۔ کبھی کبھی خود کو خدا سمجھ پیتا ہے حالانکہ انسان جو خود اپنے بارے میں نہیں جانتا اس کے لئے یہ دعویٰ کہ خدا اور خداوند خیر لگتا ہے۔ انسان اگر صرف انسانیت کی معراج کی اہمیت سمجھ جائے تو کبھی ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنا خلیفہ بنا کر ہمیں دنیا کے اسرار و رموز کو سمجھنے کی صلاحیتیں عطا کی ہیں ورنہ وہ خود کیا ہے ماسوائے خاک کے۔ یہ سب اس کا کرم ہے۔ انسان نے میڈیکل سائنس کی رو سے 136 عناصر کا مرکب ہے مٹی پانی آگ ہوا ہائیڈروجن 16 ریڈیم کاربن نائٹروجن یورینیم یہ کتنے حیرت کی بات ہے کہ جس قدر عناصر کسی مرکب کی تشکیل کرتے ہیں۔ وہی عام انسانی وجود کی تشکیل کا سبب ہیں۔

قوت ہورہی تھی تحت الشعور کی خلقی قوت کی۔ یہ عظیم سرمایہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کیا اس سرمایہ کو اب تک انسان کو صحیح طور سے خرچ کرنے کا سلیقہ نہیں آیا آشور تحت الشعور اور لا شعور کے بارے میں ہم نے کافی تفصیل اپنی سابقہ کتب میں تحریر کر دی ہے اس لئے یہاں ماسوائے ضروری درس کے مزید صفحات کی سیاہ کاری کوئی معنی نہیں رکھتی۔

اگر ہم چاہیں تو اپنے تحت الشعور کی قوت سے دماغ کی صلاحیتوں کو حیرت انگیز حد تک وسیع کر سکتے ہیں ہم اپنے دماغ کے بعض حصوں کو تو بکثرت استعمال کرتے رہتے ہیں اس کی مثال ہم حواس خمسہ کے ذریعے دے سکتے ہیں ہم اپنے حواس خمسہ کو زندگی کے ہر رنگ سے لطف اندوز ہونے کے لئے بے تحاشا استعمال کرتے ہیں لیکن جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں ابھی ہم اپنے دماغ کی قوت کو پوری طرح سمجھنے سے قاصر ہیں۔ یہی وجہ ہے اب تک ہم اپنے دماغ کے زریں حصوں کو جن میں یقیناً حیرت انگیز صلاحیتیں پنہاں ہیں۔ اب تک انہیں استعمال کرنے سے قاصر ہیں۔ ہم نے کبھی یہ کوشش ہی نہیں کر تھت الشعور میں پوشیدہ قوت سے زندگی کو کس طرح روشن و رنگین بنا سکتے ہیں۔

کیا آپ کے ساتھ کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش آیا جو آپ کے لئے حیرت کا باعث رہا ہو ممکن ہے آپ رات کے تاریک خانے میں ٹھٹھی ہوا سے اٹھکیاں کرتے اور اس لمحے ممکن ہے آپ کے لب دائرے کی شکل میں سکڑے ہوئے ہوں اور لمبوں سے سیٹی خارج ہو کر کوئی دھن آلا پ رہی ہو۔

آپ اپنے خیال میں مست سیٹی کی دھن پر چلے جا رہے ہوں کہ ایسے میں آپ اچانک چونک کر رک گئے ہوں آپ کے بڑھتے ہوئے قدم زمین سے چپک گئے ہوں یہ کون ہے یہ کس کی آواز ہے۔

آواز ہی تھی شاید کوئی پکار رہا تھا۔ بہت قریب سے ایسے میں پلٹا اور مڑ کر دیکھا انسانی فطرت کے عین ہے۔ آپ رک گئے ہوں۔ آپ نے پلٹ کر دیکھا لیکن آپ کے اطراف کوئی کبھی نہیں تھا شاید۔ یہ ساعت کا دھوکا رہا ہو۔ آپ یہ سوچ کر چند لمحوں کے شش و پنج کے بعد اٹھ کر بڑھ گئے لیکن پھر وہی آواز ابجری! ایک بار پھر آپ چپکے شاید کوئی آپ سے ہی حال تھا۔ چند لمحے صرف چند لمحے آپ نے اس آواز

پر توجہ دی اور پھر کوئی کھانا نہ ساخوف ریزہ کی ہڈی میں تیزی سے پھیلے ہوئے لوہے کی طرح سرایت کرتا چلا گیا۔ در لوگوں سے کسی ہوئی کہ انہاں یاد آئے ہی آپ کا وجود پیسے میں نہا گیا اور آپ کے قدموں کے پائے تیزی سے تیز تر ہوتی چلی گئی اب آپ سڑک پر سر ہٹ بھاگے پلے جا رہے تھے۔ وہاں اڑھن اٹھ بیٹان خود کی مستی سب چند ہی لمحوں میں خوف بن کر جسم میں سرایت کر گئی تھی۔

کیا آپ کا بھی اس قسم کے حادثے سے سابقہ ہے لیکن ہے آپ کی زندگی میں ایسا کوئی واقعہ تحت الشعور نے الشعور میں محفوظ کیا ہوگا۔ ظاہر ہے آپ اسے دوسری ان دیکھی مخلوق کا کام دیکر خود کو مطمئن کرنے کی کوشش ہوں لیکن یہاں یہ سوال ابھرتا ہے کہ وہ کوئی مخلوق ہے۔

آپ اس کی تہہ تک اس وقت ہی پہنچ سکتے ہیں جب آپ علم رویت کے حصول سے پوری طرح مستفیض ہوں اداک ماورائے حواس کی باریکیوں سے آگاہ ہوکر انسان کے وجود میں پوشیدہ قوتوں کے بارے میں انسان اس وقت ہی آگاہ ہو سکتا ہے جب وہ اپنی ریاضت اور مشقوں سے اپنے دماغ کو بیدار کرے میں کاغذ اب ہو جائیں آپ قطعی اپنے ذہن میں یہ احساس مت کیجئے کہ آپ اس قوت کو بیدار نہیں کر سکتے کیونکہ انسان تمام دیدہ و نادیدہ مخفی اور ظاہری کائنات میں جس قدر میرے رب نے مخلوق کو زندگی عطا کی ہے ان تمام میں انسان افضل و اعلیٰ واقع ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان رب سے بھگتا ہونے کا شرف تک پہنچتا ہے اس کی وجہ اس کی آزاد خیالی اور قوت ارادی ہے عقل و شعور ہے جو اسکی قوتیں ہیں جو صرف اور صرف انسان ہی کو اللہ تعالیٰ نے بخشی ہیں یہی وہ قوتیں ہیں جن کے سبب وہ تمام کائنات کا احاطہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے آپ نے دیکھا کہ اس کائنات میں سانس لینے والی تمام مخلوق انسان کو اپنے قابو میں کرنے سے قاصر ہے کوئی بھی ایسی مخلوق نہیں جو اس

انسان پر حاکمیت کر سکے ہاں میرے پروردگار کے جس نے اس کائنات کو اور اس میں زندگی پانے والی مخلوق کو تخلیق کیا۔

لیکن اس انسان کو اللہ تعالیٰ نے وہ عقل و ہنر عطا کیا کہ یہ انسان تمام مخلوقات کو اپنی حسب خواہش طالع کر لیتا ہے کیسے کیسے خوشنور و درندہ زہر لے جاوے اور نقصاں بلند پرواز پرندے اس انسان کے طالع ہو جاتے ہیں لیکن آپ اس لئے جس قوت کو اپنے اختیار میں کرنے کی کوشش میں ہیں۔ وہ ان جانوروں اور درندوں سے کہیں قوت بخش نہیں ہے کیونکہ انسان تصور کی آکھ سے اور ادراک سے احساس سے صرف انہی حقیقتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے جن کی کوئی حسی بنیاد وجود کا ہلکا سا خاکہ نہیں کو یہ یقین دلا سکے۔ اسے میں نے کہیں دیکھا ہے۔ اس خواب کی تصویر بھی ہے جو آپ کی آکھ دیکھ رہی ہے لیکن انسان نے جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ کائنات کے نقش رنگ نگاروں کو اپنی چٹائی سے محفوظ کیا ہے شاید نہیں۔ اگر ہم یہ کہیں تو زیادہ مناسب ہوگا کہ تجسس اسکی فطرت ہے۔ تجسس تو اسکی فطرت کا حقیقی حصہ ہے۔ انسان اس سے خود کو اس سے جدا نہیں کر سکتا۔

لیکن آج کا انسان جو اس چاہ چشم و رنگوں کو ہی زندگی سمجھتا ہے وہ ظاہر ہے اس غمگین سے ہی کسی تصور کسی خاکہ کسی عمارت کا نقش ترتیب دیکھا۔ لیکن یہاں اگر ہم بنیاد غلط کر دیں تو ابلہ جاتے ہیں کیونکہ بعض چیزیں ایسی ہیں جو وجود رکھتے ہوئے بھی دائرہ احساس میں نہیں آتیں۔ اور نہ ہی انسان کا تصور اسے کوئی بنیاد دے سکتا ہے۔ مثلاً اللہ کے ہاں آپ کیا سوچ سکتے ہیں اس کے وجود کو کونسا خاکہ پہتا نہیں گے۔ صرف اس قدر کہ وہ ہے۔ کیا نور ہے اس کی شہادت کہی ہے۔ ظاہر اس کے آگے انسان کی عقل ہائے اس اور سوچ بظاہر محسوس ہوتی ہے۔

سواہم جاہن لاکھ رنگوں سے سرمیں گیس روشن کو جس قدر رنگوں سے ترتیب

دیں۔ لیکن ہم ان حقیقتیں کو اپنے اعصاب کے عمل اور دماغی منطق و دلیل سے کوئی بھی خاکہ کوئی پیکچر نہیں دے سکتے۔ جس قدر ہم سوچیں گے ذہن الجھتا چلا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی علت علت کے روبرو انسان کی عقل و شعوریت کے ذروں کے سوا کچھ نہیں کیونکہ یہ چیزیں اس کے ملامت اور خباثت کی لامحدودیت اور زمان و مکان کی پابندیوں سے مبرا ہے لیکن یہ سب حقیقت ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسی ایسی قوتوں سے نوازا ہے اگر وہ کوشش کرے تو یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے لیکن وہ ان قوتوں کو اپنے اعصاب کے عملی اور دماغی منطق و دلیل سے اس عقلی کو سلجھنا چاہے گا تو ذہن میں تلخ پیدا ہوتی جائے گی یہ کوئی ایسا باطنی علم نہیں ہے جیسے آپ کو تدریس کے طور پر سائنسی بنیادوں پر پڑھایا گیا ہو۔ جب ہم ان اہم حقائق کی کھوج کرتے ہیں تو اس ادراک کی بنیاد اس علم میں نہیں پاتے جس میں حیات و اعصاب کا دخل ہوتا ہے آپ نے یقیناً ایسے حضرات کو دیکھا ہوگا جو آپ سے پہلی بار ملے کوئی پتے دے دیے تھے لیکن تین چار سال بعد جب آپ کی ان سے ملاقات ہوئی تو آپ اسے نہ پہچان سکے لیکن جب اس نے اپنا تعارف کرایا تو آپ بے طرح چوٹے گئے۔ وہ نہایت خوبصورت اور بہت زیادہ طاقتور جسم کا مالک تھا۔ اس کے ہاتھ پاؤں اور جسم فولہ کی مانند مضبوط تھا۔

آپ نے سوچا ایسا کیوں ہوا۔ وہ پتا دلایا انسان طاقتور بن سکتا تھا اسی پر کیا منحصر ہے ہر شخص ایسا بن سکتا ہے ہر انسان کے جسم میں یہ خصوصیات موجود ہیں لیکن ہر انسان ایسا خوبصورت جسم کا مالک نظر نہیں آتا۔ اس کی وجہ اس شخص کی جتنی اور شوق نے اسے یہ اعجاز بخشا کہ دیکھنے والی نظریں رشک کر اٹھیں یہ ظاہر ہے انسان کی خصوصیات جسم جو قوت بن کر آپ کی نظروں کو خیرہ کر گئیں۔ لیکن آپ کے اندر جو پوشیدہ قوت ہے اس کے بارے میں ہماری عقل اور منطق اس قابل نہیں جو کوئی

ظاہری وجود یا بنیاد فراہم کر سکے کیونکہ عقلی علوم کی تشکیل صرف اور صرف عملی تجربات سے ہوتی ہے اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنے ذہن سے اس علم کی بنیاد کو تصور جس میں حیات و اعصاب کا دخل ہوتا ہے نکال دیں اور اپنے دماغ کو ہر آلودگی سے پاک کر کے اس کے اعلیٰ اور لطیف ترین حواس کی مدد سے اس قوت کے اسرار کو سمجھنے کی کوشش کریں اگر آپ کی قوت ارادی مضبوط ہے تو آپ کا تحت الشعور اور لاشعور یقیناً آپ کے لئے مددگار ثابت ہوں گے۔ تحت الشعور کی وہ پراسرار عقلی قوت سے اس وقت ہی بردشاں ہو سکتے ہیں جب آپ اپنے ذہن کی برقی لہروں کو آزادانہ چھوڑ دیں لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ کا دماغ آپ کے طالع ہو وہ ہر قسم کی آلودگی سے شفاف آئینہ ہو اور اس کی کارکردگی سے آپ پوری طرح مطمئن ہوں وہ آپ کی حسب خواہش تعمیل پر آمادہ ہو یہ آپ کے لئے نہایت نیکو کی بات ہے۔ یاد رکھئے جب تحت الشعور کی قوتیں بیدار ہوتی ہیں تو اس وقت دماغ کی دیگر عقلی قوتیں بھی اپنی منزلیں سر کرنے لگتی ہیں ممکن ہے سبب وہ لمبے ہوں جب دماغی قوتیں بھی اپنی منزلیں سر کرنے لگتی ہیں ممکن ہے سبب وہ لمبے ہوں جب دماغی قوتیں اپنے عروج کے دائرے میں آپ کو خوش آمدید کہہ دیں اور انتہاس حواس کے واقعات آپ کو پیش آنے لگیں۔ گھبراہٹ نہیں کسی بھی قسم کا ڈراپنے پر اپنے وجود پر ذہن پر طاری دست کیجئے۔ کیونکہ جب دماغی قوتیں منزلوں کو سر کرتی ہیں تو اس قسم کے واقعات ضرور پیش آتے ہیں۔ اس میں گھبرانے یا ڈرنے کی عقلی ضرورت نہیں آپ کو ایسے موقعوں پر پہنچنی دینی و دماغی صلاحیتوں کو پوری طرح اختیار رکھنا ہوگا۔ ظاہر ہے اس کے بارے میں ہم کو مشق کرنے سے قبل اچھی طرح اپنی دماغی صلاحیتوں کی جانچ پڑتال کرنی ہوگی۔ آپ کو ہر طرح خود اپنے آپ سے مطمئن ہونا پڑے گا۔ جب تک آپ کے حواس اور ذہنی صلاحیتیں آپ کی طالع نہیں ہوں کس خوف کے

سائے آپ کو آجیب ہی محسوس ہوئیں ان مشقوں کے دوران اچانک التباس حواس کے واقعات پیش آتے ہیں۔ آسکتے کیا ہیں؟ ضرور پیش آئیں گے لیکن اس میں خوف زدہ ہونے یا گھبرانے کی قفل نہ رہے۔ صرف آپ کے اعصاب قوت بخش ہونے چاہیں خود کو ہر صورت میں پرسکون رکھنا ہوگا۔ نئے حواس اور اعصاب پر کسی بھی قسم کا بوجھ نہ محسوس کریں اگر آپ پرسکون رہ کر اپنی منزل کی طرف ماحزن سفر ہوئے تو یقین کیجئے کوئی خوف کوئی آسب کوئی پرچھائی کسی سائے کی آپ کے لئے ہوا کے جمو کے سے زیادہ اہمیت نہیں رہے گی۔ لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب دماغ کی تمام صلاحیتیں سکون سے اس منزل کو سر کرنے کی ہمت رکھتی ہوں عقلی علوم کی جستجو کرنے والے عامل کو اپنے وجود کے ہر عضو کی کارکردگی کے بارے میں اعلیٰ علم حاصل کرنا ہونا لازمی ہے کیونکہ تحت الشعور کی قوتیں جب بیدار ہوتی ہیں تو انسان سے وجود کی دیگر قوتیں مطلق یا خاموش تماشائی بن جاتی ہیں اور پھر یہ آپ کی دماغ صلاحیتیں بھی کارکردگی پر منحصر ہے کہ آپ اس منزل کو کس طرح سر کرتے ہیں اس لئے کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے اپنے عزم اپنے ارادے اپنے ذہن اپنے اعصاب کو پوری طرح جانچ لیں اگر کوئی کمزوری ہے تو پہلے اسے قوت دیں بعد میں اپنے عزم کو عملی جامہ پہنائیں۔

التباس حواس کیا ہے؟

آپ التباس حواس کا مطلب تو بہتر طور پر سمجھ گئے ہوں گے۔ ممکن ہے ہمیں غلط فہمی رہی ہو۔ آپ اب تک الجھے ہوئے ہوں۔ اس لئے بہتر ہے تھوڑی سی تشریح کر دی جائے تاکہ کوئی غلط فہمیاں نہ کرے التباس حواس نئے انگریزی میں ہیپلوئی نیشن کہتے ہیں۔ خواب میں یا عالم بیداری میں جب عجیب و غریب تصویروں کا روپ دھار کے نظروں کو فریب دیتے لگیں۔

آپ نے کبھی ایسے مریض کو دیکھا ہے جو نیند کی حالت میں بڑبڑاتا ہے یا خوف سے کاپٹنے لگتا ہے یا چیخ مار کر اٹھ جاتا ہے بخار کی حالت میں اکثر ایسے مریض دیکھے میں آتے ہیں آپ نے بھی ایسے حضرات کو دیکھا ہوگا جو بخار کی شدت میں بھٹکانے لگتے ہیں بے درپہ سے جھپٹنے کے خوف زدہ ہونے کی غمازی کر رہے ہوتے ہیں وہ دیکھو..... وہ چار ہیں اور..... اور میری طرف آرہے ہیں..... وہ..... وہ..... جھپٹنا مجھے مارنے آئے ہیں۔ وہ مجھے مار دیں گے..... وہ مجھے مار دیں گے.....

کچھ مندرجہ بالا قسم کے کچھ اس قسم کے..... نہیں

..... نہیں اسے روک نہیں اسے میرے قریب آنے دو..... یہ میرا دوست ہے..... لیکن اسے..... یہ کیا ہو گیا..... اس کی شکل کو یہ کیا ہونے لگا..... نہیں اس کا چہرہ استعد برا.....

..... اف اس قدر بے باک..... مکروہ.....

اس قسم کے واقعات اکثر حضرات کے ساتھ پیش آتے رہتے ہیں۔ آپ نے کبھی سوچا یہ سب کیا ہے؟ انسانی ذہن کی کمزور قریب نظر مٹی ہوئی کہانیاں، اسکرین پر دکھایا ہوا کوئی ڈرامہ، سینما ہال کی سکرین پر کبھی ہوئی فلم، ایسے موقع پر جب انسان کا جسم اس کے حواس یا اعصاب و آوازوں کے لیے ہوں کہانیاں، واقعات اچانک ہو لے بن کر رقص کناں ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے ہی بتا چکے ہیں۔

لاشعور کا کام ہے پرانی جمع ہوئی یادوں، حادثوں، واقعات کو ایسے موقعوں تحت لاشعور میں میک کر تماشائی بن جاتا ہے۔ لیکن انسان کی صلاحیتیں قوت بخش ہوں اور اعصاب پر سکون ہوں تو ان ہیولوں کو جو مجسم بن کر خوف زدہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں آپ انہیں با آسانی شکست دے سکتے ہیں۔

ممکن ہے آپ بھی کبھی اس قسم کے خوف میں مبتلا رہے ہوں اور ہو سکتا ہے اب بھی آپ ڈر جاتے ہوں۔ ذرا خود اپنا تجربہ کیجئے۔ اور یہ چند سوال خود سے دہرائیے۔

کیا آپ کو اندھیرا سے ڈر لگتا ہے۔ نیند سے اچانک بیداری پر ذہنی انتشار کا شکار تو نہیں ہو جاتے ہیں۔ آپ نرم، ملائم، مست پر نیند کی انہوں میں سے سکون پذیر ہیں۔ اچانک آپ ہلکا کر اٹھتے آپ کی نظروں کے بین میز پر گلدستہ رکھا تھا۔ لیکن اچانک آپ کی آنکھیں بیدار ہونے پر آپ کے ذہن میں گلدستے کا تصور نہیں۔

آپ تنگی باندھے متواتر اسے نگے جا رہے ہیں۔ آپ کو یہ محسوس ہو رہا ہے جیسے میز پر بیٹھائی کا بچہ آہستہ آہستہ اپنا قد بڑھا رہا ہے اس کی گھورتی ہوئی آنکھیں ذہن میں سوراخ کر رہی ہیں حرارت قلب انتشار میں مبتلا ہو جا رہا تھا سینے میں دل بے طرح دھڑک رہا تھا۔ خوف تھا کہ کریدہ کی ہڈی میں برف بن کر اترتا چلا جا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بلی حجت سے جا لگی۔

کمرے میں پہنچی پہنچی پیچ باز گھٹ کر نہ لگی۔ آپ کو خود بھی یہ محسوس نہ ہو سکا کہ آپ بے طرح پیچ رہے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے۔ یا آپ کے ساتھ ایسا کیوں ہوا جس سے کمر کے تمام لوگ پریشان ہو گئے۔ آپ کی آواز بن کر گھر والے کمرے میں داخل ہوئے اور انہوں نے کمرے کے اندھیرے کو روشنی میں بدل دیا۔ سوچنے کے آن پہنچے ہی آپ نے خوف زدہ نظروں سے پہلے کمرے میں داخل ہونے والے افراد کو اور پھر اس میز کی طرف دیکھا جہاں گلدستہ رکھا تھا۔ گلدستہ اب بھی وہاں موجود آپ کا منہ چڑھا رہا تھا۔ لیکن وہ ”بلی“ چننے لے آپ نے سوچا اور خود ہی اپنی نظروں میں شرمندگی محسوس ہونے لگی اپنی بے وقوفی پر غصہ بھی آیا اور فحشی بھی۔ گھر والوں کے ہمارا رک کا کیا جواب دیتا کہ کیوں پیچ رہا تھا۔

اس قسم کے حادثے خوف، ذہن کو اکثر پر گلدستہ کر دیتے ہیں خواب میں تو بہت سے واقعات مجسم نظر آتے ہیں لیکن عالم بیداری میں بھی تو انسان کے اندر کا خوف نظر و کفر فریب میں جلا کر دیتا ہے۔

آپ نیلی پتھی کی مشق کر رہے ہیں۔ موسم ختی کے اوپر آپ کی نظریں پوری طرح پیوست ہیں۔ اچانک آپ کو محسوس ہوا جیسے دھوئیں کی نیلی نیلی کیریں موسم ختی سے خارج ہو کر دیویدیکل شکل اختیار کر رہی ہیں..... وہ مجسم ہو رہی ہیں..... اور پھر انہوں نے عجیب عجیب جسمانی صورتیں اختیار کرنی شروع کر

دیں۔ آپ کا دل میں بے طرح دھڑکنے لگا۔ آنکھیں آسیب زدہ ہونے لگیں۔ ایک انجانہ خوف آنکھوں سے نکلتا تھا۔ جسم میں گساہلا آ رہا تھا۔ ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں گوندنے لگیں ہونٹوں کی سرخسٹیاں علق لے نکلنے والی چیخ کو روکنے کی کوشش میں..... بری طرح کانپ رہے تھے..... یہ کیا ہے؟

یہی التباس حواس ہے۔ فریب نظر ہے۔ خوف کی وہ چادر ہے جو کسی بھی وجہ سے آپ کے وجود کو ڈھانپ لیتی ہے۔ نئی پیتھی کی پیش گوئی کے دوران..... جب آپ انتقال انکار کی منزل میں پہنچیں گے تو اس قسم کی نظر نظر نہ کر دے گی۔ یہ سب صورتوں اور پرچھائیاں دیو کا مت مجسم بن کر آپ کے ذہن کا آئینہ بن جائیں گے۔ لے لے موجود ہوں گی اگر آپ کے اعصاب مضبوط اور ذہن پختہ ہو تو ہر بولا ماسواہ بخیروں کے قریب کے پکڑ نہیں۔

آپ کو اس قسم کے امتحانات سے ہر صورت کا مایاب ہوتا ہے۔ دور نہ لیکن ہے آپ اپنی منزل تک کبھی نہ پہنچ جائیں۔ آپ کا مقصد آپ کی خواہش اور حوری رہ جائے۔ بعض حضرات یہ سوال بھی کرتے ہیں۔ کیا ایسے میں انسان کی حرکت قلب بھی بند ہو سکتی ہے۔ اس کے بارے میں تو وہی بہر طور پر بتا سکتا ہے جو یہ عمل کر رہا ہے۔ کیونکہ جسمانی اور اعصابی طور پر عامل تس قدر قوی ہے۔ لیکن عامل کو اپنی دل حضرات کو تو ویسے بھی اس قسم کی مشقیں، علم کا درس نہیں لینا چاہیے۔ لیکن عامل کو اپنی دماغی اور قلبی صلاحیتوں کے بارے میں اعتماد ہو۔ اور وہ ان کی کارکردگی سے پوری طرح مطمئن ہے تو یہ التباسات اسے قطعی متاثر نہیں کر سکتے۔ اگر عامل ان حیولوں کی عشوہ گری کو بھستے ہے تو اس کے مقصد کی راہ میں کوئی التباس دیوار نہیں بن سکتا اور نہ ہی فریب نظر آپ کو خوف زدہ کر سکتی ہے۔

ذہن ہے آئینہ

اس سے قبل کہ ہم اپنے درس کو آگے بڑھائیں۔ ہم آپ کو یہ بتا دینا انتہائی ضروری سمجھتے ہیں کہ چند باتیں جو آپ کے لئے نہایت مفید اور اس علم کی افادیت میں مشن من الحسن کی حیثیت رکھتی ہیں اس علم کا تعلق چونکہ آپ کے دماغ سے خارج ہونے والی برقی لہروں سے ہے اس لئے بہتر ہو گا کہ آپ خود کا اچھی طرح پہلے جائزہ لے لیں۔ اس میں کسی بھی قسم کی کوئی آلودگی تو نہیں خیالات کا ہجوم میلہ تو نہیں لگائے رہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پہلے آپ اپنے ذہن کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک کر لیں۔ آپ ہر قسم کے خیالات سے چھکارا پانے کی جستجو کریں اگر کسی قسم کے ٹھکرات یا کوئی خیال عبت کے راگ آلاپ رہا ہو تو اسے الوداع عہد میں کیونکہ آپ جس قوت کو پانے کی جستجو میں ہیں۔ اس کے لئے آپ کا ذہن آئینہ کی مانند شفاف ہونا چاہیے۔ اس میں کسی بھی قسم کی ہال گردنیں ہونی چاہیے دیکھا گیا ہے اکثر لوگوں کو یہ شکایت ہے ہم نے فلاں مشق کی مگر علم کے لئے اتنی جہد کی لیکن لا حاصل رہا، لیکن انہوں نے کبھی اپنی کوتاہی اپنی کرداری سمجھے ہائے میں نہیں بتایا۔

دراصل ہوتا یہ ہے ان کے حواس نے اختیار میں نہیں ہوتے اور ذہن آوارگی

پر مائل رہتا ہے ان کے ذہن میں بیک وقت کئی قسم کے نقوش حسین و گرد آلودہ..... خیالات رہتے ہیں۔ آلودہ خیالات کی طرح اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

آپ نے کبھی یہ سنایا ہوگا کہ ایک ہی دیکھی میں بیک وقت انواع و اقسام کے کھانے پک رہے ہوں۔ جی نہیں سہی ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر دیکھی میں بریانی پک رہی ہے تو صرف وہی پک سکتی ہے ایسا نہیں ہے۔ اے کمال تمام سامان آپ اس میں ڈال دیں۔ اس کے بعد ذرے کی تمام اشیاء پک کر یا طلعے وغیرہ۔

اور اس کے بعد آپ اس دیکھی میں سے تیار تمام چیزیں الگ الگ کر لیں۔ یہ ناممکن ہے۔ اسی طرح ایک انسان اپنے ذہن میں دنیا بھر کی چیزیں بھرے کے بعد یہ توقع رکھے کہ میں جو شے کرنا ہوں وہ کامیاب رہے گی تو یہ اس کی خود غرضی ہے۔ ایسا ناممکن ہے کیونکہ..... آپ کو اپنے ذہن میں کیونکی پیدا کرنا ہوگی۔

ایک طرف متوجہ رکھنا ہوگا۔ کیونکہ عقلی علوم کی مشقوں میں دیگر کوئی بھی آلودگی نا قابل برداشت ہے۔ ہم اس حقیقت سے بھی منکر نہیں کہ انسان روزمرہ کے معمول کے حالات میں اکثر حضرات اس قسم کے جھوم اپنے ذہن میں جمع کئے رہتے ہیں۔ یہ غیر ارادی طور پر بھی ہوتا ہے۔ ہمیں ان اچانک وارد ہونے والے خیالات سے بھی

چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا اور یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں کہ آپ کو شش کریں اور کامیابی آپ کو مبارک باد نہ دے۔ جب ہم ٹیلی ویژن کی مشقوں کی جانب رجوع ہوتے ہیں تو ہمیں اس علم کے تمام محرکات کو نظر میں ذہن میں رکھنا ہوگا۔ اس علم کی کامیابی تب ہی ممکن ہے جب ہمارا ذہن شفاف آئینے کی مانند بے داغ اور چمک دار ہو۔ ہمیں ہر

صورت ان کثیر الجہاں سے خود کو نکالنا ہوگا ممکن ہے آپ جلد کامیاب ہو جائیں..... اور یہ بھی ممکن ہے ہم اپنے ارادے کی تکمیل میں کافی وقت لے لیں۔ لیکن آپ قطعی نہ گھبرا سکیں۔ انسان کی جہد اور عزم کی جتنی ہی اس کی کامیابی

ہوتی ہے گھبرانے کے بجائے پرسکون رہے ہوئے اپنے دماغ کو اس روشن چمکڑی پر ایک مہین نقش کا خیال قائم رکھنے کی کوشش کریں جو آپ کی منزل کی جانب اشارہ کرتی ہے۔

اگر آپ کے ذہن میں اپنی منزل کے نقش نقش ثبت ہو سکتے تو یقیناً آپ کی جہد کوشش دیگر آلودہ خیالات کو مٹانے میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اس جنگ میں اپنی پوری قوت سے حصہ لیں۔ ممکن ہے آپ کو شکست سے کئی بار دو چار ہونا پڑے لیکن بہت عزم کو پیش تو اتار سکیں۔ یہ انسانی جہد ہی ہے جو اسے اور اس کے ارادہ کی قوت مضبوطی عطا کرتی ہے اگر آپ نے اپنے ذہن سے ناکامی کا لفظ الجبرج دیا تو پھر کامیابی یقیناً ایک دن آپ کے قدموں کو بوسہ دے گی۔

یہ بات ٹیلی ویژن پر ہی مختصر نہیں ہے۔ آپ کوئی بھی ایسا کام جس کا تعلق ذہن کی لہروں سے ہو۔ اس کی ابتداء کرنے سے قبل پوری طرح اپنے ذہن سے آلودہ خیالات کو نکالنا ہوگا۔ اگر آئینہ پر گرد تو چہرہ نہ خالی نہیں دیتا۔ جس طرح آپ جھوٹے اور گندے برتنوں میں کھانا نہیں کھا سکتے۔ کئی دنوں کے لیے کچیلے برتنوں کو پہلے آپ اچھی طرح انھیں گے اسے چھاننی سے پاک کریں گے پھر دھوئیں گے۔ اس کے بعد

ان برتنوں کو استعمال میں لائیں گے۔ بالکل اسی طرح آپ کو اپنے ذہن کے میل کو پاک کرنا ہوگا۔ اگر آپ کا ذہن الجھا ہوا ہے۔ اس میں آلودہ خیالات کی بھرمار ہے تو پھر آپ کو کوئی بھی کوشش کامیاب ہو نا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اس لئے ہماری تاکید ہے کہ اپنے ذہن کو ہر آلودگی سے پاک کر کے ذہن کو آئینہ بنالیں۔ جب تک

آپ کا ذہن آئینہ نہیں ہوگا آپ کو کوئی بھی مشق نہ کریں۔ بلکہ ذہن کو آلودگی سے صاف کرنے کی مشق کریں۔ اگر آپ نے آلودہ ذہن سے مشق کی تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ گرد آلود آئینہ میں کوئی بھی چہرہ، کبھی عکس نظر نہیں آتا۔ حسن و صفا مل جاتا ہے۔

اور بھی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جو انسان کے اندر کے درندے کو دھشت پر مجبور کر سکتی ہیں۔

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا شعور قدیم یادوں اور تجربات کے زیر اثر معروف عمل ہوتا ہے۔ جن چیزوں کو شعور نے نکس کر رکھا ہے۔ ان کی حرکات و سکنات سے آگاہی حاصل کر چکا ہے ان چیزوں کے نام آتے ہی سننے ہی یا تحریر کو دیکھ کر ذرا آپ کے ذہن میں اس کی تصویر ابھر آتی ہے آنکھوں کی سکرین پر اس کا عکس تحریر نے لگتا ہے مثلاً شاہین کسی بھی زبان سے نکلا ہو اور اگر آپ توجہ ہوں تو ذرا یہ پرندہ آپ کی نظروں کے سامنے زندگی سے بھرپور حرکت کرنے لگتا ہے۔ آپ نے سوچا کبھی ایسا کیوں ہوتا ہے۔ کسی بھی چیز کا نام سننے ہی وہ چیز آنکھوں کے پردے پر زندگی پالیتی ہے۔ صرف اس لئے کہ آپ کے شعور نے اس چیز کو دیکھا ہوتا ہے۔ جبکہ کوئی ایسا چیز یا پرندہ جانور وغیرہ دیکھ رہا ہے آپ نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ کے شعور کا کبھی اس سے واسطہ نہ رہا اس چیز کا نام نہ کر آپ کا شعور کسی بھی قسم کا حوالہ دینے سے قاصر رہتا ہے۔ اور نہ ہی آپ کی آنکھوں کی سکرین پر کوئی تصویر ابھرتی ہے۔ صرف اس لئے کہ آپ کے شعور کے تجربات میں وہ چیز کبھی زندگی سے ہم آہنگ نہیں رہی ایسے میں آپ کا شعور اس کی صورت کو کیا خاکہ دے سکتا ہے اس لئے شعور تماشائی کی طرح خاموش صرف ستایا رہتا ہے۔ وہ کسی بھی رد عمل کا اظہار کرنے سے باز رہتا ہے۔

اس لئے ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ شعور صرف وہی تصویر وہی نقشہ پیش کرتا ہے جو اس کے سامنے محفوظ کیا ہوا ہوتا ہے۔ لاشعور بھی اسی طرح اپنے سابقہ تجربات کے زیر اثر مردودہ عمل رہتا ہے۔ لیکن لاشعور کی بنیادیں جلت پر ہوتی ہیں ہماری جلت چونکہ خواہشات میں غرق ہوئی ہے۔ اس لئے اس کا اعتدال میں رہنا

ہم اور ہماری جبلتیں!!

انسانی فطرت کیا ہے؟ آپ نے اکثر حضرات سے سنا ہوگا کہ یہ فطرت کس فطرت ہے؟ اب سوال ذہن میں یہ ابھرتا ہے کہ آخر یہ فطرت کیا ہے اور اس کا تعلق کس قدر تعلق ہے اور کیا تعلق ہے۔ اگر ہے تو کس قدر۔ یہ جسم کے کس حصہ میں ہوتی ہے خوشی کی بات یہ ہے کہ یہ ہمارے وجود میں کوئی عضو نہیں رکھتی۔ لیکن اس کے سوا ہماری زندگی میں اسے اہم رتبہ ایک مقام حاصل ہے فطرت ماحول سے جنم لیتی ہے ماحول اور معاشرہ اس کی پرورش کرتا ہے۔ اچھی اور بری عادتیں زندگی کے رنگ میں شامل ہو کر اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتی ہے۔ اور جب وہ عادتیں اس کی شخصیت کا ایک جزو بن جاتی ہیں تو وہ فطرت کہلاتی ہیں۔ بسا اوقات یہ فطرت انسان کو دراخت میں بھی ملتی ہیں۔

انسانی جلت جسے ہم حیوانیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ اگر اپنی دھشت پر اثر آئے تو انسان انسان نہیں رہتا بلکہ انسان کے بجائے وہ درندہ بن جاتا ہے ہماری جلت میں جو سب اپنے زہر سے اسے زہریلا بناتے ہیں وہ اس کی عادتیں اور ماحول کی خود سری ہوتی ہے خواہشات کا دھورارہ جانا آرزوؤں کی تکمیل کا نقشہ رہ جانا

انتہائی ضروری ہے درندہ انسان کے اندر کا درندہ شخصیت کو نوج کھٹ کر اسے بد شکل بنا دیتا ہے۔

ہمارا اعصابی نظام ایک ناقص نظام کی طرح ہے اس قانون کے تحت جب ہماری جبلت کسی بھی طرح کا انجام دیتی ہے تو ہمیں اسے محسوس کرتی ہے۔ تو پھر آپ کا لاشعوری اعصابی نظام سے کچھ مطلب کرتا ہے۔ جو ظاہر ہے برقی لہروں کی شکل میں اسے قوت بخشنی ہیں۔

اگر اتفاق سے اسے اعصابی نظام سے فوری طور پر تعلق تو اس کا نتیجہ نہایت خطرناک صورت میں انسان کو پہنچتا پڑتا ہے اس کے اعصابی نظام میں لاشعور کی بے وفائی کے سبب غلط واقع ہو جاتا ہے ایسے میں انسان اپنے حواس کو دھونڈنے لگتا ہے۔ اعصابی نظام میں زلزلہ آ جاتا ہے اور پھر ذہن منتشر ہو کر اس شخص کو پاگل قرار دے دیتا ہے۔ آپ نے اکثر ایسے حضرات کو دیکھا ہو گا جو سڑکوں پر ہاتھ کو گردش دیتے ہوئے بڑبڑاتے اور فول بکتے رہتے ہیں یہ لاشعوری نظام میں نقص ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے ہماری جبلت کو وہ کنسی چیز ہے جو اسے اختیار میں رکھ سکتی ہے کیونکہ انسانی جبلت میں ادھوری خواہشات کا رد عمل فطری جوش انا درندگی کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو اسے انسان سے حیوان بنا دیتی ہیں ”جس“ انسان میں جب انا کا یہ درندہ جنم لے لیتا ہے تو وہ اپنے سوا تمام کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ کبھی فرعون، کبھی نرو وادری شہزاد کی صورت اختیار کر کے تمام دنیا کو اپنے طالع کرنے کے لئے وہ دعوے کر بیٹھتے ہیں جو انسان کو خالق کی نظر میں حقیر بنا دیتے ہیں کبھی پیغمبری کا دعوئی، کبھی خدا کی کو بیوٹی..... ان کی ”لا حول الا توہ“ بازگشت کی کو بیوٹی دیتی ہے۔ آپ نے بھلیاں اور درندہ صفت لوگوں کے قے تاریخ کے صفحات پر پڑے ہوں گے۔ جنہوں نے صرف اور صرف

”میں“ منوانے کے لئے انسانوں کا قتل عام یوں کیا کہ جنگل کے باسی بھی انھیں بد مذاں رہ گئے لیکن موت نے جب اپنا گھنڈا ان کے گردنوں میں ڈالا تو ان کی ”میں“ چم بھی نہ کی۔ لیکن جن حضرات کی جبلت بے اختیار ہو جائے وہ انجام کی پرواہ کب کیا کرتے ہیں۔ اگر ہماری اس جبلت کو نکیل دے سکتا ہے یا دیتا ہے تو وہ ”ضمیر“ ہے ہمارا ضمیر ایک ایسا اھتیار ہے جس سے جبلت کا احتساب کیا جاسکتا ہے۔ اسے درندگی سے باز رکھا جاسکتا ہے۔ اللہ چارک و تعالیٰ نے انسان کے اعصابی اور جسمانی نظام میں ایک ایسا قانون نافذ کر رکھا ہے کہ انسان آج بھی جو حیرت ہے۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی۔ جبلت کی شذوریوں کو دیکھنے کی جیسے ہمارے اعصاب میں پوشیدہ ضمیر روک سکتا ہے۔ یہ ضمیر ہی ہے جو ہر لمحہ اس پر اپنا حصار قائم رکھتا ہے۔ ضمیرہ شریف چوکیدار ہے جو آپ کے اندر پوشیدہ درندے کے گرد پہرہ دیتا رہتا ہے۔

آمین

قانون نافذ ہوتا۔

یہ خمیر ہی ہے جو انسان کی وحشت کو تہذیب و اخلاق کے رگوں سے سجائے رکھتا ہے۔ یوں تو جبلت خمیر کا آپس میں بڑا مگر اخلق ہے۔ یہ مضبوط ترین رشتے میں بندھے ہیں۔ یہ ایک دوسرے سے زندگی کے سفر میں کبھی الگ ہونے کا تصور تک نہیں کر سکتے یہ آپس میں لڑتے بھی ہیں جس کی بازگشت سن کر اعصاب کو کنٹرول کرنا بعض اوقات انسان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ جب بھی انسان کے اندر اتنا سرکشی پر اسے اہمارتی ہے تو جبلت عود آتی ہے۔ اگر ایسے لمحوں میں خمیر اسے نہ روکے تو یہ انسان وحشت پر اتر آتا ہے۔ جہازوں بجز صرف اپنی جبلت کی سرکشی کے باعث جہازیم کے یہ جہاز کب راستے اختیار کرتے ہیں حالانکہ خمیر ایک وکیل کی طرح اپنے دلائل سے اسے جہازیم سے روکنے کی بھرپور کوشش کر لیتا ہے تو خمیر کی پکار اس کی چنگھاؤ میں دب کر رہ جاتی ہے۔ دراصل یہ جہاز خمیر ہی ہے جو انسانیت کی فلاح کے لئے اصولوں کو ایجاد کرتا ہے۔ اس کی مکمل پاسداری کرنے کی کوشش کرتا ہے پاسداری ہی نہیں بلکہ مکمل طور پر انا کو اپنے ساتھیوں سے ملانے کی بھرپور کوشش بھی کرتا ہے۔ اخلاق تہذیب شرم، محاشرہ، ساج، قانون کا احترام انسان کی عزت مذہب ان تمام کو خمیر، محاسب، تسلیم ہی نہیں کرتا بلکہ وہ ان کا مکمل احترام بھی کرتا ہے انسان اس وقت تک انسانیت کے بلند رتبے پر فائز رہتا ہے جب تک وہ اپنے خمیر اور عقل کے ہر دشمن کو قبول کرتا رہتا ہے۔ ایسا جس شاذی عادت و فطرت کے عکسوت میں الجھتا ہے۔ حالانکہ اس کی جبلت اسے کبھی ایسا نہیں کرتی ہے تو وہ خود کو اس کی سرکشی سے محفوظ کر لیتا ہے۔

اگر ہم اپنے خمیر اور عقل کے ہر دشمن کو نظر انداز کر کے اپنے جذبات کے آتش کدہ کو روشن رکھنے کی کوشش کریں تو دنیا اس کے نتائج ہماری عادت ہماری وحشی جبلت کو جنم دے گی۔ یہ آپ کا اعصاب کے لئے ٹیبل جنگ کے مترادف ہوگا کیونکہ

دوست وہی ہوتا ہے جو آپ کو برے ماحول سے روکے دے دے وقت میں رہنمائی کرے آپ کو دنگ فساد سے بچائے آپ کو زندگی کے ہارے میں مفید مشورے دے۔ آپ کا خمیر بھی ایسا ہی دوست ہے جو اشتعال کے وقت خاموش رہتا ہے انسانی عقل کے وقت وحشت کی تازات کے وقت آپ کو معصیت سے بچانے کے لئے روکتا ہے کبھی پیار سے کبھی ڈانٹ کر، کبھی چیخ و پکار کے کبھی حوالہ جات دیکر کبھی مذہب کی شریں زبان میں کبھی تاریخ کا اوراق میں کبھی زندگی کا انجام یاد دلا کر کبھی انسانیت کا درس دیکر اور کبھی انجام سے خوف زدہ کر کے۔

غرض اس کی کوشش و جدہد یہی رہتی ہے کہ وہ لاشعور اور اس کی تمام مددگار عقلیں جو جنگی و دشمنوں کے خوف سے آپ کو گردنہ کی پر اسرار ہی ہیں۔

اس سے روکا جائے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ خمیر اپنی کوشش میں ناکام رہا ہو۔ درندہ آج دنیا میں یہ رنگین نہ ہوتی۔ ہر سو آپ کو رنگ بکھرے نظر آتے ہیں یہ نہ ہوتے تاریک اندھیرا ہوتا۔ اور یہ انسان درندہ کی طرح چپختے چنگھاڑتے پھرتے۔ یہ ترقی نہ ہوتی۔ روشنیوں کا یہ سیلاب نہ ہوتا۔ بلکہ مہیب اندھیرا ہوتا آج یہاں جنگل کا

جبلت کے سر اٹھانے کی صورت میں ۱۵ ایک فریق بلکہ جبلت کی طرف داری کرتی ہے جبکہ خیر کے مخالف کرنے پر ایک زبردست مارک شروع ہو جاتا ہے جب دودھی ایک طرف ہوں تو شریعت کا مخالف ہوتا ہے۔ یہ تو آپ خود بھی جانتے ہیں بالکل یہی صورت ہوتی ہے جبلت اور امان کے طرف اولاد دوسری جانب صرف خیر ایسے ہی خیر کو شکست ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا یہ نہیں کہ وہ دوبارہ کوشش نہیں کرتا اسے جب بھی موقع ملتا ہے وہ اس انا کے درندے کو کھانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔

ہاں کبھی کبھی جبلت ایسے ایسے کارنامے باپ پر تمام دے دیتی ہے جسے انسان نامکمل سمجھتا ہے بڑی بڑی جنگیں صرف اسی جبلت کی وجہ سے ہی سے انسان نے جیتی ہیں۔ بڑے بڑے ملکوں پر فاتح اس جبلت کے کارنامے ہیں لیکن ان کے بلکل کبھی ہوتا ہے۔ اور یہ ضروری بھی نہیں ہر لمحہ ہماری جبلت کی وحشت فاتح بنا سکے۔ روئے بھی انسان کی عام زندگی میں اس کی درندگی انسان کو یادہ کردہ بنانے میں اہم کردہ کارواں کرتی ہے۔ آپ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ جبلت کی کارگزاری اس وقت تک انسان کے حق میں بہترین ہے جب تک وہ خیر اور صل کے مشورے پر عمل کرتی رہے۔ اس لئے آپ کی کوشش ہونی چاہیے کہ اپنے خیر کو ہر صورت قوت بخش رکھیں اسے کسی طور پر کمزور نہ ہونے دیں۔ اس کی کمزوری دراصل جبلت وحشت و درندگی کی قوت ہے۔

جنسی فعل بھی انسانی جبلت کی تسکین کا ایک ذریعہ ہے۔ یوں تو انسان کے نفس میں نیکی بڑی اچھا بڑی کافر کی فطری پہلو ہر لمحہ موجود رہتا ہے۔ انسانی نفس ہر قسم کی تیز رکھتا ہے۔ کوئی بھی باغیب ہو وہ فوراً محسوس کر لیتا ہے یہ بڑی ہے یا اچھی۔

اسے فوری یہ شناخت ہو جاتی ہے یہ آواز ساعت سے کتنی ہے اس کے پہلو کیا اثر لئے ہوئے ہیں جب انسان کا نفس جنسی فعل کی تریب دیتا ہے تو ہمارا خیر ایسے

حالات میں فوری فیصلہ کرتا ہے اسے اس فعل کی کارگزاری سے روکنا چاہیے یا نہیں کیونکہ جنسی عقیدہ دونوں صورتوں میں انسان انجام دیتا ہے ایک جائز اور دوسری زندگی کے خوشگوار لمحات کو تسکین و رنگین بنانے کے لئے دوسرے حیوانی جبلت کے تحت۔

انسان کا یہ شہوانی جذبہ صرف اپنے نفس کی تسکین کا ہوتا ہے۔ جنسی تسکین ہر مرد و عورت کا فطری حق ہے یہ لذت و آسائش جو دل و جسم کو جہاں رنگین و کیف آور ملتا ہے وہاں وہ بقائے انسانی تو لدا لائل کا ذریعہ بھی ہے۔ لیکن اسے فطرت کے تقاضوں کے مطابق انجام دیا جائے تو دونوں کی زندگیوں میں رنگ ہمیشہ تابناک رہتے ہیں۔ اگر وحشت عودائے توان رنگوں میں کا ہی مکمل جاتی ہے۔ ایسا صرف وہ حضرات کرتے ہیں جن کا خیر کمزور ہوتا ہے اور جبلت کی شہروری جذبات کو تیش دے رہی ہوتی ہے ایسے حضرات جنسی تسکین کے لئے ہر جائزہ جائزہ طرح کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ جب کسی وحشت ہی تو ہے جو ان میں حیوانوں کی کسی خصوصیات پیدا کر دیتی ہے۔ اس کے مگر آپ جبلت کی حیوانیت سے بچنا چاہتے ہیں تو بڑی محنت اور عاقبتوں سے خود کو محفوظ رکھیں ایسے ماحول سے دور رہیں جہاں آپ کی عاقبتوں میں آلودگی کا خطرہ ہو۔ ایسے حضرات سے کنارہ کر لیں جو بری عاقبتوں کے سبب بدنام ہیں۔ اگر آپ نے خود کو بری عاقبتوں سے محفوظ کر لیا تو پھر آپ اپنی جبلت کے درندے کو ہمیشہ پائے کھلا رکھیں جسے میں کامیاب رہیں گے۔ لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنے خیر پر غور اور قوت بخشیں بنا کر اپنے جذبات کے ساتھ رکھیں۔ یاد رکھیں اگر آپ نے اپنے خیر پر غور و احتیاط اختیار کیا تو وہ مردہ ہو جائے گا اگر خیر مردہ ہو گیا تو پھر نیکی بدی کی نیز صفت اور اس کی طرح مٹ جائے گی اور لاکھوں سال قبل کا درندہ آپ کے وجود میں حیوان بن کر آپ کی شخصیت کو دشمنی بنا دیگا اس سے قبل کہ ایسا ہو آپ اس درندے کو نرم بہتر مینا کر دیں جیسا کہ وہ آرام سے آپ کے خیر سے دانش وری کی باتیں سنے۔

انسان کو ہمیشہ اپنا احتساب کرنا چاہیے۔ اپنی بری عاقبتوں کا اپنی

فطرت کا الٹی جبلت کا اگر آپ ایسا کرتے رہے تو یقین مایے آپ کا ضمیر کبھی مردہ نہیں ہوگا اسے حریتِ نفس حاصل رہے گی۔ انسان کی انادراس کی جبلت جب اپنی شہزادی پر اتر آتی ہیں تو اسے کچھ داور نفس و دلوں اس کے علوم بین کران کے ہر حکم کی تکمیل بجالانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اگر کا انجام کیا ہوتا ہے یہ آپ بہتر طور پر جان سکتے ہیں۔ ذلتِ رسوائی، قید و بند و مردہ ضمیر

یاد رکھیں انہ جبلت انسان کی کمزوری ہیں وار کرتی ہیں۔ کیونکہ انسان ابتداء سے اپنی قوت کو خدا سمجھتا ہے۔ جنسی لذت اس کی کمزوری کا کیف ہے۔ اور حکم لوازما ت کا نادیہ درعدہ ان ہی تئیں چیزوں کا ظلم رہا ہے جو انسان کی شروع سے کمزوری رہی ہیں قوتِ عورتِ روئی دنیا میں بے شمار فساد و فتنے ان ہی سے پیدا ہوئے ہیں جو انسان کی زندگی کو عذاب بنا کر اسے جہنم رسید کر دیتے ہیں اس کو اپنے ان دشمنوں سے بچنا ہوگا۔ ان دشمنوں کو زیر کر کے ہی آپ اپنی شخصیت کی تکمیل کر سکتے ہیں پہلے انسان صرف روئی کے لئے کوٹھاں ہوتا ہے جب بیت بھر جاتا ہے تو انسانی قوت کا اظہار کرتا ہے اور پھر فساد شروع ہوتا ہے رز زین اور زمین۔ آپ کو ان فساد پر کرنے والوں سے خود کو بچانا ہوگا اور حقیقی علوم کے لئے تو یہ نہایت لازم ہے کہ آپ مضطر سے حراجِ نرم گفتار علی انکارِ لٹھارِ صابر قوتِ برداشت کے مالک ہوں۔ اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ اپنی شخصیت کو آئینہ بنانے کی بھرپور کوشش کریں۔ آپ کسی بھی حقیقی علوم کا درس لینے سے پہلے اپنی شخصیت کا ضرور اچھی طرح جائیزہ لیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی جگہ کی کوتاہی آپ کی سالوں کی محنت کو ضائع کر دے۔ جبلت کا اڑدھا آپ کی محنت کو کھل لے۔ اگر آپ خود کو بلند دیکھنا چاہتے ہیں تو پہلے اندر کے تمام دشمنوں پر فتح حاصل کریں۔ آپ نے وہ جملہ توفیق ہوگی کہ مگر کا ہییدی لگا ڈھائے۔ سب سے پہلے اندر کے اس دشمن کو مارنے کی کوشش کیجئے ورنہ ممکن ہے آپ بے خبری میں اس کے پیچھے ہوئے جال میں جکڑ جائیں۔

آئیں ضمیر کو قوت دیں

اگر پھول میں خوشبو ہو تو کسی بھی ذی روح کا متوجہ ہونا فطری عمل ہے۔ انسان میں بھی ایک خوشبو ہوتی ہے اس کے اوصاف کی خوشبو۔ جس کی محک لوگوں کو اس کی جانچ متوجہ کر کے اس کا گرویدہ بنا دیتی ہے۔ آپ نے یہ خوشبو اپنے وجود میں پیدا کرنی ہے۔ لیکن اس کے لئے آپ کو اپنے وجود کے اندر موجود گند کی کو صاف کرنا ہو گا۔ ضمیر کو مکمل محنت مند و توانا رکھنا ہوگا۔ جب آپ کا ضمیر آپ کے جلیبی جذبات سے بے حسب نشاط کام لینے لگے تو آپ کچھ لیں آپ نے اپنے اندر کے درندے پر فتح حاصل کی ہے اور آپ اپنے عزم کی تکمیل میں سزا جاری رکھ سکتے ہیں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے اسے سزا سنائی ہوتا ہے۔ راستے کی اذیت، مسلسل سفر سے تھکان، گرد و غبار کھانے پینے میں تکلیف، اشیاء خورد و نوش کی حسبِ ظنا فراہمی مختصر نیز کچھ صحرات ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں سفر کے دوران بھوک ہی نہیں لگتی اور بھوک لگتی بھی ہے تو وہ کوشش کے سوا چند نوالوں سے علاوہ نہیں کھا پاتے اور نہ ہی انہیں دورانِ سفر نیند ہی آتی ہے۔ یہ بھی سفر ہے اور آپ کی شخصیت اور حراج کی خصوصیت سے ہم ناواقف ہیں۔ لیکن ہم اس سفر میں آپ کا وجود صحت مند کرانے لگے پانی منزل سے کنوئیں

پہلے شتم ہو جا کر پیاس کی شدت آپ کے سز کو جاری رکھے سے روکے۔ ذہن اعصاب سے لگائے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں اس علوم کی راہ میں سز کرنے سے قبل آپ تمام انتظام کیے بغیر اس کے تحت کر لیں۔ لیکن ہے آپ کے ماتھے پر حکم ابھرا آئی ہو۔ لیکن یہ پہلا اثر ہے کہ آپ کا سز سے قبل آپ کے انتظامات کی خامی کا ایک جائزہ دلوائیں۔ جو کہ آپ کے اسے با آسانی مکمل کر لیں اس سفر میں چونکہ جبلت کی شہروری روکنے کے لئے سز کو باقوت ہونے کی از حد ضرورت ہے تو پھر ہمیں سب سے پہلے اس کی جانب توجہ دینا چاہیے۔ اس کی تھوڑی سے محنت اور مشقت آپ کے سز کو سہل و برقی رفتار دے سکتی ہے۔ اس کے لئے آپ کو جس طرح انسان اپنے جسم کو خوبصورت اور طاقتور بنانے کے لئے باطنی لائیک کی مشقوں و ورزشوں کا انتخاب کرتا ہے۔ اور جسم کو توانا و خوبصورت بنانے کے لئے دن رات مصروف رہتا ہے۔ اسی طرح ہمیں ضمیر کو توانائی و قوت دینے کے لئے چند مشقیں کرنا ہوتیں۔ آپ سمجھیں نہیں یہ کوئی وزن اٹھانے کا کام نہیں کہ آپ کا جسم مشقت سے بڑھ کر محال ہو سکے۔ نہایت آسان و سہیل مشقیں ہیں جو آپ با آسانی آرام و سکون سے کر سکتے ہیں۔

آزاد نگاری و آزاد گوئی

اس سے قبل بھی ہم آپ کو بتا چکے ہیں اپنے ذہن کو ہر آلودگی سے صاف کر ڈھکھک بنالیں۔ تاکہ کوئی بھی گرد آپ کو پریشان نہ کر سکے۔ اس کے لئے لازم ہے آپ ہر آلودگی و فحشات سے بچیں خیالات سے ذہن کو شفاف کر کے اسے آزاد چھوڑ دیں۔ اسے ہواؤں کی لہروں میں سرسٹیاں کرنے دیں۔

آپ یقیناً الجھ رہے ہوں گے آزاد گوئی اور آزاد نگاری سے ہماری مراد کیا ہے اگر یہ کوئی مشق ہے تو اسے کس طرح انجام دیا جائے۔ ہمارے ماہر نفسیات اپنے خیالات کو تحریر کرتے ہیں ان دونوں مشقوں کو تحلیل نفسی کے لئے کرایا جاتا ہے۔ آپ خود بھی ان مشقوں پر عمل کر سکتے ہیں۔ ماہر نفسیات اپنے مریض کو ایک پرسکون کمرے میں قائم اور کاغذ دیکریز کے قریب بٹھا دیتے ہیں اور ان سے مختلف قسم کے سوالات کرتے ہیں۔ اور جب مریض کا ذہن ان سوالوں میں الجھ جاتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے آپ بے باک اور عذر نہ کرنا جو دل چاہے تحریر کرتے چلے جائیں۔ جو غبار ذہن میں بھرا ہوا ہے اسے کاغذ پر الٹ دیں۔ اور مریض آزادی دے باکی سے اپنے ذہن کی ہر خواہش ہر غلطی کو تحریر کرتا چلا جاتا ہے۔

ہیں تو پھر آپ کو سب سے پہلے اس آسب سے چھکارا حاصل کرنا ہوگا یہ انسان کو کہیں کا نہیں رہنے دیتا۔ مضبوط اعصاب پر عزم، پختہ ارادے اور ذہنی اعلیٰ صلاحیتوں کے سوا یہ احساس کمتری کے سبب ناکام رہتے ہیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو اس آسب سے اپنے وجود اپنے ذہن اپنے اعصاب کو نجات دلائیے۔ دراصل احساس کمتری وہ رنگین فریب ہے جو انسان کے اعصاب و ذہن کو دیمک کی مانند چاٹ جاتا ہے۔ اس لیے ہمارا مشورہ ہے اگر آپ میں اس قسم کی خامی ہے تو سب سے پہلے اسے دور کیجئے اس کے بعد قوت نفس اور قوت ارادی کو مضبوط کریں اس کے بعد ذہن کی آلودگی کو شفاف کریں۔ اور پھر ضمیر کی مضبوطی اور دیگر مشقیں انجام دیں۔

بالکل اسی طرح آزاد گوئی کی مشق کی جاتی ہے پر سکون کرے میں خود کو خود کے حوالے کر کے جودل چاہے۔ ذہن کہے۔ خواہشیں آرزوئیں ارادے وہ سب زبان سے نکلتے چلے جائیں۔ بولتے رہیں۔ اس سے تحلیل نفسی میں بہت مدد ملتی ہے۔ ایسے میں آپ کو چاہئے کہ جسم سے تحلیل نفسی میں بہت مدد ملتی ہے۔ ایسے میں آپ کو چاہئے کہ جسم کو پر سکون اور ذہن کو مکمل آزاد چھوڑ دیں کسی بھی قسم کی بندش نہ لگائیں آزاد نگاری اور آزاد گوئی کے لئے ضروری نہیں کہ آپ کسی تیاری سے کرے میں جا کر کھڑے رہیں جب بھی اپنے ذہن سے گرد صاف کرنی ہو آپ یہ مشقیں کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے کسی قانون و قاعدے کی ضرورت نہیں صرف اپنے وجود اور ذہن کی تمام لہروں کو آزاد کرنا۔ ہر وقت ہر وقت بند سے آزاد اگر آپ نے ایکس روز آزاد نگاری اور آزاد گوئی کی مشقوں کو روزانہ جاری رکھا تو یقین کریں آپ نے اپنے مقصد کی پہلی میزمری عبور کر لی۔ اب آگے کا سفر آسان ہے۔

آپ جسم غلط کو حاصل کرنے جا رہے ہیں اس کے لئے لازم ہے کہ خود کو پوری طرح پہلے اس کام کے لئے آمادہ کر لیں۔ اپنے ذہن اور نیکوئی کی مشق آپ ملتے پھرتے کسی غلط فہمی کو ترمیم بھی کر سکتے ہیں تاکہ ذہن عمل کے دوران پوری طرح مستعد رہے۔ اس کی بجائے آپ کا ذہن اور اس میں سے خارج ہونے والی غلطی لہریں آپ کی دوست ہیں اور دشمن ہیں۔

یہ دشمن اس وقت بن جاتی ہیں جب آپ کی جلد بازی انتقال افکار کے وقت مشقوں کے دوران کسی بھی سبب سے غلام پیدا ہو جائے یا آپ کی کوتاہی آڑے آ جاتی ہے۔ اس میں ذہنی توازن بھی بگڑ سکتا ہے۔ اعصاب بھی کمزوری ذہن کی آلودگی آپ کو اس دنیا کی رنگینی سے بھی محروم کر سکتی ہے۔

اس لئے ذہن کی نیکوئی کو ایک مرکز بنا ضروری ہے۔ اس کے لئے آپ سے بار بار ضمیر کی قوت پر تاکید کی جا رہی ہے آپ آزاد نگاری اور آزاد گوئی کی مشقیں بغیر قوت بخشہ والی مشقوں کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر جہالت کا اثر دھا بار بار ضمیر سے نکلاتا ہے۔ اپنا زہر پھیلائے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن آپ قلعی نگہ رکھیں کیونکہ آپ نے اپنے ضمیر کو اس وقت تک نہیں اس قدر تقویت دیدی ہوگی کہ آپ کے وجود میں موجود دیگر قوتوں نے اسے اپنا زہر تسلیم کر لیا ہوگا۔ آپ جس وقت ضمیر کو قوت بخشے کے لئے مشقیں انجام دے رہے ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ آزاد نگاری اور آزاد گوئی کی مشقیں بھی جاری رکھیں۔ اس سے آپ کے ذہن کی آلودگی بھی صاف ہوگی ضمیر بھی توانا۔ لیکن اس سے پہلے آپ کو اپنی قوت یقین اور قوت ارادی کو مضبوط کرنا ہوگا۔ ان دونوں قوتوں کے بغیر آپ کوئی بھی کام سلیقے فریے نہیں کر سکتے۔ اگر آپ کی قوت ارادی مضبوط ہوگی اور قوت یقین محکم تو پھر آپ اپنے سفر کی کامیابی یقینی سمجھیں۔ لیکن آپ احساس کمتری کے آسب میں جلا

حاصل کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم مندرجہ بالا تحریر میں آپ پر واضح کر چکے ہیں۔ استغراق ذہنی یکسوئی توجہ، محویت ایک ہی عمل کے مختلف نام ہیں۔ آپ چاہیں کسی بھی نام سے پکاریں لیکن عملی لحاظ سے تو وہ سب ایک ہی ہیں۔ آپ جو عقلی علوم حاصل کرنے کی جستجو میں ہیں اس کے لئے لازم ہے کہ آپ ارتکاز توجہ اور یکسوئی میں ماہر ہوں۔ یہ بات تو آپ بہتر طور پر جانتے ہیں جب تک ذہن آزاد و پراثر یا انتشار میں مبتلا ہے ٹیلی پیتھی پر ہی کیا قصور ہے آپ کوئی بھی کام حسب پر وگرام حسب خواہش سمجھ انجام نہیں دے سکتے۔ اس لئے آپ کے لئے یہ ضروری ہے اپنے ذہن اور اعصاب کو مکمل طور پر اپنی دسترس میں کریں۔ توجہ و یکسوئی کی مشقوں کو زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کریں۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی غرض کیا تھا آپ یہ کام اپنے کام یا سفر کے دوران بھی کر سکتے ہیں مثلاً آپ کسی بس میں سفر کر رہے ہوں تو کسی بھی شخص کو اپنی مرکز نگاہ بنالیں اور نظروں کی تمام قوت اس پر مرکوز کر دیں۔ اور ذہن میں اٹھنے والی لہروں کو ہدایت دیں۔ جیسے کہ اس شخص سے کہہ رہے ہو۔ تم اپنی سیٹ سے کھڑے ہو جاؤ۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ عرصہ بعد آپ کے حکم کی تعمیل ہونے لگے گی۔ کسی جانور یا پرندے پر بھی آپ استغراق عمل کی کیفیت میں حکم دے سکتے ہیں۔ جہاں جس کی بھی چیز کو مرکز بنا کر نگاہوں کو گاڑ دیں اس سے ایک تو یکسوئی اور توجہ کی لہریں نکلیں جو اس کی دوسرے ٹیلی پیتھی کی مشقوں کے دوران آپ کی نگاہیں ادھر ادھر پھرتی تھیں مگر قاصر رہیں گی اس طرح آپ کی پیتھکی ہوئی نگاہیں ایک مرکز کو محبوب بنانے پر آہستہ آہستہ آمادہ ہو جائیں گی۔

یکسوئی اور ارتکاز کا مقصد آپ صرف اپنے ذہن اور آنکھوں سے خارج ہونے والی لہروں کی مرکزیت نہیں بلکہ ایسی حالت میں آپ کے عضلات، ساخت، صامت رہیں گے۔ اس سے آپ اپنے نظام میں کافی حد تک سکون و اعتدال پیدا

توجہ، یکسوئی

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے انسان میں ستائیسویں پراسرار قوتیں ہوتی ہیں انسان نے کبھی ان قوتوں کو بیدار کرنے کی کوشش ہی نہیں کی اور جن حضرات نے ان کو بیدار کیا اور انہوں نے اپنے وجود و قوت کا حصہ بنایا ان کے بارے میں ہم کچھ معلومات میں تحریر کر چکے ہیں جبکہ ہم عقلی علوم کی درس گاہ میں ایک طالب علم کی حیثیت میں داخل ہو رہے ہیں اور خود کو اس علم سے بہرہ ور ہونے کے لیے تیار بھی کر لیا ہے تو ہمیں ان اسباق کا درس لینا ہو گا جو عقلی علوم میں مرکزیت رکھتا ہے Concentration کنسنٹریشن ارتکاز توجہ اس نام کے سوا بھی اسے ہم مختلف ناموں سے پکارتے ہیں ارتکاز توجہ، یکسوئی، استغراق، محویت، مرقبہ وغیرہ وغیرہ۔ اگر ہم یہ کہیں تو بے جا نہ ہو گا کہ ماڈرن ادراک کی تمام تر بنیادیں آپ کے ذہن کی یکسوئی اور توجہ ارتکاز پر ہے یہی وجہ ہے کہ اس عمل میں اسے مرکزیت حاصل ہے ارتکاز توجہ کا عمل صدیوں قدیم ہے۔ زمانہ قدیم میں بھی لوگ Self Hypnosis خود ہی کیفیت اپنے ذہن پر طاری کر لیا کرتے تھے۔ کسی بھی چیز کو مرکز نگاہ بنا کر اپنے ذہن کی طلسمی لہروں کو بیدار کر کے اس پراسرار قوت سے فائدہ

ہوگا۔ آپ جب ارتکاب کی مشق کر رہے ہوں تو یاد رکھئے صرف اور صرف اسی چیز کو فوجیت دیں جس پر آپ نے نگاہیں نہ ڈالی ہوں گی۔ تمام تر تمام تر نہیں۔ بلکہ مکمل طور پر آپ کی ذہنی صلاحیتیں اس پر مرکوز ہونی چاہئیں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے آپ ذہنی طور پر بیک وقت دو کام انجام نہیں دے سکتے۔ آپ ٹی وی پر کارٹون فلم بھی دیکھ رہے ہوں۔ اور مضمون بھی لکھ رہے ہوں۔ اس طرح سب کو یک نظر دیکھ بھی کر رہے ہوں اور کوئی تاریخی ناول بھی پڑھ رہے ہو۔ یہ ناممکن ہے بلکہ وقت آپ دونوں کام نہیں کر سکتے۔ اسی طرح آپ کی آنکھیں ٹی وی کو بھی دیکھ رہی ہوں اور کسی کتاب کا مطالعہ بھر کر رہی ہوں۔ جب آپ یہ جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر اس میں زیادہ تر آوارہ پادل کی طرح ادھر ادھر بھٹکتی رہتی ہے۔ ہمارا یہ کام ہے کہ اس توجہ کو ایک مرکز دیں۔ اور ٹیلی بیسی کی مشقوں میں جو توجہ کو اس مخفی علوم کی بارگاہ میں بلندی حاصل ہے وہ کسی اور آپ کے فعل کو نہیں۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے ہمارے وجود کا ہر ریشہ دماغ سے رشتہ قائم رکھے ہوئے۔ ایسا رشتہ جس کے ٹوٹنے ہی انسان کی زندگی کی تمام دھمکیاں سمٹ کر ایک مفلوج وجود کی صورت اختیار کر لیں۔ کان، ناک، آنکھ آپ کے ہر عضو کی سرگرمیاں دماغ کی طالع ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ توجہ ارتکاز پر پھر پور صلاحیت استعمال کر لیں۔ آہستہ آہستہ اپنی ان مشقوں کو شمع بنی تک لے آئیے۔ جب نگاہ آپ کے ارادے کا ساتھ دینے لگے تو شمع بنی توجہ میں مرکزیت پیدا کرنے کے لئے مشق کو روزانہ کا معمول بنا لیجئے۔ شمع بنی بیسی کی وہ مشق ہے جو آہستہ آہستہ آپ کو بلند سے بلند کرتی چلی جائے گی۔ شمع بنی سے ممکن ہے آپ کو ابتداء میں اکٹھا ہٹ محسوس ہو لیکن قوت ارادی کی مضبوطی آہستہ آہستہ آپ کو اس میں استغراقیت پیدا کر

دے گی جس کا حاصل آپ کے آوارہ خیالات کو ایک مرکزیت حاصل ہو جائے گی۔ اور باقی قوتوں میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اعصابی طور پر آپ خود کو ہلکا پھلکا و خوشگوار محسوس کرنے لگیں گے۔ لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب خیالات کی تمام وقت کو سمیٹ کر اپنی آنکھوں کو بھر پور جذبہ سے کیسں۔ ارتکاز توجہ کی مشق یوگا آسنوں میں بھی آپ کو نظر آئے گی۔ اگر آپ یوگا کرتے ہیں تو سونے پر سہاگہ۔ اگر نہیں کرتے تو یوگا آسنوں کا مطالعہ ضرور کریں۔ وہ جسمانی اور روحانی طور پر انسان کو صحت مند رکھنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اس سلسلے کی ہماری کتاب (ٹیلی بیسی اور یوگا) دیکھئے۔ ارتکاز توجہ میں جو کیفیت مشق کے دوران عامل محسوس کرتا ہے وہ کچھ اس طرح کی ہوتی ہے جب نظریں کسی چیز کو مرکزیت دے دیتی ہیں تو تسلسل کو ایک انجمانی قوت حاصل ہو جاتی ہے اور دماغ کے مرکز میں برقی لہریں تڑپنے لگتی ہیں۔ ان میں ایک ہیجان کی سی کیفیت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔ جس سے اندہ خاموش حرکت پذیر ہوتا ہے۔ اور عامل پر اس لئے توجہ کی خودی طاری ہونے لگتی ہے وہ کیفیت ہوتی ہے۔ جب اس کے ذہن کی لہریں حکم کی پاسداری کرتی ہیں۔ اسے ہم انگریزی میں Hiyponatic Trance کہتے ہیں جب ہمارے دماغ کا وہ حصہ جہاں شعور کو مرکزیت حاصل ہے بیدار ہوتا ہے تو دماغ سے خارج ہونے والی لہروں میں ایک عجیب سی کیفیت عود آتی ہے اور وہ قوتیں بیدار ہونے لگتی ہیں جس سے یہ انسان ایک نیا عالم اختیار رہا ہوتا ہے لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ توجہ کی قوت پر مکمل دھڑس پالیں گے۔ اس سلسلے میں ہم ٹیلی بیسی کی مشقوں کے دوران بھی چند نقطے واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن بلند بازی ہرگز مت کیجئے۔ یہ بڑے تحمل اور صبر کا سفر ہے۔ اس مطالعہ کے دوران ہر اہم توجہ دیں۔ یہ آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ بلند بازی سے ممکن ہے آپ اپنے اندر کے کیمیکل سے محروم رہ جائیں۔ اور الزام اپنی

کو تباہی کا اس عظیم علم کو دین۔ اگر آپ نے مطالعہ کے دوران ہر نقطہ کی افادیت کو اچھی طرح سمجھ لیا اور طبع سے عمل کیا تو یقیناً آپ اپنی منزل پا لیں گے۔

آنکھیں، کیمبرہ، کیمبرہ

یہ کیمبرہ ہے اور اس کیمبرے میں اسے لٹن بٹن ہے جس کی مثال کسی بھی عجائبات عالم میں ناپید ہے۔ قدرت کے ہاتھ ہونے ان لینڈز میں جو قوت پوشیدہ ہ انسان کی سوچ و فکر اسے ڈاؤن ٹیئر سے دے سکتی ہے لیکن صحیح طور پر نہ تو اسے استعمال میں لاسکتی ہے اور نہ ہی اس کی عقلی قوت کا صحیح اندازہ ہے۔ ہم ان آنکھوں کی خوبصورتی کی تعریف کرتے ہیں۔ اس کی روشنی سے دنیا کی رنگینوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں رنگوں کی پچکان حسن کو چاہت عورت کے لطف و ہوا راہ ان آنکھوں کے لینڈز سے وجود کو حرارت پیش پذیر ہوتے ہیں۔ لیکن یہ چاہت بلا لہذا لذت بے خودی میں ڈھل جاتی ہے اور پھر ہوس کے سوا ہمارے پاس ان کی کچھ کچھ کچھ نہیں۔ اس کیمبرے کی کس کی ہوتی تصویریں ہی ہوتی ہیں جنہیں شعور اسے لاشعور اپنے کارخانہ عجائب میں محفوظ رکھتا ہے اور ذہن ان تصویروں کے رنگوں ان نیکوں کی سرسبوں ان کی جلوہ آرائیوں کی ہنگامہ گری سے ہی تو شخص میں شور و ہنگامہ چاکے رکھتا ہے جانتی کہ مرہون کا نکات کے اسرار پر غور و فکر کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ عقلی علوم کی کونج اسی راستے سے کی جاتی ہے اور جسمانی عضو ایک تماشائی کی حیثیت سے اس قوت کا صرف اور صرف نظارہ کرتے رہتے ہیں۔

جن کے پاس ظاہری دنیا کی چیزیں نہیں ہوتی ان میں اندرونی بصیرت کی گما زائد ہوتی ہے۔ آپ نے یقیناً ایسے تاجنا حضرات کا مطالعہ کیا ہوگا۔ جو ظاہری دنیا سے محروم ہیں لیکن حیرت انگیز طور پر وہ ہر خطرے کو مواقع دھل سے محسوس کر لیتے ہیں یہ

اپنی اس قوت سے فائدہ حاصل کرتے ہیں جو قدرت نے ان لینڈز میں پنہاں رکھی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ حضرات اپنی روحانی آنکھ سے دیکھ لیتے ہیں۔ مثلی بیٹھی کی مشق شروع کرنے سے قبل آپ اپنی آنکھوں کی بنا کی سے مطمئن ہوں۔ ان میں کسی قسم کا نقص تو نہیں ہے۔ اگر آنکھیں کمزور ہیں اور آپ کی قریب یا دور کی دنیا کی کسی بھی وجہ سے متاثر ہے تو پہلے اس نگاہ کو درست کیجئے۔ اگر ان میں کوئی بیماری ہوگئی ہے تو ایسے میں آپ کو چاہیے مثلی بیٹھی سے علوم کا خیال ذہن سے کمرچ دیں۔ لیکن ہے اس طرح آپ زندگی بھر دنیا کی باقی ماندہ رنگینی کو دیکھنے سے محروم ہو جائیں۔ آپ نے یقیناً یہ لفظ اکثر سنے ہوئیں۔ آنکھوں والوں آنکھیں بڑی نشت ہے۔ اس لئے خدا کی سولی پر آنکھیں قربان مت کیجئے۔ مثلی بیٹھی کی مشقوں سے قبل اپنے ڈاکٹر یا کسی بھی آئی اوپٹلسٹ سے آنکھوں کا معائنہ کرائیں۔ اس کے بعد اس عقلی علوم کے درس میں خود کو شامل کیجئے۔ ہمارا فرض ہے کہ آپ کو علم کے ہر فائدہ سے اور نقصان سے پہلے آگاہی دیدیں۔ تاکہ بعد میں خود کو کسی بھی اذیت میں جلا ہونے سے محفوظ کر لیا جائے۔

آپ کی ان آنکھوں میں میرے رب نے وہ قوت رکھی ہے کہ انسان اس کا حضور بھی کرنے سے قاصر ہے اس میں سے خارج ہونے والی برقی لہروں سے انسان ہزاروں میل دور موجود شخص سے لکھوں میں رابطہ قائم کر سکتا ہے۔ اپنا ہر حکم منوا سکتا ہے۔ لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب ان آنکھوں سے خارج ہونے والی لہریں ذہن کی لہروں سے ہم آہنگ ہوں اور اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب آپ اس عقلی علم کی ہر بارکیا سے آگاہ ہوں اور آپ ایک صاحب علم کا ثبوت فراہم کریں۔ پوری محنت، لگن اور قوت ارادی کے تمام جوہر کے تعاون مشقوں پر عبور حاصل کریں۔ اس علم کو سیکھیں

ضرور لیکن ایک طالب علم امتحان میں اس وقت ہی کامیابی حاصل کر پاتا ہے جب وہ تام کو رس دل جیتی ہو کر ملتا ہے۔ ورنہ کسی نہ کسی سببیکٹ میں رہ جاتا ہے۔

حساب میں کامیاب ہوتا ہے تو انگلش میں رہ جاتا ہے اردو میں کامیاب ہوتا ہے تو تاریخ میں رہ جاتا ہے اس کی کوتاہی یا عدم دلچسپی کے سبب اس کا ایک سال ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لئے صرف کسی ہی قسم کی منزل طے کرنے کے لئے آپ کو کورس کے تمام سببیکٹ کا اچھی طرح مطالعہ کرنا ہوگا۔ جب ہی آپ اپنے مقصد کی تکمیل کر پائیں گے۔ اس عظیم منزل کو پا سکیں گے جس منزل کے لئے آپ اس سکھن سفر پر گامزن ہیں۔

گوش بر آواز

ہر انسان یہ چاہتا ہے اس کے کانوں میں صرف وہ آواز اس کی سماعت میں بادل دو جگائے جو اسے پسند ہو یا جس کی وہ تمنا رکھتا ہے۔ لیکن عقلی علوم میں آپ اپنی سماعت میں جس بشر میں آواز کو سننے کے متحمل ہیں۔ آپ اپنی خواہش کو اس وقت ہی عملی جامہ دے سکتے ہیں جب آپ کی سماعت ہر آلودگی سے شفاف ہو۔ اس کے لئے آپ کو مشق کرنا ہوگی سماعت کو حسب فشار راضی کرنا ہوگا۔ اس کے لئے آپ یوگای ہوگا آسن والی بیٹھک اختیار کریں لیکن ظاہر ہے اس کے لئے شور و شرابے تمام بھگاموں سے دور پر سکون جہاں آپ کی دھمک بھی سماعت میں غل مل نہ ہو۔ یہ آپ کے لیے بہتر ہے جس قدر سناٹا ہوگا اس قدر آپ کی مشق اور ریاضت کو تقویت ملے گی۔

مشق

شمال کی سمت رخ کر کے پرسکون ہو کر بیٹھ جائیں اور آنکھیں بند کر لیجئے۔ اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر پریشان کر دیں یا دیکھیں جسم میں کسی بھی قسم کی اکڑا ہٹ یا تھلاؤ نہیں ہونا چاہیے۔ اب اپنے خیالات کو صرف سماعت سے مرکوز کر دیجئے۔ آپ نے

میں

اپنے وجود کو اس حالت تک مکمل پر سکون رکھتا ہے۔ یعنی آپ کو اپنی ساعت میں طرح طرح کی آوازیں آئیں گئیں کرتی محسوس ہو رہی ہیں۔ مختلف آوازیں گونج رہی ہیں۔ آپ گھبرائے نہیں بلکہ گوشہ نشین ہو جاتے ہیں۔ آپ گھبرائے نہیں بلکہ گوشہ نشین ہو جاتے ہیں۔ آپ کی تمام تر توجہ ان آوازوں کا مطالعہ پر ہوتی چاہیے۔ ہلکی ہلکی سیٹیاں جلتی ہو رہی ہیں۔ یعنی آپ کو محسوس ہو رہا ہوگا اور پھر آہستہ آہستہ ان سیٹیوں کی آواز تیز ہونے لگے گی۔ محسوس کیے محسوس ہو رہا ہے آپ کی تمام قوت کا تون کے پردوں میں سمٹ آئی ہے۔ یہ سیٹیاں آوازوں کے ساتھ ہواؤں کی ہریاں بھی اپنا کارنامہ سنانے لگی ہیں۔ اب آپ تصور کیجئے کہ وہ آوازیں جو ایک دوسرے میں الجھ گئی ہیں۔ آہستہ آہستہ علیحدہ ہو رہی ہیں۔ سب سے پہلے چند لمحے بعد آپ کو کچھ کچھ آنے لگے ہیں چند دھنوں کی مشق کے بعد آپ آوازوں کا مفہوم سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے لیکن یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ حقیقی کی قوت کو استعمال میں لائیں گے۔ چند یوم کی مشقت کے بعد آپ خیال کی قوت سے یہ محسوس کرنے لگیں گے کہ آوازیں آلودگی سے پاک ساعت کو اپنے مفہوم سے آگاہی دے رہی ہیں۔ ان لمحوں میں آپ اپنے ذہن کی قوت بخش لہروں کو یہ خیال دیتے کہ آپ ان آوازوں کا مفہوم سمجھ رہے ہیں۔ اب یہ آپ کی اپنی قوت پر منحصر ہے کہ وہ آپ کے خیال کو کس قدر قوت دیتا ہے۔ اس کی قوت سے ہی آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن چند یوم کی مشق سے واضح کامیابی محسوس نہ ہو تو گھبرانے کی ضرورت نہیں چند یوم اس کو جانے سے طالب علم چند سال کا سفر طے نہیں کر لیتا۔ ہر جماعت کو محسوس کرنے کے پورے ایک سال کی محنت اور لگن چاہیے ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن نہیں آپ اس سال امتحان میں پاس کر کے ترقی کر جائیں۔ پھر چند روز میں مقصد کی تکمیل کی فکر ممکن ہو سکتی ہے لیکن ناممکن نہیں۔ جو نبی آپ نے

ذہن کی برقی لہروں خیال کو قوت دی آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئیں جب آپ کو آوازیں گھری گھری صاف سنائی دینے لگیں بس آپ اپنی پوری توجہ ساعت پر مرکوز کر دیں۔ اپنے دماغ پر ان کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے زیادہ زور نہ دیں۔ آہستہ آہستہ یہ آوازیں آپ کی ساعت سے خود بخود آشنا ہوتی چلی جائیں گی پھر آپ ساعت کو اپنے ارد گرد اپنے گھر والوں پر دوسری گھر میں متوجہ کر دیں۔ نہایت حیرت انگیز..... آپ ان آوازوں کو با آسانی سن رہے ہیں۔

اس مشق میں آپ کو چند روز کی ریاضت سے شاید کچھ حاصل نہ ہو لیکن قوت ارادی اور مستقل مزاجی آپ کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ چند ہفتوں میں جب آپ کی ساعت کامیابی کی منزل سر کرنے لگے تو خود آپ دنگ رہ جائیں گے۔ لیکن یہ سفر آپ کو نہایت اشتغال اور خاموشی کے ساتھ انجام دیتا ہے چاہے آپ کی ساعت اپنے حراف میں بسنے والوں کے کسی راز کی گواہی دے لیٹی جیسی کے عمل میں روہیت کے ماہرین کا تون کی مشق کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اس لئے آپ ایک اچھے طالب علم کی حیثیت سے اس مشق کو پوری توجہ سے کریں تاکہ ٹیلی پیتھی کے عمل میں آپ کی ہر کارکردگی بہتر نتائج کی حامل ہو۔

آمین

جوہر حیات

باید انفسیات کے طالب علموں کے لئے یہ چاروں ہی ضروری ہے کہ سانس انسانی حیات کا وہ جوہر ہے جس کے بغیر زندگی کا تصور بھی ناممکن ہے۔ زندگی کے بغیر تمام رنگ سبک صرف موت کہلاتے ہیں۔ سانس کے بغیر زندگی کا تصور نہ ممکن ہے۔ موت جو انسان کے وجود کے فنا ہونے کا نام ہے لیکن جو لوگ اپنی سانس کو حیات میں کر لیتے ہیں۔ ان کی زندگی کو صحت ہی حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی اندرونی قوت کو ابھی شہرہ بنا لیتے ہیں۔ روایت کے طالب علموں کو چاہئے کہ اپنی سانس کو قوت بخشیں اور اس پر اپنی گرفت مضبوط کریں۔ یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ دیگر اسباق کی طرح اس کی مشقیں بھی دلجمعی اور پوری لگن سے انجام دیں۔ عقلی علوم میں اور خاص طور پر ٹیلی ہیٹی اور علم روایت میں اس کی اہمیت اور قوت پر دوازے اٹکا نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بے ترتیب غیر ہموار سانس انسان کے مضبوط ارادوں میں شکاف ڈال دیتی ہے۔ علم روایت کے طلبہ کو چاہئے کہ کوئی بھی کمزوری ان کی ناکامی ٹھکست و عزم کا باعث نہ بنے۔ یاد رکھیں سانس کی قوت آپ کے علم اور حشوتوں کو زندگی عطا کرتی ہے۔ اگر آپ اپنے سانس کو اپنی بے ربط سانسوں پر مکمل طور پر اختیار حاصل

کریں سانس کی مدد و جذبہ ہی حشوتوں کو قوت عطا کرتی ہیں۔ دوران ارتکا تو جب انسان کی وہ طلسمی قوتیں بیدار ہوتی ہے جسے آج تک انسان نے استعمال ہی نہیں کیا۔ یا آپ اس سے واقف ہی نہیں رہے جیسا کہ ہم آپ کو بتا چکے ہیں انسان کے اندر جو متناطسی لہریں گردش کر رہی ہیں۔ ان سے انسان اس وقت ہی واقفیت حاصل کر پاتا ہے جب وہ اسے پانے کی جستجو کرتا ہے۔ اس قوت سے وہ حضرات ہی آشنائی پاتے ہیں۔ جو انسان کی معراج کا عزم لے جاتے ہیں۔ جن کی قوت ارادی جنوں اختیار کر لیتی ہے منزل کی نشاندہی ہونے پر سفر کی مسافتیں راستے کی اذیتیں اس کے شہب نواز بہر حال آپ کو ان تمام دائروں سے آگاہی ضروری ہے۔ آپ نے ان حشوتوں کو تو دیکھا ہوگا جنہیں اپنے سانس پر اختیار حاصل ہوتا ہے مثلاً فٹ بال کا کھلاڑی کرکٹ کا کھلاڑی ریسلر تیراک گولکار وغیرہ وغیرہ

ان حضرات کو اپنی سانس پر اختیار حاصل کرنے کے لئے کئی ایک مشقیں کرنا پڑتی ہیں۔ کھیل کے میدان میں جہاں جسمانی قوت کام آتی ہے وہاں سانس کی اختیاری قوت جزل کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن عقلی حلقے میں سانس کو کھیل کے میدان سے جدا ہوتا ہوتا دی جاتی ہے جس دم کی مشقیں تو زمانہ قدیم سے سادہ صوفی حضرات ”لوگوں کرتے طے آئے ہیں ہندوستان سری لنکا اور کئی دیگر ممالک میں یوگی حضرات آج بھی کئی کئی گھنٹے اپنی سانس پر عبور حاصل کرنے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ وہ اپنا سانس روک دیتے ہیں بالکل مردہ تصور ہوتے ہیں۔ لیکن چند گھنٹوں کے بعد سانس ان کے وجود میں زندگی بن کر متحرک ہو جاتی ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ سانس کو قابو کرنے والا مرکز دماغ ہے۔ دماغ کے حصے میں ہوتا ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں جسے *Muspa Obloncata* کہتے ہیں۔

دل جو شخص انسانی جذبات خواہشات کا مرکز ہے۔ اس کی دھڑکنوں پر دماغ

کوئی اختیار حاصل ہے۔ داغ میں کسی جسے ہیں اور ہر ایک حصہ..... روزگار عجب ہے۔ یہ میرے پرہیزگار کے لئے ہے جیسے مکمل طور پر سمجھنا اور اس کی قوت کا اندازہ لگانا انسان کی ناقص اشیاء سے مجید ہے۔ ہم بچنے صفات میں اس کے مطابق عرض کر چکے ہیں اس لئے اس کی تشریح میں کوتاہی نہیں۔

بات ہو رہی تھی سانس کی..... کہ اس کی محتاج ہے زندگی..... اگر آپ چاہیں تو شعور کی گرفت لاشعور پر اپنا اختیار جما سکتے ہیں جس دم کے ذریعہ آپ لاشعوری عمل کو شعور کے ذریعہ قابو کر سکتے ہیں لیکن یہ آپ صرف اپنی سانس پر اختیار حاصل کر کے ہی کامیاب ہو سکتے ہیں سانس کی مشقوں سے جہاں آپ کو جسمانی صحت خارجی اندرونی نتائج حاصل ہوں گے۔ وہاں انسان کی عقلی قوتیں بھی بیدار ہوں گی۔ ان قوتوں کی بیداری ہی آپ کے عزم کی تکمیل ہے۔ آپ نے اپنی ان عقلی قوتوں کو بیدار کرنا ہے یہ آپ کے وجود میں روپوش ہیں جس دم کامیابی آپ کی عقلی صلاحیتیں کو بیدار کر کے اس منزل کی نشان دہی کریں گی جس کی آپ کو تلاش ہے انسان کا تمام اعصابی نظام سانس کی مدد و جذبہ پر ہی قائم ہے۔ آپ نے بھی اپنی کیفیات کا مطالعہ کیا ہے آپ کے وجود میں موسم کے رنگ پوشیدہ ہیں۔ احساسات، جذبات، غصہ، خوشی، انسان کی مختلف کیفیات میں سانس کی کارکردگی موسم کی مانند رنگ بدلتی ہے۔ آپ نے مشاہدہ بھی کیا ہوگا۔ کیونکہ ہر انسان کی زندگی تیشب و فراز سے ہم آہنگ رہتی ہے دھوپ چھاؤں کے اثرات سے واقف ہوتا ہے۔

زندگی کی تیز وشریں لمحات کی لذت سے آشنا.....

سانس آپ کے اعصابی نظام کی ہر کیفیت میں زندگی سے ہم آہنگ رہتا ہے آپ روتے ہیں، ہنستے ہیں، خوشبو سے کیف پاتے ہیں۔ محبت کے نغمے میں سرشار ہوتے ہیں۔ کسی بھی درد و دکھ کے رب سے سکتے ہیں۔ انسانی کی ہر بدلتی ہوئی کیفیت

میں سانس اثر پذیر رہتا ہے۔

انسانی کیفیات کی بے شمار خشکیں ہیں، غم، خوشی، محبت، نفرت، بھردی، دشمنی، خوف، غصہ وغیرہ وغیرہ یہ سب انسانی زندگی کے رنگ ہیں تو آپ کو معلوم ہی ہے ہر رنگ کی اپنی کشش، اپنے اثرات ہوتے ہیں۔ پتھر رنگ انسان کو بھٹکتے ہیں۔ اس کی زندگی پر اچھے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ پتھر رنگ انسان کی زندگی میں زہر مکھول دیتے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کو ایک مکمل ضابطہ حیات عطا کیا ہے۔ زندگی کے لئے، محبت کے لئے، دنیا کے دلکش رنگوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے، ازدواجی کیفیت کے لئے، گوکہ ہر شعبہ ہائے زندگی کے لئے۔

سانس کو بھی ایک ضابطہ کی ضرورت ہے۔ جو آپ کے عزم میں آپ کا دوست ساتھی رہے۔ اگر آپ نے اس پر توجہ نہیں دی تو ممکن ہے اس طویل سفر کی مسافت میں سانس آپ کی زندگی آپ کے عزم ارادے کا ساتھ نہ دے سکے۔

چونکہ سانس اور دل کی دھڑکنوں کا تعلق داغ کے اس حصے سے ہے جسے مرکزیت حاصل ہے۔ اس بات سے بھی آپ باخبر ہی واقف ہیں۔ دل کی دھڑکنیں انسانی ارادے کی محتاج نہیں ہیں۔ یہ غیر ارادی عمل ہوتا ہے ہم اسے ہم غیر ارادی کہہ سکتے ہیں۔

سانس وارپنے دائرہ اختیار میں لانے کے لئے قوت ارادی کو بڑا دھل ہے۔ قوت ارادی کے بغیر ہم سانس تو کیا کسی کام کو بھی صحیح طور پر انجام دینے سے قاصر ہیں۔

جب ہم سانس کی مشقیں انجام دیتے ہیں تو قوت ارادی ہماری رہبر و دوست ہوتی ہے۔ عقلی قوت کی بھردی کے لئے سانس کی پراست میں سانس کے اتار چھاؤ

کو اپنے ارادے کے ماتحت عمل میں لایا جاتا ہے اگر آپ پوری توجہ اور کوشش سے سانس کی مشقیں کریں تو آپ کی دھڑکنوں، بھوک پیاس اور اپنی دیگر جلی خواہشات سے ارادے کی تکمیل ممکن نہیں۔ آپ بہت جلد اس پر اختیار پا سکتے ہیں۔

بعض اوقات ان حضرات کے لئے کسی نہایت سودمند رہی ہیں جن کی قوت ارادی کمزور ہو۔ قوت ارادی کو توانائی اور اعصاب میں غلطی ہی عطا نہیں کرتی بلکہ اعصاب میں سرکش دیو کو قابو کرنے میں دوست ثابت ہوتا ہے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے سانس کے ذریعہ آکسیجن ہمارے وجود میں داخل ہوتی ہے اور اخراج کے ساتھ کاربن ڈی آکسائیڈ کی کثیر کثافت خارج ہوتی ہے۔ اس سانس کی کوئی بھی مشق پر فضا آلودگی سے پاک مقام پر کرنی چاہیے تاکہ سانس کی قوت و قوت حاصل ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ ہم تازہ ہوا کو اپنے اندر داخل کر سکیں۔

مشقیں

مشقیں شروع کرنے سے پہلے اپنے ذہن اپنے جسم اپنی قوت ارادی کو راضی کیجئے تاکہ آپ دل جمعی سے اس عمل کو انجام دے سکیں۔ متبادل شخص کیے بعد دیگرے دائیں نچھے، بائیں نچھے سے نکالنے کو کہتے ہیں یوگا میں اس مشق کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ بات یوگا ہی پر منحصر نہیں بلکہ برہمنی علوم کے خواہ سانس کی مشقوں کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ہمارا مشورہ ہے کہ روہیت کے طالب علم اگر یوگا کی مشقیں بھی انجام دیں تو ان کے لئے بہت زیادہ مفید و سودمند رہیں گی۔ یہاں چونکہ ہمارا موضوع یوگا نہیں ہے۔ اس لئے ہم صرف روہیت کے اسباق پر ہی آپ کی توجہ لے کر دے کر انہیں لے کر آکر آپ کو یوگا سے دلچسپی ہے تو ہماری کتاب ”یوگا اور ٹیلی پتھی“ مطالعہ کیجئے۔۔۔

مشق..... اس مشق کے لئے لازم ہے کہ آپ ایسی جگہ یا اس کمرے کا انتخاب کریں جو ہوا دار ہو۔ جہاں قدرتی ہوا آزادی سے مرگشت کر سکے۔ کمرے کے بجائے کھلی فضا ہو تو بہت بہتر ہے۔ شہر سے کیلف آلودہ فضا سے یہ مقام دور ہو تو مشقیں زیادہ توانائی پائیں گی۔ اگر آپ کی کوئی مجبوری ہے تو پھر کمرے میں اس جگہ کو ایکن بنائیں جہاں ہوا کا گذر آزادانہ ہو۔

پہرے کی بندش سے آزاد ہو۔ ماسوائے ستر پوشی کے اگر کوئی حجاب یا مجبوری ہے تو ہلکے کپڑے۔ جس میں آپ کو اپنا وجود آزاد محسوس ہو۔

اب آپ آٹھ اپنی مار کٹال کی جانب اپنا رخ کر کے بیٹھ جائیے کمر سینہ پشت اور گردن ایک سیدھ میں رکھیں۔

نہیں نہیں تازہ ہرگز پیدا نہ کریں۔ اور نہ ہی اپنا جسم اکڑائیں یہ مشق آپ کو



اپنے جسم کو پرسکون و آرام دہ حالت میں انجام دینا ہے۔ کمر میں نہ جھکاؤ ہو اور نہ ہی سینہ آگے کی جانب تباہا نکلا ہو یہ صرف سیدھا رہے آلتی پالتی مار کر کس طرح بیٹھے ہیں یہ تو آپ جانتے ہیں۔ لیکن آپ سکوت کے لئے تصویر ملاحظہ فرمائیے۔

اب آپ پرسکون رہتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں منہ بند کر کے آہستہ آہستہ تازہ ہوا کو اپنے نشتوں سے اپنے سینہ میں بھرئیے ہوا کو اندر کھینچئے۔ جس قدر آپ کے پیچھے ہڑے اس کی تمنا کریں۔ جب آپ یہ محسوس کریں کہ اب مزید ہوا میرے وجود میں داخل نہیں ہو سکتی تو اس ہوا کو سینے میں روک لیجئے۔

روحیت کے عالم سانس کی مشقوں کے دوران بھی ارکاز خیال کی مشقیں انجام دیتے ہیں اگر آپ سانس کی مشقوں میں ارکاز خیال کی مشقیں بھی کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مردیو وال الدین



اس کے لئے آپ کو بند آنکھوں تلے ایک تصور ایک خیال کو مرکوزیت دینا ہو گی۔ روشنی کا تصور جب آپ سانس اندر کی جانب کھینچیں تو تصور نگاہ ہو کر روشنی ہوگی

آپ یوں محسوس کر رہے ہیں جیسے روشنی کا غضا الماٹم سل آہستہ آہستہ آپ کے سینے میں جذب ہو رہا ہے۔ اور بائیں جانب قلب کے اندر جمع ہو کر مجسم کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس تصور کے ساتھ سانس کو اپنے سینے میں مقید رکھئے اس وقت تک جب تک کہ آپ کی قوت برداشت آپ کو یہ نہ کہے کہ بس یہ روشنی کا بالہ پھٹ جائے گا۔ یقیناً ان لمحوں میں آپ کا دم گھٹنے لگے گا۔ طبیعت کا اضطراب ہی یہ علامت ہوگا کہ اس روشنی کے سل کو باہر نکالو۔

لیکن گھبرائیے نہیں سانس کا جاگ کر کھینچئے۔ لیکن آہستہ نرمی اور اس ملاطمت کے ساتھ جیسا کہ آپ نے اس کی مدد کے وقت اپنی کارکردگی کا اظہار کیا تھا۔ آہستہ آہستہ دیر دیر رک کر سانس کو اپنے نشتوں

سے خارج کیجئے۔ لیکن غل کو خارج کرتے وقت آپ یوں محسوس کریں جیسے روشنی کا سیل لہروں کی صورت میں اگل رہا ہے۔

بعض حضرات اس روشنی کا بھی تعظیم دیتے ہیں۔ لیکن ان کا تصور ”روحانیت“ کے دائرہ میں کیا جاتا ہے لیکن حقیقت کے لئے انسان کو اس سے قبل کسی منزلیں طے کرنی ہوتی ہیں۔ کئی استقامت سے گزرنا ہوتا ہے۔ روحانیت میں جس نور کی ہم بات کرتے ہیں۔ اس نور کی اصل کائنات ہی انسان کو فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیتی ہے۔ ”روحانیت“ اپنے معبود حقیقی سے ملنے کا علم ہے۔ اس تک رسائی حاصل کرنے کا راستہ ہے۔ لیکن اس تک رسائی صرف اللہ کے ان نیک بندوں کو حاصل ہوتی ہے۔ جو اللہ سے عشق کرتے ہیں۔ جنہیں دنیا کی آسائشوں سے کوئی سروکار نہیں رہتا۔ جن کی دل کی دھڑکنیں ہر لمحے اللہ کے نام کا ورد رکھتی ہیں۔ ایک طویل سفر ہے عشق الہی سے یہ سفر شروع ہوتا ہے اور منزلیں طے کرتا ہوا فنا فی اللہ تک پہنچتا ہے۔ لیکن یہ عشق کی آخری منزل نہیں ہے۔ اس سے آگے بھی سفر ہے۔ بقا اللہ جامعیت مقام عبدیت

جس طرح یہ سفر طویل ہے اس طرح اس کی تفصیل بھی محتاج قلم ہے۔ اس لئے ہم روحیت کے طالب علموں کو ابھانا نہیں چاہتے۔ لیکن شوق کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔ عشق اور شوق تو سمندر کی طرح ہوتا ہے۔ آسمان کی دستوں کی مانند ”اس“ کے لئے آپ ہماری کتاب عشق الہی قرب الہی کا مطالعہ کیجئے روحانیت کے طالب علموں کے لئے یہ کتاب اپنے پروردگار کے قرب کی رسائی حاصل کرنے میں معاون و رہبر ثابت ہوگی۔

ہمیں یہ چند سطور مندرجہ بالا تحریر کرنے کی ضرورت صرف اس لئے محسوس ہوئی کہ روحیت کے طلبہ کی غلط فہمی یا کسی غلط فہم کا شکار نہ رہیں۔ ہر چیز واضح و شفاف

ہوتی چاہیے۔

آپ اس مشق کو بار بار انجام دیجئے۔ کم از کم ۵ سے دس مرتبہ اور پھر آہستہ آہستہ اپنی تعداد کو ہر روز قوت ارادی کے تحت بڑھاتے جائیے۔ ضروری نہیں کہ آپ کسی خیال کو ابتداء میں قائم کریں۔ آپ یہ کام کچھ عرصہ بعد بھی کر سکتے ہیں۔



مشق نمبر ۲۔ پہلی نعت کی طرح آپ آلتی پالتی مارکر۔ رخ شال کی جانب کر کے آرام و سکون سے بیٹھ جائیے اب دابنے ہاتھ کے انگوٹھے کو ناک کے داہنے سوراخ پر رکھیں اور بائیں سوراخ سے سانس اندر کی جانب کیجئے۔ اپنے ہیکھوں میں تازہ ہوا کو جس قدر آپ سوسکتے ہیں بھرئیے سانس اندر کیجئے بعد دابنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور چوٹی انگلی سے ناک کا بائیں نشتہ بند کریں یعنی سانس کی آمد کا راستہ بند۔ اب آہستہ آہستہ دوسرے نشتے سے اپنا جم شدہ سانس خارج کیجئے۔ لیکن سانس کو خارج کرتے وقت جلد لہان ہرگز مت کیجئے۔ جو بھی آپ محسوس کریں بیٹے میں جم شدہ ہوا تمام نشتے کے راستے ہو کر فضا میں تحلیل ہو گئی ہے تو سانس کو ایک

بار پھر اپنے سینے میں کھینچے لیکن اسے فوری خارج مت کیجئے بلکہ سانس بھرنے کے بعد سینے میں روکیے۔ اسے کھینچو دوں میں پوری طرح جمع ہونے دیں۔ اور اسے پہلے والے طریقے سے آہستہ خارج کر دیں۔



اب پھر وہی طریقہ اپنائے یعنی داہنے نچھے سے سانس کھینچ کر چند سیکنڈ بھیجے میں روکیں اور بعد ازاں بائیں سوراخ سے سانس کا اخراج کریں۔ سانس روکتے اور خارج کرنے میں وقت کا تناسب آپ اس طرح مقرر کر سکتے ہیں۔ اگر آپ سانس کو سینے میں کھینچے وقت پانچ سیکنڈ لگاتے ہیں تو اسے سینہ میں دس سیکنڈ مقید رکھیں۔ اور خارج پھر وہی سیکنڈ میں کریں۔ آہستہ آہستہ آپ اپنے اوقات تناسب میں وقفے کو طول دیتے جائیے لیکن جو تناسب ہم نے آپ کو بتایا ہے اسی تناسب سے آپ تینوں اوقات میں اضافہ کریں گے آپ کی کوشش اور توازن مشق سے یہ وقفہ چار سے پانچ منٹ تک کھینچ سکتا ہے۔ یعنی سینے میں سانس روکنے کی مدت چار سے پانچ منٹ..... یہ مدت آخر نہیں ہے۔ یہ آپ کی مشق اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ کرنا آپ کا کام ہے۔ کیونکہ جس طرح آپ کی مہارت اور مشق نے



سیکنڈوں کو منٹوں میں تبدیل کیا ہے۔ اس طرح یہ منٹ آپ کے گھنٹوں میں بدل سکتے ہیں لیکن اس کے لئے متوازن مشق اور وقت کی آزادی..... اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ وقت کا تعین کر لیں ماہ دو ماہ میں آپ اس مشق کو گھنٹوں میں تبدیل کر لیں گے تو ممکن ہے یہ مشق آہستہ آہستہ ہی سانس کی قوت کو آپ کے اختیار میں کر سکتی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے جب آپ چار سے پانچ منٹ تک اپنے سانس کو حسب مرضی طالع کر لیں تو آپ دیگر عقلی علم کی مشقوں کو نیکیوں سے انجام دیتے اور ساتھ ساتھ سانس کی مشق کو اپنے روزانہ کے معمول میں شامل رکھیں۔ اس طرح آپ سانس پر بھی عبور حاصل کرتے رہیں گے اور دیگر مشقیں بھی کامیابی سے اپنے مقصد کی تکمیل کرتی رہیں گی۔ یعنی ہر اقامہ ہوگا لیکن یہ اس وقت ہی ممکن جب آپ باقاعدگی سے اور پوری محنت داری سے یہ مشقیں انجام دیں۔

قائم نظری

کہ جہاں تلاش جو بھی آئی گھنٹوں میں پوشیدہ ہیں۔ یقیناً آپ سوچ رہے ہوں گے ہم کو نئے جہاں کی بات کر رہے ہیں شاید آپ سمجھ گئے جی ہاں آپ نے بالکل ٹھیک

سمجھا ہم اس جہاں کی بات کر رہے ہیں جس کی آپ کو تلاش ہے اس جہاں کو تلاش کرنے میں آپ کی سب سے بڑی بات اس کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ آنکھیں ہی ہیں جو آپ کو دنیا کے بے شمار رنگوں سے آشنا کرتی ہیں۔ ان کے سحر سے محفوظ کرتی ہیں۔ شاید بہت سے حضرات ان آنکھوں کا سحر سمجھتے ہیں بلکہ دیکھنے کی روشنی سے خود کو بچان کرنا۔ ان کو تاہم علم کو کیا معلوم ان آنکھوں میں بے شمار رنگ پوشیدہ ہے جو صرف صاحب علم ہی جانتے ہیں آنکھیں جہاں آلہ بصیرت ہے وہاں دیکھنے تک پہنچنے کا راستہ بھی۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہیں آنکھوں میں جب رنگ اترتے ہیں تو سینہ میں دل کن کن کیفیات سے ہم آہنگ ہوتا ہے علم روحیت میں آنکھوں کی ایسی منزل ہے جہاں وہ کہ ہم عقلی علوم کی جب ابتداء کرتے ہیں تو ارکانِ توجہ کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں یہی مشق ہے ارکانِ توجہ جو اپنا سفر طے کرتے ہوئے غیب بنی کے عمل میں داخل ہوتی ہے۔ آپ کو ہم یہ بتاتے چلیں غیب بنی کے عمل میں آنکھوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ دینے تو ارکانِ توجہ کے لئے کئی مشقیں موجود ہیں۔ لیکن ”مطلع بنی“ اور بطور بنی کو ملٹی پیسٹی کے عمل میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ لیکن آپ کو مشقیں بتانے سے قبل ہم چاہتے ہیں آپ ارکانِ توجہ کی افادیت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ قدرت نے انسانی جسم اعضاء کے لئے جو قانون مرتب کئے ہیں۔ ان کی حرکات و سکنات میں جو ہر پوشیدہ رکھے ہیں۔ ان سے آگاہی لازم ہے ہم تفصیلاً یہاں مضمون کو طول دینے سے معذرت خواہ ہیں۔ صرف چند طور آپ کے لئے مشق کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے تحریر کر رہے ہیں۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آئندہ بصیرت ہے اس سے ہم رنگ و روشنی کے ہر سحر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ چلیں ان آنکھوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ انہیں گرد و غبار سے محفوظ رکھتی ہیں اس کے سوا آنکھوں کے حسنِ چہرے کی دلکشی کا باعث ہیں۔

آپ نے یقیناً ان لوگوں کو دیکھا ہو گا جن کی چلیں نہیں ہوتی ہیں۔ آنکھیں دیران ہی محسوس ہوتی ہیں۔ چلیں چپکاتا ایک معکوس فعل ہے۔ اگر چلیں ہم نہ چپکائیں تو آپ کو معلوم ہے ہمارا اعصابی نظام معطل ہو جاتا ہے۔ اور ذہن میں غود کی طاری ہونے لگتی ہے۔ نیم خوابی کی کیفیت ہمارے دماغ میں استراحت پذیر ہو جاتی ہے۔ آپ نے دیکھا قدرت نے ہمارے اعصابی نظام میں کیسے کیسے محرک رکھے ہیں۔

بعض حضرات یہ سوال کرتے ہیں ارکانِ توجہ کے کہتے ہیں اور اسے کس طرح کیا جاتا ہے۔ یہاں ان سوالوں کے سوالات کے جواب دینا ضروری نہیں کیونکہ عقلی علوم میں پہنچی رکھنے والے حضرات بہتر جانتے ہیں لیکن ہر قاری کی عقلی لازم ہے اس لئے مختصر طور پر بین السطور کر رہے۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے ماڈرائز ادارک میں شعور آپ کے اعصابی نظام میں ملتا ہے۔ توجہ کی مشق میں کسی خاص نقطے کی طرف شعور کے مسلسل بہاؤ کو ہی توجہ کہتے ہیں۔ یہ توجہ ہی ہمیں ارکانِ توجہ عطا کرتی ہے۔

ارکانِ توجہ کی دو اقسام شمار کی جاتی ہیں مرکزی اور مشقی کا ردی کے اعتبار سے مرکزی توجہ وہ ہے جو کسی شے کو مرکز نگاہ بنا کر استراق حاصل کرے۔ مثال کے طور پر مومن شاہ داڑہ بلب وغیرہ وغیرہ۔

توجہ دو اقسام کے اسباب بیرونی بھی ہوتے ہیں اور اندرونی بھی لیکن یہ عامل پر منحصر ہے کدوہ کس مقصد کے عزم کے تحت توجہ کو قوت دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ انسان کی اپنی صلاحیت پر منحصر ہے کدوہ مشق کے دوران اثرات کو خارجی طور پر محسوس کرتا ہے یا داخلی طور پر اس سے استفادہ کرنے کی جستجو میں ہے۔

مثنیٰ توجہ اس عمل کو کہتے ہیں جو توجہ کو بذل و بوری ہو۔ لیکن آپ اس توجہ کو اس کے مرکز سے ہٹانا چاہتے ہوں نہ چاہتے ہوں یہ بھی مزید دیتی۔

آپ دنیا کا کوئی بھی کام کریں۔ لیکن جب آپ بحر پور طور پر اس کو توجہ نہ دیں گے کام پائی ممکن ہے انسانی عظمت کو اگر کوئی قوت بندی عطا کرتی ہے تو وہ اس کی سوچ فکر ہے اور اس کی منظم کرتی ہے آپ کی توجہ..... ہماری توجہ جو اس غم کے عمل سے ہم آہنگ ہو کر ہی انسان کی کامیابی کا زینہ بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو قوتیں عطا کی ہیں وہ حیوانوں اور اجالوں میں نہیں ملتی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ یہ انسان بڑے سے بڑے اور خنجر سے خنجر اور دوسرے کو اپنے قابو میں کر لیتا ہے جبکہ جانور اس کی سوچ و فکر کی کرشمہ گری کے آگے بے حس و شمع ہوتا ہے یہ قدرت کا عطیہ ہے کہ ہاضیہ فکر کا قاعدہ توجہ صرف انسان سے مخصوص ہے۔ سمجھا دیجئے کہ یہ انسان دیکھی ان دیکھی تمام مخلوق پر حاکم بن بیٹھتا ہے۔ یہ میرے پردہ کا دیا ہوا ہی یہ شرف ہے۔ اس لئے اسے اشرف المخلوقات کہا گیا ہے۔

ارکاز توجہ کے عمل کو سانس کے بعد سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اس لئے آپ مشق کے دوران پوری جھجھک لگے اپنے درس کو آگے بڑھائیے۔



ارکاز توجہ..... دانستہ طور پر اپنے شعور کی لہروں کو اپنی مرضی سے ایک طرف بھانا جب آپ توجہ کی مشق انجام دے رہے ہوں آپ کی بھرپور کوشش ہونا چاہئے کہ مرکز نگاہ پر ذہن کی تمام سرگرمیاں سمٹ آئیں اور ادھر بیٹھے ہوئے خیال کے آوارہ رنگ جسم ہو کر اس پیکر میں ڈھل جائیں۔ جس کی آپ کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ ایک خیال ایک موضوع جسے مرکزیت حاصل ہو۔ انسان جب کسی سے عشق کرتا ہے۔ نہیں شاید یہ غلط کہہ گئے عشق کیا نہیں جاتا ہو جاتا ہے۔ ہاں تو ہم کہہ رہے تھے انسان جب عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اسے اپنے گرد و پیش کے تمام رنگ پیکر نظر آتے ہیں کوئی رنگ اس کے ذہن میں گرہ ڈالتے ہے۔ صبر رہتا ہے۔ صرف ایک تصور ہوتا ہے۔ اپنی محبوبہ کے جمال کا نکلن ایک جتو ایک لگن اپنی چاہت میں بہت..... اور کچھ نہیں ایسے عیادوانے ہوتے ہیں جو منزل تک پہنچ پاتے ہیں۔

ارکاز توجہ میں بھی آپ کو مشق کی سرست میں ڈوبنا ہوگا۔ جس لئے آپ یہ مشق انجام دے رہے ہوں اس وقت کوئی بھی تصور کوئی بھی خیال کوئی بھی رنگ آپ کے اطراف قفس الٹیں نہ کرے آپ کو ہر صورت مرکزی تصور کو تقویت دینی ہوگی۔ لیکن یہ آپ اپنے مقصد کی تکمیل میں ہمارا کوشش کے سوا کامیاب نہ ہو پائیں۔ کیونکہ جب سے زیادہ مشکل اور وقت طلب مرحلہ ہوتا ہے بڑے سے بڑے دلوئی دار میدان کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن جھکوتو وہی ہوتا ہے جو ایک بار میدان جنگ میں ہتھیار بند ہو کر آتر آئے تو اپنی آخری سانس تک جنگ جیتنے کی خواہش کو جواں دوتا نا رکھتا ہے یہی بہادر قیاب ہو کر جیتے نظر آتے ہیں۔ ہمت و حوصلے کو ہر ناکامی کے بعد اور زیادہ توانا سمجھئے اور جنگ کی تربیت دیکھئے "ابھائی" نامکس جیسے الفاظ کو اپنے ذہن سے کھرچ دیجئے انسان چاہے تو کیا نہیں کر سکتا صرف مسلسل جہد ہی اسے مقصد کی

سرفرازی سے ہٹا کر کرتی ہے۔ آپ کی قوت ارادی دیکھنا اس میدان میں آپ کو کھج باب کرے گی۔ آپ جو صلاحت ہارے اپنے عزم کے ہتھیاروں سے اپنے دشمن کو شکست دیجئے

محبوبِ حق تعالیٰ سے ملائے والی
تشمیقِ قلبی سے ظہیرِ گنہگار

اللہم

عشقِ محبوب، عشقِ حق تعالیٰ، روحانیت کا سفر

اول بھی تو آخر بھی تو
ظاہر بھی تو باطن بھی تو
ہر سو ہے تیرا نور ہی نور
میرا عشق بھی میری عبادت بھی تو

مومن کی مصراحت قربِ حق میں ہنساں ہے
اور قربِ حق عشقِ محبوب سے حاصل ہوتا ہے

عشقِ حق
قربِ حق

خاکائے بزرگانِ دین
مسلم اعظمی

بابادارِ کتبِ اردو بازار - کراچی



شمعِ بینی

جیسا کہ ہم اس سے قبل آپ کو بتا چکے ہیں ارکانِ توحید کے لئے شمعِ نبی کے سوا دوسرے شمع کی شمع نہیں۔ لیکن نبی پیتھی کے ماہرین شمع نبی کو ان تمام شمعوں میں فوقیت دیتے ہیں اور یہ بات کافی صحت افزا ہے اس لئے ہم خود بھی شمعِ نبی کو ارکانِ توحید کی شمع کے لئے اولیت دیتے ہیں یوں تو شمع کی ترتیب ہوئی لوں بہت سے اسرار پوشیدہ ہیں یا یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا وہ اسرار جو ہمارے ذہن میں پوشیدہ ہیں یہ بود و ماورائی فلسفی لہروں کو اپنے اندر جذب کر کے کئی راز ہم پر آشکار کرتی ہیں۔ ایک شمع ہے آپ کو غیر معمولی حیرت ناک نتائج حاصل ہوں گے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے روشنی ایک صحت مندی قوت ہے اور ہر روشنی کے الگ الگ اپنے اپنے جوہر ہیں سورج کی روشنی سے پیکر تجلیاں عرش تک پیش رو شیناں ہیں ہر روشنی کا ایک مقام ہے الگ نام ہے۔ ہر روشنی کی ایک قوت ہے اور ہم ایسی ہی ایک قوت کی تلاش میں ہیں جو ہمارے اندر پوشیدہ ہے۔

چونکہ شمع کا تعلق روشنی سے ہے لہذا آپ کو معلوم ہی ہے ایک روشنی جب دوسری روشنی میں ضم ہو تو نتائج ایٹم کی صورت میں سامنے آتے ہوتے ہیں اور ہمارا

اور پھر آہستہ آہستہ انسان اس کام کا عادی ہو جاتا ہے۔ بعد میں یہ کام اس کا روزمرہ زندگی کا حصہ بن جاتا ہے۔

یہ انسانی فطرت کا اصل ہے۔ اور یہ اصول آہستہ آہستہ وجود پر قانون کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ قانون جسے سرکشی کہیں بھی پراس شہری کے لئے زمین ہوتا ہے۔

مشق جینی کی مشق میں بھی آپ کو کس قسم کے مرحلے پیش آئیں گے آپ کو اذیت بھی محسوس ہوگی اور آگتا ہٹ آپ کی دل آگیا کی سبب ہوگی۔ لیکن آپ کو وقت کی ہر گھنٹہ کی ہر اذیت کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ صرف چند روز..... آپ کو دشواری محسوس ہوگی اگر آپ نے اپنے عزم کو پختہ رکھا۔ مشق کے عمل کو قائم رکھا تو چند روز بعد آپ اپنے سفر پر رواں دواں ہو جائیں گے۔ لیکن مشق کے مرحلے میں آپ کو اپنی قوت ارادی کو بروئے کار لانا ہوگا۔ جب آپ کی نظریں مشق کے ادھر پڑیں گی تو یقیناً ان میں تکلیف کا احساس ہوگا آنکھوں سے پانی بہنے لگے گا اور پھر ہفتوں سے پہلے کی آمد ہوگی اور وجود میں ایک عجیب سا کھینچاؤ محسوس ہوگا لیکن اپنے ارادے کی قوت کو قوی کر رکھیے۔ قطعی طور پر نہ گھبراہیے۔

آپ نے اس مشق کے لئے جو تیاری کی ہیں ان میں آزاد خیالی آزاد نگاری آزاد گوئی اعصابی یکسوئی کی جسمانی مشقت کی مشقیں شامل رکھیں جو کہ آپ پہلے کر چکے ہیں اس لئے کہ پھر آپ کو مشق جینی کی مشق میں مشکل نہ ہوگی لیکن اس قدر پریشانی و اذیت کا باعث نہیں۔ جس قدر ایک نئے آغاز کو بے عامل کو پیش آسکتی ہیں بہر حال آپ نے اپنی قوت سے اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ شروع میں چند روز آپ اس مشق کو تین سے چھ منٹ تک انجام دیجئے پھر روز بروز آہستہ آہستہ اپنی قوت کے مطابق اس کا دورانیہ بڑھاتے چلے جائیں۔ دو یا تین ہفتوں کی مشقیں آپ کو کافی حوصلہ عطا

کردیں گی۔ اور اس وقتے میں آپ کا دورانیہ بھی کافی بڑھ جائے گا ممکن ہے یہ دورانیہ پندرہ سے بیس منٹ تک پہنچ جائے آپ کی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ یہ دورانیہ جس قدر آپ بڑھا سکتے ہیں بڑھا دے۔ دوران مشق آنکھوں تک نہ سے نہایت شدت سے پانی بہے گا پھر آہستہ آہستہ آپ کو دسترس حاصل ہوتی چلی جائے گی۔ ہر امتحان میں فتح فتحیاں اور پریشانیاں تو ہوتی ہیں۔ یہ انسان کا عزم ہی ہے جو ہر دشوار اور سخت سے سخت مراحل کو..... اور ناممکن کو ممکن کر دیکھا ہے۔ یقیناً ایک روز آپ اپنے ارادے میں کامیاب و کامران ہو کر سفر ارازم ہوں گے۔

علاج

مشق ختم کرنے کے بعد آنکھوں کی اذیت و تھکاوٹ کو سکون دینے کے لئے آپ ٹھنڈے پانی سے جس میں گلاب کا عرق شامل ہو یا خالص عرق گلاب سے آنکھوں کو دھولیں۔ دھونے کے بعد دونوں آنکھوں میں عرق گلاب کے چند قطرے ڈال کر آنکھیں بند کر کے لیٹ جائیے۔ اس سے آنکھوں کی تھکاوٹ و جھجھک سکون حاصل ہوگا رات کو سوتے وقت بھی آپ عرق گلاب میں شہد کا آمیزہ بنا کر آنکھوں میں لگائیں۔ اور صبح اٹھ کر شفاف پانی سے آنکھوں کو اچھی طرح دھولیں..... اگر آپ نے ہماری اس ہدایت پر مکمل طور پر عمل کیا تو آپ مطمئن رہیں کہ آپ آنکھوں کو کسی بھی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور نہ ہی بینائی متاثر ہوگی۔

دوسری مشق

اس مشق کو آپ دو دن کے بعد پہلی مشق میں کچھ وقفے دیکر شروع کریں۔ دونوں مشقوں کے دوران کم از کم دس منٹ کا وقفہ ضروری ہے۔ جب آپ مہارت

پائیں تو یکشت کر سکتے ہیں لیکن ابتدا میں ایسا ہرگز مت کیجئے۔ کمرے کا دی ماحول ہو جو کہ سابقہ مشق کے لئے زوں قرار دیا گیا ہے اس مشق میں آپ جس جگہ برہمان ہیں وہاں سے آپ کی نظر کی طرف سے شعلہ ادنیٰ پر مشن رکھیں ظاہر ہے مشق کی لو پر آپ کی نظریں جانے کے لئے سر اوپر کیٹنا ہوگا اس میں آپ کو اپنے سر کو دائیں بائیں باری باری شانوں پر رکھنا ہوگا اب آپ اپنے سر کو ٹھوڑا سا خم دیں تاکہ آپ کی نظریں بھی مشق کی لو پر مرکوز ہوں۔ نظریں مشق پر جانے کے چند منٹ کا وقفہ دیکر اپنے سر کو کمان کی مانند کھینچتے ہوئے دائیں شانے پر جھکا دیجئے۔ اس میں آپ کی نظریں بدستور مشق کی لو پر مرکوز رہنی چاہیے دوسے تین سیکنڈ وقفہ دیکر واپس اپنے سر کو پہلی والی نشست پر لے آئیے چند سیکنڈ سکون پذیر رہ کر اب سر کو بائیں شانے پر رکھیں۔ اس میں کدھ سے پرسر کھینچنے کے تین سیکنڈ بعد واپس اسے اپنی پہلی والی نشست پر لے آئیے۔ اس مشق کو آپ باری باری دس سے بیس مرتبہ انجام دیجئے۔

اس مشق میں آپ کو اپنی آنکھوں کے عضلات خاندہ میں حرکات و سکنات سے توانا رکھنا ہوگا۔ چلوں کو کھمانے کے سبب آپ کے وجود کے عضلات و اعصاب میں سابقہ مشق کی نسبت سخت جدوجہد سے واسطی رہے گی اس لئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے اعصاب کو پرسکون رکھتے ہوئے اس مشق کو منزل تک پہنچائیں جلد بازی یا تیزی دیکھانے کی ضرورت نہیں اس سے آنکھوں میں جھکن و اذیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان کی جلد بازی اس کی تمام محنت و مشقت کو خاک بنا دیتی ہے۔ دیکھئے یہی غلطی علوم میں سکون اور اعصاب کے آرام کو فوقیت دی جاتی ہے ہر مشق کو با ترتیب اور آہستہ آہستہ انجام دیجئے۔

بلور بینی

بلور بینی کے لئے بھی آپ کو اپنے سابقہ امور و ضوابط کو ہی مہون عمل رکھنا ہوگا۔ تمام قواعد وہی ہیں صرف اگر فرق ہے تو صرف اس قدر کہ بلور بینی عام طور پر کر ہی پر بیٹھ کر اور بلور کو کسی میز پر رکھ کر مرکز نگاہ بناتے ہیں بلور میں چونکہ شیشہ کا ہونے کے سبب ایک چمک ہوتی ہے۔ وہ اسی چمک سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے کسی بھی نقطہ نگاہ کو ارکا ز قوجہ بنا لیتے ہیں۔ چونکہ یہ موم بینی کی نسبت مہنگا ہوتا ہے اور بعض جگہ اور مقام پر حسب خفاء دستیاب بھی ذرا مشکل سے ہوتا ہے اس لئے عامل حضرات مشق بینی کو پانی یا سے بھرے گلاس کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں عامل کے لئے انہماک کے لحاظ سے مشق بینی سب سے بہتر ہے۔

عمل عمل

کسی شخص کو بلور عمل کرنا ہوتا ہے یہ تو آپ بھی بہتر طور پر جانتے ہیں آپ جو اس علم کو پانے کی اس ترجیح کو کر رہے ہیں یقیناً اصل عمل کے بعد اس کے رد عمل کی عکس و بلندی سے آپ کو آگاہ کیا ہونا چاہیے اس بلندی کو چھونے کی آرزو میں تو آپ یہ سب کچھ کر رہے ہیں علم روحیت میں آپ کو کئی منزلوں سے گذرنا ہوگا اور ہر

منزل تک پہنچنے کے لئے آپ کو کن کن مراحل کن کن راستوں اور راستوں کی اذیتوں سرگرم سوسوں آندھی طوفانی ہوا، گرد و غبار کے آسیب کے کرب سے خود کو گذارنا ہوگا، یہ نہیں کہ پڑھا اور یہ سمجھا لیا یہ ایک سیدھا سائل ہے اور آپ کرنے بیٹھ گئے۔ نہیں کہ آپ ٹیلی ویژن کے رنگوں سے واقف نہیں۔ لیکن یہ ہمارا فرض ہے کہ آپ کو ہر ایک سے ہر ایک نقطہ سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ آپ اس علم کے راستے کے شیب و گراؤ پر پوری طرح آگاہ ہو سکیں۔ جس لئے انسان کوئی بھی کام شروع کرتا ہے اسے روئے ہوئے میں آگاہی علم کی بصارت تک ہونی چاہیے۔ عملی طور پر جب وہ کام کرتا ہے تو بہت سے تجربے اس کے مشاہدہ میں آتے ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں مشق کے دوران جو کچھ آپ کی صورت میں اختیار کریں گی۔ یہاں اس کا ہمیں ساتھ کر دیا جائے تاکہ آپ اپنے مرحلے کے لئے تیار رہیں۔ کیونکہ ممکن ہے آپ نے کبھی رنگوں کو روشنی میں اس طرح روپ دھارے نہیں دیکھا ہو، بعض اوقات فریب نظر حقیقت میں مجسم ہو جاتی ہے علم روایت تو ہے ان دیکھی قوت کی کرشمہ گری اس لئے آپ کو عمل کے رد عمل کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہوگا۔

دوران شمع بنی جب عامل کی نظریں شمع کی لو پر محویت ہوتی ہیں اس لئے استفراق کا عمل شروع ہوتا ہے۔

استفراق

اس سے پہلے کہ ہم آپ کو علم روایت کے جگنوؤں کی کرشمہ گری کے عکس دیکھا کریں۔ ہم چاہتے ہیں اس لفظ استفراق سے بھی آپ کو آگاہی دیتے چلیں استفراق بھی علم روایت کی ایک منزل ہے اور یہی منزل ہے جو عامل کو اپنے مقصد سے قریب ترین کرتی ہے۔

استفراق کے معنی ہے کھوجانا، ڈوب جانا، محویت کی آغوش میں سما جانا۔ یہ اس وقت آپ کے وجود کی کیفیت پر طاری ہوتی ہے جب وہ اپنے ارد گرد اطراف کی تمام رنگینیوں کو فراموش کر کے صرف ایک کو اپنی تمام تر دلچسپیوں، عزم ارادے کا مرکز بنا کر اپنی تمام توانائی صرف کر دیتا ہے عالم استفراق میں ہی عامل کے عزم کی تکمیل ہوتی ہے اگر آپ یہ کیفیت طاری نہ ہو تو آپ سمجھ لیں آپ کی مشق میں کمی ہے آپ کی مشقیں ابھی تھنہ ہیں۔ وہ لمحہ ہوتا ہے جب انسان کی جہد مضامین اختیار کر لیتی ہے۔ بعض اوقات یہ ضد ہوا سے کامیابی منزل تک پہنچا دیتی ہے۔

اندھیرا رُودھ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن کوئی کسی ایک کو ختم نہیں کر سکتا کیونکہ اس دنیا میں قانونِ کدرب کے تحت مثبت اور منفی وجود ایک دوسرے کا مربوئی منت ہے۔ اگر رات کا سیاہ اندھیرا کدرب کو تو قین کی روشنی کیا معنی بدیونہ ہو تو

خوشبو کی اجیت نہ ہو تو ثبت نہ ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ثبت کے وجود سے نفی بھی ہے بس یہی نقطہ ہے جسے اگر ہم سمجھ لیں تو ہمیں اپنی ناکامی پر افسوس نہیں رہے گا اور یہ ناکامی کے بعد کامیابی کی امید قوت اختیار کرتی جائے گی۔ آپ یہ سوچ کر سزا پاتے ہیں منزلِ عید میں اور صاف سہری ہے۔ لیکن دورانِ سفر ہوا کے تند و تیز جھونکیں طوفانی صوبت اختیار کر لیں تو آپ کیا کر سکتے ہیں یا بارش آپ کا راستہ روک لے۔ ایسے کی حادثات رونما ہو سکتے ہیں دورانِ مشق آپ کو اس قسم کی مشقوں کا سامنا ہو سکتا ہے لیکن عزم پر نتیجہ ہو سکتی بھی حادثہ کوئی مشکل آپ کو کھٹکت نہیں دے سکتی یا درمیں ہر رات کے بعد دل کے درج زندگی کو خوش آمدید کہتا ہے۔ اس طرح ہر ناکامی کے بعد کامیابی یقینی ہے۔

اپنی مشقوں کو اس قدر قوت دیجئے کہ وہ استغراق میں بدل جائیں یہ نہیں ہے آپ کا استغراق اگر مشق میں ضم ہو جائے تو انسان کو اس بلندی پر پہنچا دیتا ہے جس پر تصور کی آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے ہم یہاں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کیونکہ یہ فی ثانی اللہ کی منزل ہے جس کے لئے آپ ہماری کتاب ”مشق الہی قرب الہی“ کا مطالعہ کیجئے روحانیت کے چشموں سے فیض حاصل کیجئے۔

ہم واپس اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں مشقِ نبی کے دوران ممکن ہے اس کی افروانی لہر میں ربک سر مستیاں کرنے لگیں آپ کو نہیں معلوم اس لو میں مشق کی روشنی میں ایک دنیا پوشیدہ ہے جسے استغراق کی آنکھ دیکھ پاتی ہے آپ کی مسلسل مشق جب منزل میں داخل ہوگی تو نظروں کے سامنے جو انجانے پر دے حائل ہیں آہستہ آہستہ ہر کے ایک ایک چمکنے لگیں گے۔ اس لمحے آپ کی جلیں محمدی جلیں چاہیں آنکھوں میں اس روشنی کے سایوں کو دیکھنے کی بھرپور توانائی موجود ہوئی چاہیے

ایسے مواقع پر بکلیں اکثر چمک جاتی ہیں اور توجہ کا بھٹکنے کا خدشہ رہتا ہے اور لاشعور زبردست مزاحمت پر آمادہ ہو جاتا ہے لیکن آپ اپنی قوت ارادی کو مضبوط رکھیں توجہ کو برقرار رکھیں اس لمحے لاشعور مزاحمت کے سوا ابتداءت کے لئے آپ کو کیسے کیسے اس کے گاموں کا تصور بھی محال ہے ہو سکتا ہے آپ کا مشق سے دل اچاٹ ہو جائے طبیعت میں بیزاری عود آئے آپ کو ہر اس بدلتے ہوئے لاشعور کے رد پ کا مقابلہ کرنا ہے یہ جنگ ہے جو ہر صورت آپ نے جیتی ہے جب آپ اپنے اعصاب اور ذہن کے شوریدہ طوفان پر قابو پالیں گے تو شیخ کی لوبرستی ہوئی محسوس ہوگی اور عجیب عجیب کردہ صورتیں نظر کو غریب دینے کے لئے آپ کو مرعوب کرنے نمودار ہوئیں ممکن ہے اس لمحے آپ کی ریڑھ کی ہڈی میں برف چھلنی محسوس ہو خوف کے انجانے سامنے اعصاب کو اپنے خلیجے میں لینے کی کوشش کریں۔ لیکن آپ گمراہی یا خوف زدہ ہونے کے بجائے اپنی توجہ کو مرکز پر مرکوز رکھتے ہوئے اپنے عزم کو قوت دیں ان صورتوں کا جو لو سے نمودار ہو کر نظروں کو خوف زدہ کرنے کی کوشش کر رہی ہیں ان کا مقابلہ کریں اگر آپ ثابت قدم رہیں گے تو یہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ کی لومیں واپس داخل جائیں گی۔ اور آپ اس لمحے ایک نئے مشاہدہ سے آگاہ ہوئیں گے۔ آپ سامنے غریب نظر بھی کر سکتے ہیں۔ آپ کو ان سے قطعی طور پر خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ انجانے سامنے بیولے کی جرأت اور قوت ارادی کے سامنے پھسل جائیں گے اور پھر صرف وہاں شیخ کی نرم دلائم لوہہ جائے گی۔

ترغیب

شیخ نبی پر جب اللہ اپنی منزل کے قریب ہو اور افروانی لومیں پر چھائیں روپ دھارنے لگیں لکھ آئے آپ اپنے ذہن سے خارج ہونے والی

لہروں کو ترغیب دیں۔ جو خور خیال آپ کے ذہن میں پوشیدہ ہے اسے شمع کی لوہے پر
 بلائیں ترغیب کا مصلح ہے آپ بار بار کسی کو اپنی پسند اپنے ارادے کی تکمیل کا حکم
 دیں ضروری نہیں آپ اپنی ہمت اور شجاعت کی پیشکش میں کامیاب ہو جائیں۔ لیکن آپ کو
 اپنا عمل جاری رکھنا ہو گا مثال کے طور پر شمع بیج کے دوران استغراق کی کیفیت
 سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اچانک شمع کی آگ بج کر رہ جائے گا اور وہ صورتیں اختیار کر لیتی ہیں
 اور آپس میں لڑنے لگتی ہیں دیکھتے ہی دیکھتے وہ دھواں غوغا اور دھندے نظر آنے لگتے
 ہیں یہی وہ وقت ہوتا ہے جب آپ ترغیب دیں۔ بند کر دیں۔ جنگ..... بند کر دیں
 جنگ یہ ضروری نہیں شمع بیج کے دوران آپ کے ساتھ اس کام کا مادہ ہو سکتا ہے
 اس سے ملتا جلتا یا اس سے مختلف بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ترغیب عمل آپ کو بحال
 جاری رکھنا ہے۔ شمع بیج میں اس قسم کے واقعات اکثر ہوتے ہیں جبکہ بلور میں
 بادل دھواں اٹھتا ہوا نظر آتا ہے اور مختلف شکلیں بھی دکھائی دیتی ہیں لیکن جنگ
 کوئی چیز نظر نہیں آتی اور نہ ہی غوغا اور دھندے ہی انسان کو خوف زدہ کرتے ہیں۔ ایسی
 کردہ صورتیں ضرور پریشان کر سکتی ہیں جو آپ کو خوفزدہ کر سکتی ہیں۔ لیکن آپ پہلے
 سے ان ساریوں سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوں تو پھر آپ کو کوئی بھی شمع غوغا یا
 ڈراما نہیں سکتی۔ وہ چاہے لاکھ شکلیں بدلیں، لیکن آپ کی نیکوئی محبت اور قوت ارادی
 کے سامنے آخر انہیں اپنا روپ بدلنا ہو گا۔..... اور واپس ماحول کو پر سکون کرنا ہو
 گا۔

روحیت، منزل اور ہم

آپ روحیت کی جس منزل کی تلاش میں محسوس ہیں۔ اس سفر کی تمام تیاریوں
 بعد شمع بیجی اس منزل کی سمت سفر کی ابتداء ہے اس سے قبل تو آپ صرف سفر میں
 متحمل ہونے والی ضروریات زندگی کو اکٹھا کر رہے تھے تاکہ دوران سفر آپ کو کسی چیز
 کی کمی نہ محسوس ہو سفر میں کوئی پریشانی نہ ہو کہ کوئی ایسی چیز جس کے نہ ہونے کے سبب
 آپ کو اپنا سفر اوجھڑا چھوڑنا پڑے۔ روحیت تو نام ہے کائنات کی تمام رنگینیوں کو سمٹ
 کر ایک نقطہ پر جمع کرنے کا ہے۔ اور اس نقطہ ہی سے انسان کی معراج کا سفر شروع
 ہوتا ہے۔ انسان کے اندر جو ہر اس راہ میں آرام فرم جائیں۔ انہیں بیدار کرنا اتنا آسان
 نہیں ہے۔ یہ انہیں ہی ہے جسے قدرت نے یہ صفت وقوت عطا کی ہے کہ وہ اپنے
 ارادے کی تکمیل کر لیتا ہے۔

علم روحیت ہی ہے جو انسان کو اس میں پوشیدہ قوت کے اسرار سے آگاہی
 دیکر اس ایک انجانی دنیا سے روشناس کراتا ہے۔ انسان جو اس علم کی افادیت
 سے خود کو معمور کرتا جاتا ہے اس کا جسم موقیوں یوں بڑھتا جاتا ہے چونکہ علم روحیت
 کی کئی شاخیں ہیں اور ہر شاخ علم کی روحیت میں بھرپور ہے ہر انسان اپنا سفر اپنی

سہولت سے راستہ کا تعین کر کے ہی منزل کو رخت سفر باندھتا ہے مثال کے طور پر اگر آپ کو امریکہ جانا ہے تو جب کہ راستہ اور ہوگا۔ جبکہ سعودی عرب میں جو رہتا ہے اس کا راستہ دوسرا لیکن ان کا ہندوستان سے ہو کر نہیں جائے گا جبکہ جانا دونوں کو ایک ہی مقام پر ہے اس طرح علم و وحی کے طالب علم اپنے سفر کو اپنے ملک کے موسم اور راستوں کے حساب سے کر لے ہیں علم و وحی چونکہ ایک علم ہے اسے دنیا کے تمام انسان خواہ ان کا مذہب کوئی ہو رنگ و نسل کی بھی ہو وہ اپنے طور طریقے سے علم سے استفادہ حاصل کرتا ہے ہر مذہب والا اپنے مذہب کی بنیاد پر ذہن کو ترغیب دیتا ہے چونکہ روہیت اپنے وجود میں پوشیدہ برقی قوت کا کام لے چکی ہوئی ہوئی قوتوں کو بیدار کر لے وہی ان سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔

ہم مسلمان ہیں اور اس علم کو بھی اپنے نقطہ نظر سے حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے ہم روہیت کو روحانیت کے قلب میں اتارنے کی کوشش کرتے ہیں جب ارادہ فعلی اختیار کر لے اور شوق جنون میں ڈھل جائے تو انسان کے اختیار میں خود بھی کچھ نہیں رہتا۔ عشق کی وہ منزل ہوتی ہے جہاں دنیا کے تمام رنگ یکے بعد سے ہو جاتے ہیں۔ وہ جس روشنی کا حلاشی ہوتا ہے۔ اس کی تعریف لفظوں کی محتاج نہیں ہے۔

چونکہ وہاں پر لفظ شمار نظر آتا ہے یا یوں کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ عشق کی اس منزل میں پہنچ کر لفظ اپنا اختیار و کدو بیچے ہیں۔ پہلی بیٹی کی مشقوں کے بعد ہمارا دوسرا مرحلہ مستقل بنی شروع ہوتا ہے۔ مستقل بنی میں شیخ کو روشن کرنے کی ضرورت نہیں واقعی شیخ تو خود آپ کے ذہن میں روشن ہو جاتی ہے اور اس شیخ کی لوگوں کو آکھ سے مرکز بنا کر ارکان توحید کی مشق کرتا ہے اور ذہن بیدار ہوتی ہوئی قوتوں کو ترتیب دیتا ہے۔ ہزاروں میل کا فاصلہ اس قوت کے مقابلے میں کوئی وقت

نہیں رکھتا۔ آپ بآسانی طویل ترین فاصلے پر موجود شخص سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے آپ کو مستقبل بین کی مشقوں گوارا ہے ریاض میں شامل کرنا ہوگا۔ اس کے لئے آپ کو کافی مشق و محنت کی ضرورت ہوگی اور قوت ارادی کا آپ کو بھرپور مظاہرہ کرنا ہوگا۔

مستقبل بینی

علم روہیت میں مستقبل بینی کی مشقوں کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ ذہن کو بیدار ہونے والی قوتوں کے اظہار کا امتحان بھی ہے اور ان پر اسرار و کائناتیں بھی

انسان جب سفر پر نکلتا ہے تو اسے راستے کی دشواری، موسم کی نرمی، کرنی نشیب و فراز سے پوری طرح آگاہی نہیں ہوتی ہے۔ لاکھ اسے اس کے بارے میں معلومات حاصل رہی ہوں۔ فاصلہ جوں جوں منزلیں طے کرتا جاتا ہے مسافر کا حوصلہ منزل کی چاہت میں توانا ہوتا جاتا ہے۔ یقیناً ان دو مشقوں کے بعد آپ کے حوصلے مزید قوت بخش ہو گئے ہوں گے۔ اور آپ اپنے عزم کی تکمیل میں آگے بڑھنے کے لئے جیتا ہوں گے۔ آپ اب تک جس کمرے میں مشقیں انجام دیتے رہے ہیں اور پوری طرح مطمئن ہیں تو اس کمرے میں ہی اپنے علم کی تکمیل کیجئے ورنہ اس سے بہتر گوشہ جو آپ کے خیالات کو زندگی دے سکے انتخاب کر لیجئے۔

اب آپ پر سکون کیفیت میں دوڑاؤ ہو کر گوشہ تنہائی میں بیٹھ جائیے اور اپنے خیالات میں یکسوئی اور توجہ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے انہیں منظر ہونے سے روکیں

قوت خیال کی کارکردگی آپ کو بہتر نتائج دے سکتی ہے جس کی آپ پہلے بھی مشق کر چکے ہیں۔ دوڑاؤں میں بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ ٹھنوں پر جمادیں اور چند گہرے گہرے سانس کھینچ کر پیچھڑوں میں ہوا کو جمع کر لیں اور دونوں آنکھیں بند کر کے اپنی باطنی نگاہ سے دیکھئے آپ محسوس کریں گے کہ آپ کی باطنی نگاہیں طلسم کا پردہ چاک کرتی ہوئیں ماضی کو دیکھ رہی ہیں چند لمحوں کی کوشش باطنی نگاہ کو کامیابی عطا کر دے گی اب تسلسل قائم کیجئے خیالات کا سفر خیالات کی لہروں میں کیجئے آپ کہاں پیدا ہوئے آپ اپنی پیدائش کے بارے میں سوچئے آپ کس مقام کس شہر کس ملک میں پیدا ہوئے آپ اپنے زندگی کے اب تک کے سفر میں کیا کیا کارنامے کئے انجام دیئے یہ انسان کی زندگی میں رنگوں کی سرستیاں اور روشنی کی جلوہ آرائیاں، خوشبو کا کیف، وقت کی حاشیہ، گلیاں، سب کچھ ہی تو ہوتا ہے آپ کی زندگی میں بہت سے چہرے آئے ہوں گے کچھ دوست بن کر کچھ دشمن بن کر کچھ رقیب بن کر کچھ محبت بن کر انسان کی حیات تو دیئے بھی واقعات کی تہیوں میں الجھی ہوتی ہے۔ کچھ حادثے کچھ واقعات ایسے ہوتے ہیں جسے وہ بھی نہیں بھول پاتا۔ وہ انہیں فراموش کرنا بھی چاہے تو نہیں کر سکتا۔ اپنے خیالات کو تقویت دیجئے اور واقعات اور ان چہروں کو یاد کیجئے آہستہ آہستہ کیے بعد دیگرے وہ تمام واقعات جو آپ کے خیالات پر عکس کرنا چاہ رہے تھے روئے آ رہے ہیں جوں جوں آپ اپنی سوچ کا دائرہ وسیع کرتے رہیں گے خیالات کو تقویت ملتی رہے گی لیکن یہ ضروری نہیں کہ آپ اپنی حسب خواہش کو تمام کر لیں ممکن ہے اس مشق میں آپ کو کچھ دن کی ہفتہ، مئی، مینے لگ جائیں۔

جوں جوں آپ کو کچھ اپنی نظر آتی رہے آپ اپنے خیالات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جائیں ماضی کے احوال اور حال کے بعد مستقبل کے بارے میں سوچنا شروع کر دیجئے آپ کو کس طرح کامیابی حاصل ہو سکتی ہے آپ کی مدد کون کر

طاری ہونے لگی اور پھر آپ سو جائیں گے۔ ممکن ہے آپ کی دہی ہوئی ترفیب پر دماغ کی لہریں کوئی لمحہ نہ کہیں۔ لیکن گہرانے یا مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں..... آپ مشق جاوے، صبح اور روز کا معمول اس ترفیب کو بتائیں۔ دو تین مہینے کی جہد۔ آپ کی لگن ترفیب کے مشورے پر عمل ہونے لگے گی اور اک ماروائے حواس کی پراسرار قوتیں ابھرائی لینے لگیں گی۔ جن جوں یہ بیدار ہوتی جائیں گی آپ اپنے آپ میں عجیب سی کیفیت محسوس کریں گے۔ حواس کے اڑن کھولے پر آپ محسوس فرمیں۔ روشنیاں سمٹ کر عکس کے قلب میں ڈھل رہی ہیں۔ تصویریں واضح ہوتی جا رہی ہیں اور پھر مستقبل اور حال کے درمیان جو دیوار حائل ہے۔ ستہ آستہ گری رہی ہے۔

یہ ضروری نہیں آپ اپنے دماغ کو جو ترفیب دے رہے ہیں اس کا جواب دے سکیں۔ یہ ضروری نہیں آپ کو مل جائے ان خوابوں کو سمجھنے کی کوشش کریں ابتدا میں طرح طرح کے خواب آپ کے دماغ کے حرم میں روتق افروز ہوں گے۔ ان خوابوں میں آپ ان اشاروں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے جو آپ کے مستقبل کے واضح عکس ہوں گے۔ ایک بات ہم آپ کو بتاتے چلیں۔ آپ کا لاشعور آپ کی ترفیب سے مرعوب تو ہو جائے گا۔ لیکن اسے طالع کرنے کے لئے ایک عرصہ درکار ہو گا ممکن ہے بار بار آپ کو کامیابی ناکامی کے شیب و فراز سے گزرنا پڑے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کوئی چیز اپنی جلدی تو حاصل نہیں ہو جاتی جہاں دوست ہوتے ہیں وہاں دشمن بھی تو ہوتے ہیں جو دار کرنے کے منتظر رہتے ہیں۔ لیکن گہرا یقین نہیں آپ کی مسلسل محنت و ریاضت اور عزم ایک دن اس پر قابو پائے گا لیکن محنت بہت کرنی پڑے گی۔

منزل با منزل

علم و روحیت صرف شیعہ بنی کا نام نہیں ہے جیسا کہ ہم آپ کو آگاہی دے چکے ہیں سفر میں کئی شیب و فراز آتے ہیں سرد و گرم موسموں سے نبرد آزما ہونا پڑتا ہے بارش طوفان خند ہوا و دھوپ ان تمام کے اچھے برے اثرات کو سہا پڑتا ہے جب کہیں انسان اپنی منزل کے نشان کو پا رہا ہے۔

روحیت کے طالب علموں کو اپنے سفر کی ہر بار کئی سے آگاہ ہونا ضروری ہے ممکن ہے آپ نے چند ہائی طور پر یہ فیصلہ کر لیا ہو۔ اور اب قوت ارادی بھی آپ کے حزم کا ساتھ دھننے کے لئے آمادہ ہو۔ لیکن دوران سفر راستے کی اذیت سے گھبرا کر اپنی تمام محنت و ریاضت کو رائیگاں کر دیں اس لئے ہم چاہتے ہیں یہاں مختصر طور پر علم و روحیت کے ان مرحلوں کا ذکر کریں جو دوران مشق انسانی کیفیت کو حاصل ہوتے ہیں تاکہ آپ کو دوران سفر کی قسم کی دشواریاں پیشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

چوٹ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان تینوں کی قوت سے اہم کو پاش پاش کر سکتے ہیں اس طرح ذہن کی پراسرار قوتوں کو بھی بیدار کرنے کے لئے ان ہی چیزوں کی اشد ضرورت درکار ہوتی ہے۔ اس سے قبل آپ کو ہم آگاہی دے چکے ہیں ہر عمل کا رد عمل لازم و ملزوم ہے آپ کو اپنے عمل کے بعد اس کے رد عمل کا انتظار کرنا ہو گا۔ یہ تو ناممکن ہے کہ آپ کوئی عمل کر لیں اور اس کے نتائج سے آگاہ رہے بغیر مطمئن ہو جائیں۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ فوری کامیاب ہو جائیں وقت کو آزاد رکھنا ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے جب آپ صبح بیدار ہوں تو آپ اس پراسرار قوت کے مالک ہوں۔ آپ کی مستقبل بینی کی قوت بیدار ہو کر آپ کو خوش آمدید کہہ رہی ہو۔ وہ مسخر کس قدر دلچسپ اور حیرت انگیز ہوگا کہ آپ کا وجود تو سو رہا ہوگا۔ لیکن آپ کی باطنی آنکھیں آپ کی خواہشات کی تکمیل میں جاگ رہی ہوں گی۔

اس وقت آپ کو یہ تمام باتیں محرم محسوس ہو رہی ہوں گی۔ جادو کی طرح لگ رہی ہوں گی لیکن یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار کی بھی طوری ممکن نہیں۔ مگر ہاں حیرت ناک ضرور ہے آپ کی جہد ایک نیا دن روز اس بج کو آپ کے وجود کو حاد بنا دے گی۔ مشق سے قبل آپ ان تمام باتوں کو سمجھیں گے تو شاید یقین نہ آئے لیکن حقیقت تو انسان کے روبرو اس وقت ہی اپنے بچ کا آئینہ دیکھائی ہے جب انسان اس کی کوج کرتا ہے ایک بات اور میں آپ کے ذہن نشین کر دوں کہ جلد بازی یا جہد ہاں ہوں خود کو کسی نہ چھوڑیں ورنہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا شاید آپ کا وجود بھی آپ کا ہاتھ ہے۔

جب انسان کی یہ پراسرار قوت جسے ہم قوت حیات بھی کہتے ہیں بیدار ہوتی ہے۔ تو یہ آپ کو ہی معلوم ہوگا کہ آپ نے اس حقیقی لائانی خزانے کو پانے کے لئے کس قدر جستجو کی..... یہ انمول خزانہ انسان کے ہاتھ آ جاتا ہے تو وہ

جنس اور زندگی

جنس کے بغیر زندگی کا تصور ناممکن ہے۔ انسان میں جہاں وہ قوتیں ہر عمل میں وہاں جنسی قوت کی بہت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے وجود میں جنس قوت ایک پیکر کی حیثیت رکھتی ہے بعض اوقات یہ جنسی دیوانہ انسان کو درندہ بنا دیتا ہے اس کی زندگی دیکھ کر انسانیت بھی کاب اٹھتی ہے۔ لیکن علم روحت میں یہ قوت عامل کے لئے بیش قیمت خزانے کی حیثیت رکھتی ہے یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے ریڑھ کی ہڈی کی نالی میں جنسی قوت انسانی کا اژدھا رہا پوش ہے۔ علم روحت کی مشقوں سے قبل آپ اس اژدھے کو آہستہ آہستہ پیار سے جگا لیں اور پھر اسے اپنے اختیار میں کر لیں جب تک وہ پوری طرح اختیار میں نہ آئے اسے ہرگز مت چھیڑیں۔ جب وہ پرسکون ہو جائے تو اسے چھیڑیں۔ آپ اسے جو بھی چھیڑیں گے آہستہ آہستہ یہ قوت حرام مغز کے خانے کی طرف بڑھتی ہوئی محسوس ہوگی اور آپ یہ احساس کئے بنا نہ رہ سکیں گے کہ روشنی کی ککشاں پھیل کر دماغ کو بے نور بنا رہی ہے۔

روحیت میں اس قوت کو کنٹرول کرنی کہتے ہیں۔ مستقبل بینی کی مشق میں اس قوت کا مضبوط ترین کردار ہے جس طرح اہم کو توڑنے کے لئے حرارت حرکت اور

اور اس کے اعصاب کو اسے حصار میں لے لیتی ہے۔ اور اس لئے وہ جو کام جو فیصلے جو اطلاع فراہم کرتی ہے وہ سورج کی مانند روشن ہوتی ہے لیکن جو کئی بے برقی لہریں سمٹ کر واپس اپنے مرکز میں جاتی ہیں انسان میں موجود وہ ایسا ہی کیفیت مفتود ہو جاتی ہے۔

یہ کیفیت فکارِ حتم کے حضرات میں اکثر پائی جاتی ہے ادیب، شاعر، مصور، سائنس دان، فلسفی یا جو شخص انسانی میں خاک نشین ہوتے ہیں لیکن وہ حضرات تو انسان کے اس بلند ترین مقام پر پہنچ جاتے ہیں جہاں فرشتے تک رسد کرتے ہیں۔ یہ اللہ تبارک تعالیٰ سے دعا، عشق کی معراج ہوتی ہے۔

کشف

کشف اس قوت کا نام ہے جو انسان اپنی ریاضت، محنت اور مشغولیت کے ذریعہ حقیقی قوت کو اپنے اختیار میں کر لیتے ہیں وہ اس سے ہمہ وقت استفادہ پاتے رہتے ہیں جب اور جس وقت چاہیں عمل کو بروئے کار لا کر اپنے مقصد کی تکمیل پالیتے ہیں۔ یہ صلاحیت عاملِ حواسِ مشغول کے بعد ہی اپنے اعتراف پیدا کر پاتا ہے۔

کشف انسان کے عمل کی اس صلاحیت کو کہتے ہیں جو ہر آنے والے واقعات کشف کی قوت سے اس کے ذہن میں کرشمہ برقی طرح دکھائی دے جاتا ہے۔

لیکن یہ بہت سے حضرات اسے جادو یا سحر تصور کرتے ہوں لیکن ہم ان حضرات کو جو اس علم کے مظاہر ہو کر دیکھ کر اور اس قسم کی ہر قوت کے مظاہرے کو دیکھ کر جادو جادو کا بے ہنگم سا شور برپا کر دیتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے جادو یا سحر سے بھی بڑی قوت انسان کے اندر موجود ہے جو جادو سے بھی زیادہ ہزار گنا حیرت انگیز ہے۔ انسان کشف میں اس وقت ہی منحوس ہوتا ہے جب ذہن سے ہر قسم کی آلودگی کو

نکال دے۔ کوئی خیال کوئی تصور ہر پر چھائیں سے ذہن کا آئینہ صاف کر کے صرف کسی خاص چیز پر اپنی پوری توجہ مرکوز کرتا ہے کسی خیال یا تصور کو جب آپ ذہن کے آئینہ اسکرین پر عکس دیتے ہیں تو آہستہ آہستہ آپ کا شعور سے رشتہ ختم ہو جاتا ہے اور اب آپ نے جس خیال کو عکس دے رکھا ہوتا ہے اس کا تسلسل محو بیت کی گود میں اسراحت پذیر ہو جاتی ہوتا ہے دیگر سلسلہ ہائے ربط منقطع ہو جاتا ہے یہی وہ مقام ہے جسے کشف کی منزل کہتے ہیں اس لئے آپ پر بے خودی، استغراق، کیف میں تبدیلی ہو جاتا ہے۔ ایک ایسا نشہ آپ پر طاری ہو جاتا ہے جس کی لذت انبساط کی لہروں میں آپ بے چلے جاتے ہیں عامل کی یہی کیفیت ہے۔ کسی بھی لمحے جب انسان ذہن بالکل حادثاتی طور پر کائناتی شعور مطلق سے اپنے شعور کا رابطہ قائم کر لیتا ہے۔ اور ذہن وہ مکان کی تمام بلند یوں سے آزاد ہوتا ہے۔ اسی عالم کیف میں کشف کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اور انسان کی معراج کے در کھلتے ہیں اس کی نگاہوں کے روبرو دارالارادے کی تکمیل میں اس کے خواب تصویروں کا روپ و حمار گھومتے لگتی ہیں اور ساعت میں غیبی آواز سنائی دے لگتی ہیں صرف ان کرامتِ عاملِ حضرات اس کیفیت کو مراقبہ کی پہلی منزل تصور کرتے ہیں انسان منزلیں طے کرتا ہوا اس مقام پر پہنچتا ہے۔ جو حضرات ایک محنت میں یہ قائل نہ طے کرنا چاہیں گے تو یقیناً وہ اپنے وجود زندگی کے تمام مقاصد کو باج تو بٹائیں لیکن کبھی بھی کامیابی انہیں خوش آمدید نہیں کہے گی۔

چاہے کہ ہم آپ سے پہلے بھی عرض کر چکے ہیں انسان اپنی محنت، ریاضت، مجاہدے سے اپنے وجود میں پوشیدہ قوتوں کو بیدار کر سکتا ہے۔ یہی تپتی، متنبی، مستقبل بینی و جدان کشف آپ چاہیں تو ان تمام منزلوں کو سر کر سکتے ہیں۔ صرف عزم اور محنت کی ضرورت ہے اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب آپ مسلسل جہد اور ریاضت کے تسلسل کو قائم رکھیں۔ مبرجہاں کا پورے طور پر متاثر کریں۔ چاہے اس کے لئے ستر کتنا ہی وقت کیوں نہ آپ سے طلب کرے۔

ارادی مغوی ہے تو انسان اس کام کو خند بنا لیتا ہے جس کی جہد میں وہ مصروف پیکار ہے۔ اور پھر کامیابی دیر سے کسی طویل سفر کی انتھک محنت کے بعد کسی اس کے قدم پوس ہوتی ہے۔

لیکن جب مایوسی کا آسیب انسان کو ڈس لیتا ہے تو وہ عجیب سی کیفیت سے دو چار ہو جاتا ہے وہ چلتے پھرتے اٹختے بیٹختے ایک انجانے احساس میں مبتلا ہو جاتا ہے جیسے کوئی دایہ و ماسیاس کا تعاقب کر رہا ہے وہ آؤ بھیس تو اتر سے گھور رہی ہیں۔ سوتے سے اچانک ہڑبڑا کر اٹھ جاتا بعض اوقات اپنی شخصیت کو بدلی ہوئی بھی محسوس کرتا ہے ایک غلطی سی کیفیت عموماً آتی ہے پر چھاپیوں سے خوف کھانے لگتا ہے اس کے گمراہوں اور دوست احباب کا مذاقہ خیر انداز اور اذیت آمیز لنگھکوں اس کے اعصاب و ذہن پر اثر ڈالتی ہے۔ حالانکہ تھوڑی سی حوصلہ افزائی اور نرم ملائم لہجہ اختیار کر کے کہیں لنگھکی جائے تو حقیقی طوم کی ناکامی کے باعث جو حقیقی اثرات اس نے قبول کر لئے ہیں جلد از جلد زائل ہو سکتے ہیں۔ اس کے دوست احباب کو چاہیے اس سلسلے میں اس کی بھرپور مدد کریں اپنا لہجہ نرم و ملائم رکھیں۔

انسان خود بھی چاہے تو اپنی محنت کی بحالی کے لئے کوشش کر سکتا ہے آپ اگر محسوس کر رہے ہیں کہ کوئی سایہ مسلسل آپ کے تعاقب میں ہے۔ تو اپنے ذہن پر جو دھار آپ محسوس کر رہے ہیں۔ اسے ختم کیجئے۔ اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ مصروف رکھیں اور خوف کے آسیب سے اپنی قوت ارادی سے اس سے جنگ کریں آپ جنگجو ہیں اگر آپ نے اپنے قوت ارادی سے کام لیکر اس خوف و ڈور خدشہ و ہم کا مقابلہ کیا تو یقیناً آپ صرف ایک لمحے کی کوشش سے اس انجانے سائے کو فرار حاصل کرنے پر مجبور کر دیں گے یاد رکھیں جب پہلے بارہ کی مسلسل جہد و محنتوں سے مایوس ہو کر ریاضت چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ اتنے عرصے میں جب آپ نے اپنی قوت آئی کی لیکن آپ کی

علم روحیت اور منفی اثرات

حاصل پرواز ہو مزم تو منزل کوئی دور نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے انسان کا یہ عزم ہی ہے کہ چٹانوں پر کند ڈال لیتا ہے سمندر کی سرکش موجوں پر چ یا ب چا جاتا ہے زمین کا سینہ چیر کر زندگی کو آسائش مہیا کر دیتا ہے چاند کی سرزمین کو بھی چھو سکتا۔ روندھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ان تمام حقیقتوں کے سوا یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر جہد مٹی و شیت نتائج کی حامل ہوتی ہے۔ آپ ایک شرک ہی کو لیجئے یہ زندگی کو جس قدر آسائش سمیت 'منافش' رنگینی مہیا کرتی ہے اس میں شک نہیں کہ اس کا یہ شیت پہلو بھٹکا ہو شرابا ہے لیکن انسان کی غفلت ہے اسی غفلت ہی اور جلد بازی سے حقیقی اثرات کے پہلو بھی روپوش نہیں ہیں۔

بسا اوقات مستقبل بنی کی مشقوں میں ناکامی کی صورت میں جذبات کا حلال مل جاتا ہے ایک فطری عمل ہے لیکن جسے وہ ناکامی تصور کرتا ہے دراصل وہ دو طوالت کے باعث مایوسی کی دلدل میں پھسل جاتا ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے دلدل میں دھنسا ہوا انسان کس کس طرح پاؤں چلاتا ہے۔ چپتا ہے، مدد کے لئے پکارتا ہے اس لئے تو کہا گیا ہے۔ 'یہی کفر ہے' آپ اپنے اس دشمن سے ہمیشہ بچ کر رہیں۔ مبرا در فوٹ

اختتامی صفحات

علم روحیت کے درس کو ہم مکمل تو نہیں کہیں گے لیکن مثلی ہیٹھی کی مدد سے ہم نے پوری کوشش کی ہے اس علم کی اقدار کو نظر رکھتے ہوئے وہ تمام اسباق مشقیں سمجھیں گے جو اس کے ثبت اور عملی پہلو سے آپ مکمل طور پر آگاہی دیں گے ہم نے اپنی ہی پوری کوشش کی ہے علم تو سمندر سے بھی وسیع اور گہرائی لے ہوتا ہے جس طرح آپ آسمان کی دستوں کا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں اس طرح علم کے بارے میں کوئی دعویٰ دیا بھی دیمانے کی باجگ کے سوا کچھ نہیں۔

اور علم روحیت تو ایسا علم ہے جس میں ایک کڑی سے دوسری کڑی پیوست ہوتی چلی جاتی ہے ہاں چند ضروری ہدایات آپ کے گوش کرتی ہے اس علم کی مشقوں کے دوران حادثاتی طور پر آپ ان سے آگاہ کئے ہیں کچھ جسمانی عارضے آپ کے عزم کی راہ میں آئیں گے لیکن خوف کا باعث ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان کے بارے میں آپ کا پائنا ضروری ہے تاکہ آپ ان حادثاتی عارضوں میں مستقل مرض سے خود کو محفوظ رکھ سکیں۔

سر درد

اکثر شیخ بنی مستقبل بنی کی مشقوں میں عامل کو سر درد کا عارضہ ہونے لگتا ہے سر میں شدید درد کے باعث سر میں بیماری پن کپٹیوں کی رنگیں کھینچے لگتی ہیں آپ اس سے گہروائی اختیار مت کیجئے فوراً اس کی طرف توجہ دیں۔ ادھر ادھر وقت ضائع کرنے کے بجائے اپنی نیند کی کمی کو پورا کریں بھرپور نیند لیں سوئیں۔ سر درد معدے کی خرابی کے باعث بھی ہوتا ہے قبض کی شکایت ہرگز نہ ہونے دیں۔ اس کے لئے کوئی..... ادویات استعمال کیجئے۔ جو غذا ابھی ہو دوا بھی۔

آنکھوں میں درد اور محسوس ہونے لگے۔ ہم پہلے ہی آپ کو تاکید کر چکے ہیں اس لئے اس کی ضرورت نہیں کہ ہم یہاں تحریر کریں مشقوں کے دوران ایک نہات کا خیال رکھیں اپنی جنسی خواہشات کو بخوشی سے دبانے کی کوشش ہرگز نہ کریں بلکہ اعتدال کے نقطہ اپنے جذبات کی اصلاح کریں جنسی جذبات کو اگر آپ نے بخوشی سے دبانے کی بھد کی سادگیں ہشیا جیسا مرض لاحق ہو سکتا ہے ویسے تو ان مشقوں سے قبل آپ کو اپنے اطراف میں کچھ طرح کا جہازہ لینے کے بعد ہی سفر کی ابتدا کرنی چاہیے اپنی قوت ارادی اپنے جذبات اعصاب کی مضبوطی اپنی بدعاتوں سے نجات خود سے مطمئن ہونے کے بعد اپنے ہونیک کسی ایسے شخص کو اپنا ہمراہ بنائیں جو غلطی علوم کی باتیں سے واقف ہو۔ استاد کا درجہ رکھنا ہو۔ تحریری مطالعہ اور عملی درس میں جتنا فرق ہوتا ہے۔ وہ تو آپ بہتر طور پر چاہتے ہیں پرنٹیکل کے لئے ایک رہبر کی

ضرورت ہوتی ہے یہ نہیں کہ تحریری طور پر جو کچھ طالب علم پڑھتا ہے وہ غلط ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان رہبری کے لئے ضروری ہے کہ استاد قریب ہو۔ ہماری دورانیہ ہے کہ تعلیمی جتنی پر عمل کرنے سے قبل کسی استاد کی رہبری ضروری اختیار کریں۔ ہمارے ہوتے ہوئے شروع شروع کرنے سے قبل اپنے تمام کوائف ارادے آنکھوں کی بصارت سے کرانے میں تفسیل و تخریر کر کے ہمیں ارسال کریں۔ اس کے بعد ہی ہم آپ کی مفید مشورہ دے سکتے ہیں۔ جس کی روشنی میں آپ بہتر طور پر اپنے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں ہمیں یہ تو نہیں معلوم کہ آپ کو ہمارا مشورہ قابل قبول ہوگا کہ نہیں۔ لیکن راستے کے نشیب و فراز سے آگاہی ہمارا فرض ہے سرفوق بہر حال آپ نے خود ہی طے کرتا ہے۔

آپ کو کوئی غرض تو نہیں۔ کسی ایسی بیماری کے آثار نہیں کے سبب آپ پریشان ہوں۔ اگر ایسا ہے تو آپ ہمیں مطلع کریں تاکہ ہم آپ کی طبیعت کی کرکٹیں کہ آپ علم و وحیّت کا سفر کر سکتے ہیں یا نہیں۔ ذہن میں کسی قسم کی سرسراہٹ تو نہیں کوئی سوال کوئی غلطش کوئی جھپٹن اگر آپ کسی بھی ڈانڈے میں الجھے ہوئے ہیں تو یہ سب ہمیں آگاہ کریں۔ ممکن ہے ہم آپ کی کوئی مدد کر سکیں آپ کے کسی کام آسکیں۔ ہم تو نہیں کہتے کہ ہم استاد کا درجہ رکھتے ہیں لیکن ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے آپ کی کچھ نہ کچھ مدد ضرور کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کے قریب کوئی استاد فہم و فطن موجود ہے تو پھر آپ کو ذمت کرنے کی قطعی ضرورت نہیں۔ آپ ان سے مشورہ لے سکتے ہیں۔ ممکن ہے وہ آپ کی رہبری بھی کرنے پر تیار ہو جائیں۔ کوشش کریں کہ آپ کو قریب ہی استاد مل جائیں ورنہ ہم آپ کی رہنمائی کے لئے حاضر ہیں۔ جو کچھ میرے بسود میرے پروردگار نے ہمیں عطا کیا ہے۔ اس علم بصیرت سے کوشش کریں گے کہ آپ کی مدد کر سکیں۔

حرف آخر

آپ کا مسلم اعظمی

آمین

فرما

میرا چو

ذہنی بیداری، توجہات، شمع بینی تنویم، مستقبل بینی
روحیت، پیام رسانی، منزل، مراقبہ، پراسرار قوت

نبی اکبر صلی اللہ علیہ وسلم

یہ کتاب نفسیات، باطنیات پر سلسلہ ان دینی لیکن حقیقی اور ملی قوت و عظمت
کی بحال کا دلید ہے۔
نبی اکبر صلی اللہ علیہ وسلم روحیت، مستقبل بینی کوئی جادو نہیں یہ سائنس ہے علم ہے
جو حقیقت اسے مدعایت سے مشک کرتے ہیں وہ ہر شے غلط ہے، باطن
المنہات کو دعایت کتنا قوی علم کے طالب علم کو الہامات سے سوا کچھ نہیں
یہ علم حسی ملک کو سمجھیں کہ حضرات پیار، محبت، محبت، محبت کا بہرہ وپ سہا کر الہیت
اس علم کو مذہب کے علم کے لئے کی کوشش کر رہے ہیں ان کا مقصد ہوس خود
کی تسکین کے سوا کچھ نہیں آپ خود بھی باطنیات کے طالب علم ہیں
جس کے پاس یہ علم ہے اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں
کی ضرورت ہے ہم کو اس علم کے لئے کوشش کر رہے ہیں اس کے لئے کوشش کر رہے ہیں
یہ کتاب، باطنیات، باطنیات کے طالب علموں کے لئے سلسلہ
درس رہنما ثابت ہوگی ہر نفس کو اس علم سے استفادہ ہو سکتا
ہے خواہ اس کا مذہب کوئی ہو، اس کا تعلق کسی قوم، کسی
نسل، کسی رنگ سے رہا ہو انسان کی اپنی نفس، عین، جسم، ذہن
بہریت و قوت کا مقصد انسان کے قلب و ذہن کی بھلائی ہے
کہ کرشمہ ہے۔
ہماری کوشش ہے کہ آپ اس علم سے بہرہ لیں
اور آپ کو اسباب کی خوش آمدید ہے
کے سفر کو منزل ہے۔

مسلم اعظمی